خاندانِ بنو اُمیہ کا ایک گمنام باب

www.KitaboSunnat.com

حیاتِ سیّدنا یزید رحمۃ اللہ علیہ

اس کتاب کی اشاعت پر وزارتِ داخلہ حکومت پاکستان نے پابندی عائد کی تھی اور اس کتاب کے مؤلف کے خلاف ناقابلِ ضمانت وارنٹ جاری کر کے اُسے گرفتار کر لیا گیا۔ تاہم استغاثہ عدالت میں اس کتاب کی پابندی کے حق میں شواہد اور ثبوت مہیا نہ کر سکا۔ جس کی بنا پر بااختیار عدالت نے کتاب کے مؤلف کو باعزت طور پر بری کر دیا۔

(عدالتی فیصلہ کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں)

تالیف

ابو الارشد محمد اسمٰعیل جاروی السلفی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

حیاتِ سیّدنا یزید رحمۃ اللہ علیہ

آغازِ خلافت : ۲۲ رجب ۶۰ ہجری

تاریخِ وفات : ۱۴ ربیع الاوّل ۶۴ ہجری

ابو الحسین محمد عظیم الدین صدیقی

عائشہ اکیڈمی

مرکزِ جماعتِ اہلِ حدیث
لارنس گارڈن
لاہور پاکستان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	حیاتِ سیدنا یزید
تالیف	ابوالحسنین محمد عظیم الدین صدیقی
کتابت	ابو محمد حسین احمد نجیب
ناشر	مجلس حضرت عثمانِ غنی ؓ کراچی
تعداد	ایک ہزار

ملنے کا پتہ

☆ عائشہ اکیڈمی ' مرکز جماعتِ اہل حدیث ۔ لارنس گارڈن 'لاہور ' پاکستان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین حیاتِ سیدنا یزیدؒ

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	تعارف	۵
۲	پیش گفت	۹
۳	نقوشِ زندگی	۲۳
۴	شجرۂ نسب	۲۴
۵	نام و نسبت	۲۵
۶	والد	″
۷	والدہ	۲۷
۸	ولادت	۳۰
۹	پرورش	″
۱۰	تعلیم و تربیت	۳۱
۱۱	روایت حدیث	۴۰
۱۲	خطابت	۴۳
۱۳	فاروقی نقش قدم	۴۸
۱۴	یتیموں سے ہمدردی	۴۹
۱۵	حلم و کرم	۵۰
۱۶	سخاوت	۵۳
۱۷	بشارت مغفرت	۵۹
۱۸	جہادِ قسطنطنیہ	۶۱
۱۹	مجاہدینِ قبرص	۶۳
۲۰	مجاہدینِ قسطنطنیہ	۶۵
۲۱	وفاتِ ابوایوب	۷۴
۲۲	اشکال و جوابات	۸۳
۲۳	جہاز سازی	۹۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۲۴	امارتِ حج	۹۴
۲۵	**ولی عہدی**	۹۷
۲۶	پس منظر	۹۹
۲۷	سبائی افتراق انگیزی	۱۱۰
۲۸	حضرت مغیرہؓ کی تحریک	۱۱۸
۲۹	نمائندہ اجلاس	۱۲۳
۳۰	اجماعی بیعت	۱۳۵
۳۱	امہاتُ المؤمنینؓ	۱۴۷
۳۲	اصحابِ عشرہ مبشرہؓ	″
۳۳	اصحابِ بدرؓ	″
۳۴	اصحابِ بیعت رضوانؓ	۱۴۸
۳۵	دیگر صحابہ کرامؓ	۱۴۸
۳۶	**انتخابِ خلیفہ کا اسلامی تصوّر**	۱۵۱
۳۷	الراشدون	۱۶۳
۳۸	فرقِ مراتب	۱۶۴
۳۹	عہدِ مرتضوی	۱۷۲
۴۰	طریقِ انتخاب	۱۷۴
۴۱	علمائے محققین کا فیصلہ	۱۹۷
۴۲	باپ کے بعد بیٹا	۲۰۲
۴۳	خلافت	۲۰۵
۴۴	وفاتِ سیدنا معاویہؓ	۲۰۷
۴۵	بیعتِ خلافت	۲۱۴
۴۶	کتابیات	۲۲۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعارف

ازقلم

مجتہد العصر، الشیخ، مولانا محمد جعفر شاہ پھلواروی

مظلوم کئی طرح کے ہوتے ہیں ـــــ ایک وہ جو مظلوم نہیں ہوتے مگر اپنی مظلومیت کا خوب پروپیگنڈہ کرتے ہیں، تاکہ لوگوں کی ہمدردیاں ان کے ساتھ ہو جائیں، نیز ان کی اپنی کمزوریاں داستانِ مظلومیت کے دبیز پردوں میں دب کر چھپ جائیں۔ ـــــ بعض مظلوم ایسے بھی ہوتے ہیں جو در اصل ظالم ہوتے ہیں لیکن اپنے ظلم کو چھپانے کے لئے مظلومیت کا لبادہ اوڑھ لیتے ہیں ـــ بعض مظلوم حقیقۃً مظلوم ہوتے ہیں مگر ان کی مظلومیت کا ڈھنڈورا نہیں پیٹا جاتا بلکہ اسے پروپیگنڈے کے زور سے اس طرح ذہنوں سے محو کر دیا جاتا ہے کہ مظلوموں کی فہرست میں ان کا نام ہی نہیں آتا بلکہ ان کی واقعی مظلومیت کو داستان ظالمیت بنا دیا جاتا ہے۔ غرض یہ ہوتی ہے کہ ان مظلوموں کی تمام خوبیاں داستانِ ظالمیت کی تہوں میں دب کر فراموش ہو جائیں۔

دنیا کی تاریخ میں ان تمام قسم کے مظلوموں کی مثالیں موجود ہیں۔

لیکن

ان تمام قسموں سے زیادہ عجیب تر مظلوم وہ لوگ ہیں جو :-

۱ ـــ کسی ظلم کے بغیر ہی ظالم فرض کر لئے جائیں۔

۲ ـــ جن کے عظیم کارناموں کا کبھی کوئی ذکر نہیں کیا جاتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳ــــ جن کے قابلِ احترام رشتوں کا کوئی احترام نہیں کیا جاتا۔

۴ــــ جن کے قطعی جنتی ہونے کے باوجود کافروں سے بھی بدتر جہنمی سمجھا جاتا ہے۔

۵ــــ جن کے فضائل و مناقب کو زبان پر لانا بھی گناہ عظیم تصور کیا جاتا ہے۔

۶ــــ جن پر لعن طعن کرنا ایک عبادت قرار دیا جاتا ہے۔

۷ــــ جن کی فرضی داستان ظلم کی تکرار کو زندگی کا بے ضرورت مشن بنا لیا گیا ہے۔

آپ سمجھے

یہ کون ہیں ؟ .... یہ وہ ہیں جن کے حقیقی پھپھا ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ جن کے خسر ہیں عبد اللہ بن جعفر۔ جن کے بہنوئی ہیں حضرت حسین بن علی۔ جن کی قیادت میں جناب حسین، جناب عبد اللہ بن جعفر، جناب عبد اللہ بن عمر، جناب عبد اللہ بن عباس اور میزبان رسولؐ حضرت ابو ایوب انصاری وغیرہم جیسے جلیل القدر صحابہؓ و تابعینؒ نے جہاد کیا اور جن کی امامت میں یہ سب حضرات نمازیں ادا کرتے رہے۔ جو قائدِ جہاد قسطنطنیہ ہیں اور جن کو اس جہاد سے بہت پہلے ہی پورے لشکر کے ساتھ زبانِ رسالت نے مغفرت کی بشارت دے دی تھی۔

اِن پر

دو اعتراضات بڑے زور شور سے کئے گئے ہیں :-

۱ــــ یہ اپنے پدر بزرگوار کی نامزدگی سے خلیفہ ہوتے تھے۔

۲ــــ جو تھے نواسۂ رسول کو قتل کرایا۔

دوسرے اعتراض کا جواب تو جناب مولانا محمد عظیم الدین صاحب صدیقی اپنی کتاب "حادثۂ کربلا" میں بھی بڑی خوبی سے دے چکے ہیں۔ انہوں نے بتایا ہے کہ نواسۂ رسولؐ کے قاتل وہ ساٹھ کوفی ہیں جو آپؓ کو بہکا کر کوفے لئے جا رہے تھے لیکن جب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ نے ان کی غداریوں کا حال معلوم کر لیا تو سفر کا رُخ بدل لیا اور خلیفۂ وقت کی بیعت کے ارادے سے دمشق روانہ ہونے لگے تو انہی کوفی دوستوں نے۔ جو خلیفۂ وقت کے دشمن تھے۔ آپ کو قتل کر دیا۔ اور ان بدبخت قاتلوں کو خلیفۂ وقت کی فوج نے ختم کیا۔ دراصل ان کوفی غداروں کو یہ خطرہ تھا کہ اگر چہ نواسۂ رسولؐ نے خلیفۂ وقت پر یہ راز فاش کر دیا کہ ہم ہی نے ان کو بغاوت پر اکسایا تھا۔ پھر ہماری خیر نہیں۔

ــــــ ذہن نشین رہے کہ آنحضورؐ کے چار نواسے تھے۔ علی بن ابی العاصؓ جنھوں نے دوشِ رسولؐ پر سوار ہو کر کعبے کے بت گرائے تھے۔ دوسرے عبداللہ بن عثمانؓ جن کی اولاد آج تک باقی ہے تیسرے حسن بن علیؓ اور چوتھے حسین بن علیؓ۔

اور پہلے اعتراض کا جواب پیشِ نظر کتاب میں دیا ہے جس میں فاضل مصنف نے بعض اچھوتے اور مبنی بر حقیقت نکات کی نشاندہی کی ہے۔ موصوف نے یہ بتایا ہے کہ آنحضورؐ نے سیدنا صدیق اکبرؓ کو مصلائے امامت پر کھڑا کر کے اشارۃً نامزد کر دیا۔ سیدنا صدیق اکبرؓ نے سیدنا فاروق اعظمؓ کو صراحۃً نامزد کیا۔ سیدنا فاروق اعظمؓ نے چھ آدمیوں کو نامزد کر کے کسی ایک کو منتخب کرنے کا اختیار انہی کو دیدیا۔ سیدنا عثمان ذوالنورینؓ نے کسی کو نامزد کرنے کا موقع ہی نہ پایا۔ سیدنا علیؓ ذی النور نے اپنے فرزند جناب حسنؓ کو مصلائے امامت پر کھڑا کر کے اشارۃً نامزد کر دیا۔ حضرت حسنؓ نے حضرت معاویہؓ کو اپنے بعد کے لئے ہی نہیں بلکہ زندگی ہی میں نامزد کر کے خلافت سپرد کر دی اور بیعت کر لی۔ پھر حضرت معاویہؓ نے اسی سنت راشدہ کے مطابق اپنے فرزند کو نامزد کر دیا۔ اصولی طور نامزدگی کوئی گناہ نہیں بلکہ یہی وہ سنّتِ متواترہ ہے جو عہد نبوی سے اب تک چلا آ رہا تھا۔ اور باپ کے بعد بیٹے کا مسند نشین ہونا بھی کوئی معصیت نہیں ورنہ سیدنا علیؓ صاف لفظوں میں اس کی ممانعت کر دیتے کہ میرے بعد حسنؓ ہرگز خلیفہ نہ ہوں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پس جب نامزدگی بھی جائز ہے اور باپ کے بعد بیٹے کا خلیفہ ہونا بھی جائز ہے تو ان دو جائز دں کا ملاپ ناجائز کس طرح ہو جائے گا ؟

بہر حال مولانا عظیم الدین صاحب نے اس مسئلے پر بڑی عمدہ روشنی ڈالی ہے اور اس کے علاوہ انہوں نے حضرت معاویہؓ کے نامزد کردہ خلیفہ برحق کے جو مناقب وفضائل یکجا کئے ہیں وہ انہی کا حصہ ہے ۔ ان کی محنتِ شاقہ کی قدر نہ کرنا بڑی ناانصافی ہو گی ۔

مولانا نے ابھی اس موضوع پر اپنی تصنیف کا صرف پہلا حصہ پیش کیا ہے ۔ امید ہے کہ دوسرا حصہ بھی جلد ہی منظر عام پر آجائے گا ۔ غافلوں اور بزعم خود غلط حضرات کی آنکھیں کھولنے کے لئے یہی حصہ کافی ہے ۔ اس نے بہت سی غلط فہمیاں دور کر دی ہیں ۔ تاریخی مغالطے ، رسم و رواج اور خود ساختہ تصورات جب عقیدہ و ایمان بن جائیں اور عیارانہ پروپیگنڈا چہرۂ حقیقت کو مسخ کر دے تو اصلیت کو پہچاننے میں بڑی دیر لگتی ہے لیکن مولانا عظیم الدین صاحب نے صدیوں کو لمحوں میں بند کر کے راستہ بہت ہی قریب کر دیا ۔ اب منزل تک پہنچنے میں دیر نہیں لگے گی ، اور حقیقت کو پہچاننے میں تاخیر نہیں ہو گی ۔ انشاء اللہ تعالیٰ

ہاں یہ نکتہ یاد رکھنا چاہئیے کہ تمام سلاسلِ طریقت سیدنا علیؓ سے جا ملتے ہیں اور ہم نے دیکھا کہ ہر خانقاہ ، ہر گدی ، ہر آستانے اور ہر تکیئے پر یہ ہوتا ہے کہ باپ مرا اور بیٹا گدی نشین ہو گیا ۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہئیے کہ سند تو حضرت علیؓ کا ہے اور وہاں سنت حضرت معاویہؓ کی چل رہی ہے ۔ یہی وہ حضرات ہیں جو ہمیشہ سنتِ معاویہؓ پر طعن کرتے ہیں مگر انہی کی سنت اختیار کرنے پر مجبور ہیں اور شاید ہمیشہ ہی مجبور رہیں گے اور اپنی زندگی کے اس داخلی تضاد کو کبھی دور نہ کر سکیں گے

محمد جعفر پھلواروی ـــــ کراچی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیش گفت

تاریخ سازی اور تاریخ نویسی ـــــ دو مستقل عنوان ہیں ۔جن سے عملاً عہدہ برآ ہونے کے لئے الگ الگ استعداد اور صلاحیتوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور چونکہ ان میں سے ہر عنوان اپنی وسعت و ہمہ گیری اور تنوع کے اعتبار سے ہمہ تن یکسوئی اور دوسرے سے بے اعتنائی کا متقاضی ہے اس لئے عموماً ایسا ہوتا ہے کہ تاریخ ساز قوم کو اپنی تاریخ لکھنے اور مرتب کرنے کی مہلت نہیں ملتی ـــــ یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ فکر و عمل کی تمام تر صلاحیتوں اور توانائیوں کے ساتھ تن ، من ، دھن کی بازی لگا کر تاریخ بنانے والی قوم کے مصروفِ کار اور جادہ پیما افراد کو اطمینان و سکون اور فرصت و فراغ کے وہ لمحات ہی میسر نہیں ہوتے کہ وہ گوشۂ عافیت میں بیٹھ کر ذہنی و فکری یکسوئی سے اپنی "ثبت است بر جریدۂ عالم" تاریخ کی روداد مرتب و مدوّن کر سکیں ۔ بصورت دیگر تاریخ ساز قوم اگر تاریخ نویسی پر توجہ دینے لگے تو پھر قلم و قرطاس کی اس شکست و ریخت میں الجھ کر وہ جہد و جہاد مسلسل کو جس کا دوسرا نام تاریخ سازی ہے ، جاری اور باقی نہیں رکھ سکتی ۔ یہ ایک ایسی فطری حقیقت ہے کہ جس کے ثبوت پر بھاری بھرکم دلائل کی قطعاً ضرورت نہیں ـــــ اس کے محسوس اور غیر محسوس شواہد قوموں کی انفرادی و اجتماعی زندگی میں شب و روز پیش آتے رہتے ہیں ـــــ کشتی ، کبڈی ، ہاکی ، والی بال ، کرکٹ اور باکسنگ وغیرہ کا مقابلہ کرنے والے کسی شخص کو اپنے فن اور عمل کی کمنٹری یا آنکھوں دیکھا حال پیش کرتے ہوئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی کبھی آپ نے دیکھا ہے ؟ ــــــ اگر نہیں۔ اس لئے کہ دو مختلف مزاج اور متضاد کیفیات کی یکجائی و اجتماع ممکن ہی نہیں۔ تو پھر آپ کسی تاریخ ساز قوم سے یہ توقع کیوں رکھتے ہیں کہ وہ تاریخ سازی کے ساتھ ساتھ تاریخ نویسی کے فرائض بھی انجام دے۔ ذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۔

اور چونکہ قوانینِ فطرت میں کوئی استثنائی گنجائش نہیں اس لئے لامحالہ عرب قوم کو بھی ان ہی فطری و تکوینی ضابطوں اور راہوں سے دوچار ہونا پڑا ــــــ خاتم المعصومین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وا صحابہ وسلم عرب کے مشہور شہر مکہ معظمہ اور قبیلہ قریش میں پیدا ہوئے۔ اگرچہ آپ کی بعثت تمام بنی نوع انسان کے لئے تھی لیکن گرد و پیش کی عرب معاشرت اور دعوت اسلام کی اولین مخاطب عرب قوم کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ چنانچہ آپ کے فیضان صحبت سے تربیت یافتہ حضرات صحابہ کرام رض کی وہ مقدس جماعت تیار ہوئی، جسے انسانی فضائل و کمالات کا نقطۂ عروج ہی نہیں، بلکہ سعی و عمل کا مجسم پیکر اور سرتاپا جہد و جہاد کہنا زیادہ مناسب ہے ــــــ مکی دور میں انتہائی ظلم و ستم کے باوجود ایمان و اسلام پر استقامت اور پیش آمدہ مصائب و شدائد پر خندہ پیشانی سے صبر ــــــ مدنی عہد میں کٹھن اور مایوس کن حالات کے باوجود میدانِ جہاد میں مسلسل جادہ پیمائی ــــــ حضرات خلفائے راشدین سیدنا صدیق اکبر رض، سیدنا فاروق اعظم رض اور سیدنا عثمان ذوالنورین کے رشد و ہدایت بھرے پچیس ۲۵ سالہ دور میں جہانگیری و جہانبانی کے ناقابل فراموش کارنامے ــــــ سیدنا علی رض کی ساڑھے چار سالہ آزمائشی و عبوری حکمرانی میں دشمنانِ اسلام کی بپا کردہ اسلام دشمن کارروائیوں کے مقابل نبرد آزمائی ــــــ ساٹھ لاکھ مربع میل سے زیادہ رقبہ میں پھیلی ہوئی سیدنا معاویہ رض کی بیس ۲۰ سالہ خلافت راشدہ اور اس میں ہونے والی تسخیر و فتوحات اور انسانی و اسلامی خدمات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ سب کچھ اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ قرنِ اول کی مسلم قوم خصوصاً مسلمانانِ عرب، انسانی رُوپ میں سعی و عمل کی وہ چلتی پھرتی تعبیریں تھیں، جن سے اللہ نے اسلام اور مسلمانوں کی تاریخ سازی کا مقدس کام لیا ـــــ بایں ہمہ فکر و عمل کی تقسیم کے اس فطری قانون کی تنفیذ کا یہ کرشمہ ہے کہ جب تک مسلمان قوم اپنی تاریخ بنانے میں مصروف رہی، انہیں تاریخ نویسی کی جانب توجہ کا موقعہ نہ مل سکا۔ اور جب اس طرف دھیان لگایا تو تاریخ سازی کا وہ عمل قلم و قرطاس کے سنگم اور اس سے پیدا شدہ نتائج و عواقب کی بھینٹ چڑھ کر رہ گیا، جس کے نتیجہ میں انہوں نے عرب کے ریگزاروں سے نکل کر اقصائے عالم میں کبھی نہ مٹنے والے تاریخی نقوش ثبت کیے تھے ـــــ تاریخ سازی کے اس دور میں آپکو عالم، فاضل، محدث، مفسر، فقیہ، شمشیرزن، تیرانداز، شہسوار، حاکم، عامل، افسر، قاضی اور گورنر غرضیکہ ہر وصف و منصب کے لاتعداد افراد مل جائیں گے، لیکن آپ اس تاریخ ساز قوم کے مصروفِ عمل افراد کی بغور چھان بین کریں تو "تاریخ نویس" نام کی کسی قابلِ ذکر شخصیت کی دستیابی سے محرومی رہے گی ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَهُوَ حَسِيرٌ۔

سطورِ بالا پڑھ کر آپ کے ذہن میں یقیناً یہ سوال کروٹیں لے رہا ہو گا کہ پھر مسلمانوں کی تاریخ کے یہ بیش از بیش ذخیرے کیوں، کیسے اور کہاں سے وجود میں آ گئے؟ موضوع اگرچہ تفصیل طلب ہے جس کے لئے تمہید کے طور پر لکھی گئیں یہ سطریں قطعاً ناکافی ہیں۔ اس لئے تفصیلات کسی دوسری فرصت کے لئے قلم انداز کرتے ہوئے، اجمالی اشارات پیشِ خدمت ہیں۔

خلیفہ بلافصل، سیدنا صدیق اکبرؓ کے عہدِ خلافت میں ایران کی مجوسی حکومت کے سہارے پر بپا کردہ مسیلمہ کذاب کی جھوٹی نبوت کا فتنہ ہی ختم نہیں کیا گیا۔ بلکہ بعض

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ناگزیر مجبوریوں اور امکانی تحفظات کے پیش نظر ایرانی فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا ——— خلیفۂ عادل سیدنا فاروق اعظمؓ کے زمانۂ خلافت میں تسخیر و فتوحات کا یہ سلسلہ بہت دور تک پھیل گیا۔ جس کے نتیجہ میں روم وایران وغیرہ مختلف علاقوں کے جنگی قیدی مدینہ منورہ آنے لگے۔ حضرت عمرؓ اس بات پر راضی نہ تھے کہ ان قیدیوں کو مدینہ میں مسلمانوں کے ساتھ رکھا جاتا، آپ ان ممالک کے لوگوں کی نفسیات سے بخوبی واقف تھے۔ نیز آپ اچھی طرح سمجھتے تھے کہ مفتوحہ اقوام کے جنگی قیدیوں کا احساس محرومی کسی وقت بھی انتقام کا روپ دھار سکتا ہے لیکن حضرت عمرؓ نے بعض حضرات کے مسلسل اصرار پر جنگی قیدیوں کو مدینہ منورہ میں رہنے کی اجازت دے دی۔ تاریخی روایات سے پتہ چلتا ہے کہ سیدنا علیؓ اور سیدنا عباسؓ قیدیوں کی دیکھ بھال اور نومسلموں کی تربیت پر مامور تھے یہی وجہ ہے کہ عجمی قیدیوں اور نومسلموں کو علوی و عباسی خانوادوں کے ساتھ گھلے ملے رہنے کے مواقع میسر رہے۔ اور اسی خلا ملا کے ذریعہ انہوں نے قبول اسلام و بعض ایسے نوجوانوں کی ذہنی تعمیر شروع کر دی جنہیں وہ بوجوہ اپنے خفیہ انتقامی مشن میں بطور آلۂ استعمال کر سکتے تھے۔ چنانچہ ایرانی نومسلم قیدیوں نے سیدنا علیؓ و خاندان رسالت کے کچھ دوسرے بزرگوں کے ساتھ اظہار محبت وعقیدت کو اپنی انتقامی تحریک کا ابتدائی قدم قرار دے کر غلو عقیدت کا وہ دروازہ کھول دیا، جس نے آگے چل کر فرضی فضائل ومناقب کے بل پر شخصیت پرستی کے وہ وہ طریقے درآمد کئے، جن کے سامنے یہود ونصاریٰ کی افراط اور اشخاص پرستی بھی شرمسار دکھائی دیتی ہے۔

خلیفہ برحق سیدنا عثمان ذوالنورینؓ کے عہد خلافت میں مرکز سے دور کوفہ، بصرہ اور مصر وغیرہ علاقوں میں خفیہ انداز میں اس انتقامی پروگرام کو منظم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنے کی کوششیں کی گئیں۔ بالآخر حضرت عثمان ذوالنورین رضی اسی انتقامی سازش کے تحت شہید کئے گئے ——— اس انتقامی پروگرام میں بنو ہاشم، بالخصوص حضرت علی رضی کے ساتھ محبت اور ان کے استحقاق و برتری کے اظہار کو بڑی اہمیت حاصل رہی تھی اس لئے انتقامی مشن کے مزید تحفظ کے لئے ضروری سمجھ کر سبائی بلوائیوں اور قاتلوں نے حضرت علی رضی کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کر لی۔ سیدنا علی رضی کے عبوری دور کی خانہ جنگیوں میں لاکھ کے قریب انسانوں کا قتلِ عام اسی انتقام کی ایک کڑی ہے ——— حضرت علی رضی کی شہادت کے بعد حضرت حسن رضی نے امیرالمؤمنین حضرت معاویہ رضی کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کر کے عجمی انتقام کی پیش رفت کو روک دیا۔ سیدنا معاویہ رضی کے عہدِ خلافت میں ان سازشیوں کو کھل کھیلنے کا موقعہ نہ مل سکا اس لئے اسلام دشمن تحریک نے زیرِ زمین مشن کی صورت اختیار کر لی ——— یہی وہ دور ہے جب انتقامی عناصر نے بڑے پیمانے پر روایات گھڑیں اور انہیں حد درجہ رازداری، تقیہ بازی، اور کتمان و اخفا کی دبیز چادر میں چھپا کر عام کرنا شروع کیا۔ حتیٰ کہ ان عجمی ٹکسالوں سے روایات و حکایات کے اس قدر کھوٹے سکے گھڑے گئے۔ اور پھر انہیں ہمہ گیری و تسلسل کے ساتھ اتنا پھیلایا گیا کہ اس خالصتہً انتقامی و سیاسی تحریک نے مذہبی رنگ اختیار کر لیا۔ آگے چل کر انہیں موضوع روایات اور مبالغہ آمیز مناقب کے ذریعہ بنو عباس اور بنو علی نے عجمیوں سے ساز باز کر کے بنو امیہ کا تختہ الٹ دیا۔

وضعت الرفضة فی فضائل علی و اهل البيت نحو ثلاث مائة الف حديث۔ (موضوعات کبیر ص ۱۰۶)

"روافض نے حضرت علی رضی اور اہل بیت کے فضائل سے متعلق تین لاکھ کے لگ بھگ روایتیں بنائی ہیں"

ومن ذلك الاحاديث فی ذم معاوية و ذم عمرو بن العاص

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وذم بنی امیۃ ومدح المنصور والسفاح وکذا ذم یزید والولید ومروان بن الحکم۔۔ (موضوعات کبیر ۱۰۶)

"اسی طرح حضرت معاویہؓ، حضرت عمروؓ بن عاص اور دیگر بنو امیہ خصوصاً امیر یزیدؒ اور ولیدؒ اور حضرت مروان بن حکمؓ کی برائی — اور خلیفہ منصورؒ اور خلیفہ سفاحؒ کی تعریف سے متعلق روایات بھی من گھڑت اور وضعی ہیں۔"

صرف یہی نہیں کہ عجمیوں نے اپنی انتقامی حکمت عملی کے پیش نظر مسلمانوں کو دو حصوں میں بانٹ کر ایک کی تعریف اور دوسرے کی برائی میں روایات گھڑیں، بلکہ انہوں نے اسلامی عقائد و اعمال کے ہر ہر گوشے سے متعلق ایسی ایسی گھناؤنی، متضاد اور ناقابل فہم روایات بھی وضع کیں جن سے اسلامی تعلیمات کا منور چہرہ مسخ ہو کر رہ گیا —— بنو عباس کے دور میں اس بات کی ضرورت محسوس کی گئی کہ اب تک زبانی اور سینہ بہ سینہ چلتی ہوئی روایات کو باقاعدہ مدوّن ہو جانا چاہیئے تاکہ سیاسی اور انتقامی مصلحت کی خاطر گھڑا گیا یہ مواد نہ صرف محفوظ ہو جاتے، بلکہ آئندہ آنے والوں کے لئے مستقل طور پر ایسا ریکارڈ ثابت ہو جس کے ذریعہ اجتہاد و استنباط، بحث و تمحیص اور اختلاف و انتشار کا نہ بند ہونے والا دروازہ کھل جائے، جس میں داخل ہو کر مسلمان قوم اتحاد و اجتماعیت اور باہمی اخوت و محبت سے محروم ہو کر عجمی انتقام کا شکار ہوتی رہے۔

اموی دور خلافت میں تاریخ ساز مسلم قوم بالخصوص عربوں کو کسی اور طرف توجہ کی فرصت نہ ملی اور جب عباسی دور میں تاریخ نویسی باقاعدہ شروع ہوئی تو عموماً عجمی اہل علم و ارباب قلم اس علمی اور روایاتی سرمائے کے حامل و وارث ہو چکے تھے جنہوں نے فرصت و فراغ کی بدولت صحیح و سقیم ہر دو طریقوں سے سن کر اسے اکٹھا کر لیا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس میں شک نہیں کہ اس علمی ذخیرے میں صحیح احادیث اور سچے تاریخی احوال پر مشتمل روایات بھی موجود تھیں۔ لیکن اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ وضعی و من گھڑت روایات، جھوٹے قصے اور فرضی داستانیں غالب حیثیت کی حامل تھیں ــــــ اللہ بھلا کرے فقہائے محدثین کا کہ دشواریوں کے باوجود انہوں نے بڑی حد تک رطب و یابس روایات کے اس ڈھیر کی چھان پھٹک کا مقدس فریضہ انجام دیا۔ مثال کے طور پر امام بخاریؒ کو لیجئے کہ انہوں نے کم و بیش چھ لاکھ روایات میں سے اپنے مقرر کردہ معیارِ صحت کے مطابق پونے تین ہزار کے لگ بھگ روایات کا انتخاب کر کے باقی کو قلم انداز کر دیا ــــ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ امام بخاریؒ کے زمانے تک سقیم و غیر صحیح روایات کا کس قدر انبار لگایا جا چکا تھا۔

صحیح بخاری کے گہرے اور حقیقت پسندانہ مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ روایات کی تنقیح و تطہیر کا عمل جاری تھا کہ امام بخاریؒ کا انتقال ہو گیا، ورنہ کچھ اور موقعہ ملتا تو وہ اس میں مزید حک و اضافے سے کام لیتے ــــــ صحیح بخاری میں کتنے ہی مقامات ایسے ہیں جہاں باب یا ترجمۃ الباب یا متعلقہ روایات کا اندراج نہیں۔ یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ موجودہ کتاب امام بخاریؒ کا وہ بیاض ہے جو ان کے زیرِ تحقیق و تدوین تھا۔ جس میں مزید کمی، بیشی کے لئے انہوں نے جگہیں چھوڑ رکھی تھیں، جنہیں وہ کسی وجہ سے اپنی زندگی میں پُر نہ کر سکے۔

بلاشبہ امام بخاریؒ وغیرہ محدثین کرام نے لاکھوں مخلوط روایات کے انبار سے صحیح روایات چھانٹنے کا عظیم کام انجام دیا۔ لیکن اس عملِ تطہیر کو نہ انہوں نے حرفِ آخر سمجھا اور نہ ہی دوسرے فقہاء و محدثین نے اس پر کسی کمی و بیشی کو ممنوع قرار دیا ہے۔ اس لئے بعد میں آنے والا محقق اگر کسی روایت کے بارے میں دلائل و براہین کے ساتھ ثابت کر دے کہ یہ روایت صحت کے اس معیار پر پوری نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اترتی جو خود امام بخاریؒ نے مقرر کیا ـــــ یا جسے قرآن مجید نے معیارِ قبول قرار دیا ہے۔ تو یہ کوئی انوکھی اور اچنبھے کی بات نہیں، متقدمین و متاخرین فقہاء و علماء اسی اصول کے مطابق روایات کی ترجیح یا تردید کرتے آتے ہیں ـــــ بنا برایں، فضائل اعمال، مناقب، مثالب، مشاجرات اور بیان واقعات سے متعلق روایات کے سلسلہ میں اختیار کی گئی سہل انگاری اور اس سے پیدا شدہ اعتقادی فساد اور عملی بے راہ روی کے پیش نظر از حد ضروری ہے کہ عنوانات بالا کی تمام تر روایات کو محققین اور ارباب فکر و نظر روایت و درایت کی کسوٹی پر پرکھ کر اس اہم اور مقدس بلکہ ضروری فریضہ کی ادائیگی سے سبکدوش ہوں۔ جو اب سے بہت پہلے تکمیل تک پہنچ جانا چاہیئے تھا۔

تاریخی روایات وضع کرنے۔ اور ان کی نوک پلک درست کر کے مرتب و مدون کہانیوں کا روپ دینے والے عموماً مفتوحہ ممالک کے وہ عجمی افراد تھے، جنہوں نے احساس محرومی سے پیدا شدہ انتقامی جذبہ کے پیش نظر تاریخ نویسی شروع کی، تاکہ اس طرح وہ مسلمان عرب فاتحین کی بے عیب تاریخ کو اس درجہ گھناؤنا انداز دے سکیں کہ بعد میں آنے والے مسلمان اپنے اسلاف کے زریں تاریخی کارناموں پر فخر سے سر اونچا کرنے کی بجائے، ان "مسخ شدہ تاریخی اساطیر" کو پڑھ کر اقوام عالم کے سامنے منہ دکھلانے کے لائق تک نہ رہ سکیں ـــــ تاریخ کے مطالعہ سے عموماً یہ سوال ذہن میں ابھرتا ہے کہ السیدین الکریمین حضرت معاویہؓ اور حضرت یزیدؒ کو اس عجمی تیر اندازی کا سب سے زیادہ نشانہ کیوں بنایا گیا۔۔؟ ـــــ بات یہ ہے کہ عجمی مفتوحین نے محسوس کر لیا تھا کہ مسلمان قوم فاتحینِ روم و عجم حضرات خلفائے ثلاثہ، سیدنا صدیق اکبرؓ، سیدنا فاروق اعظمؓ اور سیدنا عثمان ذوالنورینؓ کی شان میں کسی بھی بدگوئی اور بدفہمی کو براہ راست قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس لیے بنو ہاشم کو خلفائے مابعد کے ساتھ محاذ آرا کر کے ان کی فرضی مظلومیت اور ان کے ساتھ جھوٹی ہمدردی کا سوانگ رچا کر، حضرات خلفائے راشدینؓ اور ان تمام مجاہدین صحابہؓ پر سب وشتم، تبرا بازی اور انتقامی کاروائی کی راہ نکالی جن کے عزم و ہمت، استقلال و شجاعت اور ایمان و استقامت کے سامنے ان کی شان و شوکت اور جود دھراہٹ ہوا ہو کر رہ گئیں۔ اور جنہوں نے دین حق سے عداوت کی پاداش میں ان کی ناقابل شکست قوت اور ناقابل تسخیر حکومتوں کو پیوند خاک کر ڈالا تھا ـــــ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے بعد خلافت کے لئے حضرت عمرؓ کو نامزد کیا۔ حضرت عمرؓ نے بحالت زخمی چھ افراد پر مشتمل انتخابی کمیٹی مقرر کی جس کے نتیجہ میں حضرت عثمانؓ خلیفہ منتخب ہوئے، نیز حضرت عمرؓ ہی نے ۱۸ھ میں حضرت معاویہؓ کو شام کا گورنر بنایا، حضرت عثمانؓ نے اپنے عہد خلافت میں انہیں اس اہم ترین عہدے پر برقرار رکھا۔ اور بالآخر حضرت علیؓ کے دور کی خانہ جنگیوں اور اپنی ہی سیاسی پارٹی کے ہاتھوں شہادت اور پھر حضرت حسنؓ کی سپردگی خلافت کے بعد سیدنا معاویہؓ پوری اسلامی ریاست کے متفق علیہ خلیفہ ہوئے۔ حضرت معاویہؓ نے امت کی بھلائی اور اجتماعیت کی خاطر اکابر صحابہؓ کے مشوروں اور رائے عامہ سے استصواب کے بعد اپنے ہردلعزیز صاحبزادے سیدنا یزیدؒ کو نامزد کیا۔ جو نامزدگی کے تقریباً دس برس بعد ۲۲ رجب ۶۰ھ ہجری کو اپنے والد بزرگوار حضرت معاویہؓ کی وفات کے بعد مسند آرائے خلافت ہوئے، تو گویا حضرت صدیق اکبرؓ سے لیکر سیدنا معاویہؓ اور سیدنا یزیدؒ تک ایسا تسلسل ہے جس کی کسی ایک کڑی پر حرف گیری و نکتہ چینی، پورے سلسلہ پر نکیر کے مترادف ہے۔ درحقیقت جو لوگ حضرت معاویہؓ اور ان کے فرزند حضرت یزیدؒ پر لعن و طعن سب وشتم اور تبرا روا سمجھتے ہیں وہ ان عجمی سازشیوں کے فراہم کردہ تیر برساتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں مصروف ہیں، جن کا اصل مقصد اس آڑ کے ذریعہ حضرات خلفائے راشدین ثلاثہ اور دیگر فاتحین صحابہؓ کو ہدف بنانا ہے ــــ یہی وجہ ہے کہ علمائے محققین نے منافقین عجم کے گھڑے ہوئے ان تبرا انگیز روایاتی سہاروں کو چھان پھٹک کر ان کا وضعی، من گھڑت اور سفید جھوٹ ہونا پوری شدت و قوت سے بیان فرمایا ہے ــــ علامہ ملا علی قاریؒ حنفی کی عبارت اوپر گذر چکی ہے جس میں انہوں نے حضرت معاویہؓ اور حضرت یزیدؒ نیز دیگر بنو امیہ کی مذمت پر مشتمل تمام روایات کو من گھڑت قرار دیا ہے۔ اسی سلسلہ میں حافظ علامہ ابن کثیرؒ کی تحقیق ملاحظہ ہو۔

وقد اورد ابن عساكر احاديث فی ذم يزيد بن معاوية كلها موضوعة لا يصح شیء منها.

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۳۱)

"مورخ ابن عساکر نے یزیدؒ بن معاویہؓ کی مذمت کے سلسلہ میں جس قدر روایات بیان کی ہیں وہ تمام من گھڑت ہیں ان میں ایک بھی صحیح نہیں۔"

مناسب ہے کہ اختصار کے ساتھ حضرات معاویہؓ و یزیدؒ کے بعض ان کارناموں کی نشاندہی کر دی جائے جن کے بارِ احسان سے اسلامی دنیا کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتی۔ اور وہی کارنامے روایات ساز عجمی منافقین کے لئے ان ہر دو محسنین اسلام سے کینہ و عداوت کا سبب ہیں۔

فاتحِ روم و ایران سیدنا فاروق اعظمؓ کی شہادت کے بعد عجمی و رومی مفسدین کو توقع تھی کہ اس ناقابل تدارک نقصان کے بعد مسلمان قوم کی تسخیری جادہ پیمائی رک جائے گی۔ لیکن سیدنا عثمان ذوالنورینؓ نے اسلامی خدمات و فتوحات کے تسلسل کو برقرار رکھا۔ چنانچہ آپ ہی کے عہد خلافت میں فتح ایران کا سلسلہ تکمیل کو پہنچا اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"مجوسی ایران" کے تاجدار "یزدگرد" کی ہلاکت پر حضور صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کی یہ پیشین گوئی پوری ہوئی اذا ھلک کسریٰ فلا کسریٰ بعدہٗ ـــــ اس لئے بہ نیتِ انتقام نو مسلم مجوسیوں نے عرب معاشرے کے بعض افراد کے سہارے شورش اٹھائی اور آپ کو مظلومانہ شہید کر کے اسلامی خلافت کو مجوسی حکومت میں بدل ڈالنے کا پروگرام مرتب کیا۔ لیکن سیدنا معاویہؓ کے عزم وہمت، استقلال و تدبر اور برقت مدافعت نے ان کا یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہونے دیا ـــــ دوسری طرف اپنے والد ماجد حضرت معاویہؓ کے عہدِ خلافت میں سیدنا یزیدؒ نے قسطنطنیہ جیسے اہم رومی علاقے پر پہلی بار جہاد کر کے نہ صرف یہ کہ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کی زبان مبارک سے بشمول جملہ شرکائے لشکر "بشارت مغفرت" حاصل کی، بلکہ رومی عیسائیوں پر وہ ضرب کاری لگائی جس کی دہل آج بھی عیسائی دنیا میں محسوس کی جا سکتی ہے ـــــ عجمی ارادوں میں ناکامی اور رومی شرارتوں کے خلاف یہ نتیجہ خیز جہادی سرگرمیاں ہی حضرت معاویہؓ اور حضرت یزیدؒ کے خلاف اس پروپیگنڈے کا اصل سبب ہیں، جسے عجمی ذہن و قلم کی مشترکہ کاوش کے نتیجے میں جمع کردہ تاریخی روایات کے انبار در انبار ملبے میں نمایاں حیثیت حاصل ہو ـــــ ان حالات میں امیر المؤمنین سیدنا معاویہؓ اور امیر المؤمنین سیدنا یزیدؒ کی شخصیات اور ان کی اسلامی فتوحات و خدمات سے بھرے عہدِ خلافت کے متعلق جس قدر بھی غلط بیانی و ناانصافی سے کام لیا گیا ہو وہ کم ہے۔ تاہم امیر المؤمنین یزیدؒ کے خلاف گھڑی گئیں روایات اور ان کے خلاف عائد کردہ جھوٹے الزامات کی مسلسل و منظم تشہیر کے باوجود افترائی و تبرائی ڈھول سے اٹی ہوئی تاریخی فضا نے ان کے حق میں "ہمعصر اُمت" کی ان شہادتوں کو بھی محفوظ رکھا ہے جو آج تک سبائی منافقین کے لئے سوہانِ روح بنی ہوئی ہیں ؎

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بوئے گل قید و حراست میں نہیں رُک سکتی
باغباں لاکھ اٹھایا کریں دیوار چمن

شیخ الصحابہ سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کا طرز عمل اور فرمان ـــــ سیدنا عبداللہ بن عباسؓ کی گواہی ــ فرزند علیؓ حضرت محمد بن حنفیہؒ کا مکالمہ ــ برادرِ حسینؓ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کا اپنی دخترام محمدؒ کو امیر یزیدؒ کے عقد میں دینا ــ فرزندِ حسینؓ حضرت علی اصغرؒ یعنی زین العابدینؒ کا " رحمک اللّٰہ امیر المؤمنین یزید " کہہ کر دعائے خیر سے یاد کرنا ــ جہاد قسطنطنیہ کے موقعہ پر بزرگ صحابی حضرت ابو ایوب انصاریؓ سمیت بکثرت صحابہ کرامؓ اور اکابر امت کا شریکِ مہم ہو کر امیر لشکر، سیدنا یزیدؒ کی قائدانہ صلاحیت اور ہر دلعزیزی پر عملاً مہر تصدیق ثبت کرنا وغیرہ ایسے تاریخی حقائق ہیں جنہیں جھٹلایا نہیں جا سکتا ـــــ نیز استصوابِ رائے عامہ کے بعد قائم شدہ آپ کی ولی عہدی اور پھر خلافت پر حضرت حسینؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے علاوہ تمام ہی ہمعصر صحابہؓ و تابعینؒ کا اجماع اس بات کا منہ بولتا، ناقابل انکار ثبوت ہے کہ سیدنا یزیدؒ اپنے ہمعصر اکابر و اصاغر کی نگاہ میں قیادت و خلافت کے جائز مستحق تھے ـــــ سبائی منافقوں نے آپ کو بدنام کرنے کے لئے جن واہی تباہی روایات کے ڈھیر لگائے ہیں وہ سبائیت زدہ مسموم ذہنوں کے لئے جاذبیت رکھ سکتے ہیں، لیکن جن صاحبانِ علم و انصاف کے نزدیک ہمعصر صحابہؓ اور اکابر امت کا طرز عمل اور فیصلہ حق و صداقت کی پرکھ کا حقیقی معیار ہے وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ مشاہدات اور ذاتی تجربات کے مقابلے میں بعد والوں کی سُنی سُنائی باتیں دروغ بافی اور افترائے محض سے زیادہ وقعت نہیں رکھتیں۔ ؎

شنیدہ کے بود مانند دیدہ

ان تمہیدی کلمات کے ساتھ ہم " حیاتِ سیدنا یزیدؒ " پر تفصیلی گذارشات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیش کرتے ہوئے اللہ ربُّ العزت سے دست بدعا ہیں کہ تحفظِ ناموسِ صحابہؓ کی اس کوشش کو قبول فرماکر حفاظتِ اسلام و ناموس صحابہؓ کی سچی تڑپ رکھنے والے تمام مسلمانوں کو زیرِ نظر مقالے کے پیشِ نگاہ کو سمجھنے اور اس پیغامِ حق کو عام کرنے میں مجلس عثمانِ غنیؓ کے ساتھ جادہ پیما ہونے کی توفیق عنایت فرمائے۔

وفقنا اللہ وایاھم لما یحب ویرضیٰ۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ اصحابہ اجمعین

ابوالحسین محمد عظیم الدین صدیقی
خطیب مسجد اقصیٰ، کورنگی ۵/۲/۱ کراچی ۳۱
۲۲ رجب المرجب سنہ ۱۳۹۸ ہجری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بدی کے ساتھ جو ذکرِ یزیدؒ کرتے ہیں
کہو انہیں کہ یہ ہے طریقِ بولہبی
زبانِ طعنہ و تشنیع کھولنے والے
منافقین ہیں یا ہیں شکارِ بے خبری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نقوشِ زندگی

- نام و نسب
- والد
- والدہ
- ولادت
- پرورش
- تعلیم و تربیت
- روایتِ حدیث
- خطابت
- فاروقی نقشِ قدم
- یتیموں سے ہمدردی
- حلم و کرم
- سخاوت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شجرۂ نسب

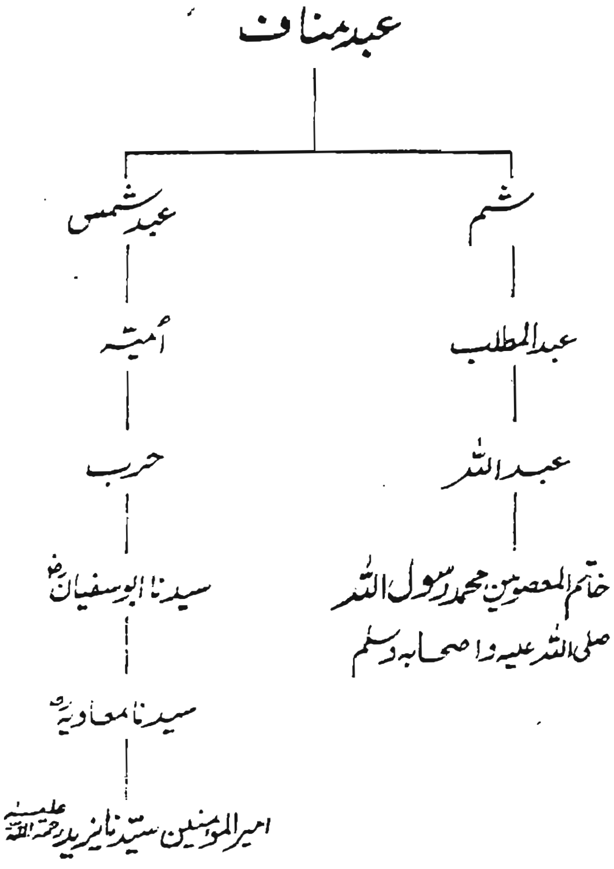

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نام و نسب | آپ کا نام یزید ـــــ کنیت ابو خالد ـــــ والد کا نام سیدنا معاویہؓ ـــــ اور والدہ کا نام سیدہ میسونؒ ہے ـــــ آپ کا سلسلۂ نسب چھٹی پشت میں عبد مناف پر جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ و اصحابہ وسلم سے مل جاتا ہے ـــــ آپ کی پھوپھی سیدہ اُمِ حبیبہؓ کو اُم المومنین ہونے کا شرف حاصل ہے اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ و اصحابہ وسلم آپ کے حقیقی پھوپھا ہوتے ہیں۔

والد | سیدنا یزیدؒ کے والد ماجد، سیدنا معاویہؓ دنیائے اسلام کی ان چند مقتدر و باعظمت ہستیوں میں ہیں جن کے احسانات و خدمات سے مسلمان قوم کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتی۔ آپ اکابر صحابہ کی صف میں ایک ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ اظہارِ اسلام کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ و اصحابہ وسلم کے دربار میں مسلسل حاضری اور کتابتِ وحی جیسے اہم فرض کی انجام دہی ـــــ برادر نسبتی جیسا قریب و عزیز ترین رشتہ ـــــ جہاد فی سبیل اللہ میں انتھک کوشش ـــــ لسانِ نبوی سے خوشنودئ الٰہی اور حصولِ جنت کی عظیم تر بشارات ـــــ حضرات خلفائے راشدین، سیدنا ابوبکرؓ، سیدنا عمرؓ اور سیدنا عثمانؓ کے عہدِ خلافت میں اپنی قائدانہ و مدبرانہ صلاحیت سے اشاعتِ اسلام اور تسخیر و فتوحات میں نمایاں کردار ـــــ تاریخ ابنِ کثیر جلد ۸ صفحہ ۱۱۷ کی روایت کے مطابق ختم نبوت کے اولین باغی، مسیلمہ کذاب کا قتل ـــــ تاریخِ اسلام میں سب سے پہلے بحری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیڑے کی تیاری ـــــ رومی، عیسائی حکومت کے خطرے سے عالم اسلام کی سرحدوں کی حفاظت ـــــ قبرص، روڈس، صقلیہ اور سوڈان جیسے اہم ممالک کی فتوحات ـــــ سالہاسال کی خانہ جنگی اور اندرونی خلفشار کے بعد پورے عالم اسلام کو ایک جھنڈے تلے اکٹھا کر کے ایک طرف اہل اسلام کو فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖ اِخْوَانًا کی مضبوط اور ناقابل شکست ڈوری میں پرونا، اور دوسری جانب مسلمانوں کے باہمی انتشار سے فائدہ اٹھا کر اسلام اور مسلمانوں کو صفحۂ کائنات سے کھرچ پھینکنے کا منصوبہ بنانے والی قوموں کے مقاصد اور ارادوں کو پیوند خاک کرنا، غرضیکہ یہ اور ان جیسے بے شمار شرف سیدنا معاویہؓ کو حاصل ہیں۔

جلیل القدر صحابی، خلافت راشدہ کے عظیم مدبر و با صلاحیت جرنیل اور بیس[20] برس کے لگ بھگ حجازِ مقدس سے افریقیہ، اور بحر روم سے بحر اوقیانوس تک پھیلی ہوئی اسلامی ریاست کے متفق علیہ اور ہر دلعزیز خلیفۂ راشد حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما ہی ہیں جن کے لئے رسولِ برحق صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم نے ہادی و مہدی ہونے کی دعا فرمائی۔ جنہیں وحی ربانی سے آپؐ نے خلافت کی نوید اور جنت و مغفرت کی بشارت سنائی۔

حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عمیرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم نے حضرت معاویہؓ کے حق میں فرمایا کہ:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا وَاهْدِ بِهٖ (ترمذی ص۲۲۵ ج۲)

"اے اللہ! معاویہ کو ہادی و مہدی بنا اور ان کے ذریعہ لوگوں کو ہدایت کی توفیق عنایت فرما۔"

حضرت عمرو بن العاصؓ ارشاد نبویؐ نقل فرماتے ہیں کہ:

اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ وَمَكِّنْ لَهٗ فِي الْبِلَادِ وَقِهِ الْعَذَابَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

______ (البدایہ والنہایہ ص ۱۲۱ ج ۸)

اے اللہ! معاویہ رضؓ کو کتاب اللہ کا علم عنایت فرما، شہروں میں شوکت و قوت عطا فرما اور عذاب سے محفوظ فرما؟

حضرت حسن رحؒ نبی اکرم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کا فرمان نقل فرماتے ہیں کہ:

لَا تَذْهَبُ الْاَيَّامُ وَاللَّيَالِيْ حَتّٰى يَمْلِكَ مُعَاوِيَةُ

(البدایہ والنہایہ ص ۱۳۱ ج ۸)

"دن اور رات کی گردش اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک کہ معاویہ رضؓ خلیفہ نہ ہو جائیں گے"۔

خاتم المعصومین صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم فرماتے ہیں کہ:

يبعث الله تعالىٰ معاوية يوم القيامة وعليه رداء من نور الايمان (کنز العمال ص ۱۹۰ ج ۶)

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن معاویہ رضؓ کو اس حال میں اٹھائیں گے کہ اُن پر ایمان کے نور کی ایک چادر ہوگی؟

فائدہ | سیدنا یزید رحؒ کی والدہ حضرت میسون رحؒ یمن کے مشہور عربی قبیلہ بنو کلب کے سردار کی لڑکی تھیں ______ بنو کلب ملکِ شام کے سرحدی علاقے میں آباد تھے، اس لیے ان کے بہت سے افراد نے روم کی عیسائی آبادی کے زیرِ اثر عیسوی مذہب اختیار کر لیا تھا، بعثت کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم نے سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ کے ساتھ صحابہ کرام کی ایک جماعت بھیج کر انہیں اسلام کی دعوت دی جس کے نتیجہ میں قبیلہ بنو کلب کی غالب اکثریت مشرف بہ اسلام ہو گئی ______

نبی کریم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کے منہ بولے بیٹے حضرت زید بن حارثہ رضؓ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جلیل القدر صحابی حضرت دحیہؓ بن خلیفہ، حضرت قطنؓ بن زائرہ اور حضرت وائلؓ بن حجر وغیرہ اسی قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں ـــــ بنو کلب کی دو خواتین یعنی حضرت دحیہ کلبیؓ کی حقیقی بہن سیدہ شراف بنت خلیفہ اور ان کی بھانجی خولہ بنت ہذیل کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے نکاح کیا، لیکن رخصتی سے پہلے ان کا انتقال ہوگیا ـــــ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علیؓ اور ان کے صاحبزادے حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ نے بھی بنو کلب کی خواتین سے نکاح کئے ـــــ سیدنا حسینؓ کی صاحبزادی سیدہ سکینہؒ، رُباب بنت امرءُالقیس نامی اسی قبیلہ کی ایک خاتون کے بطن سے تھیں۔ حضرت حسین کو اپنی ان کلبیہ بیوی اور بیٹی کے ساتھ بے حد محبت تھی، جس کا اظہار آپ نے ذیل کے ان اشعار میں کیا ہے ؎

لعمرک اننی لاحب دارًا ❊ تحل بھا سکینۃ والرباب

"تیری جوانی کی قسم، میں اس گھر سے محبت کرتا ہوں جہاں سکینہ اور رباب رہتی ہیں"

احبھما وابذل جل مالی ❊ ولیس للائمی فیھا عتاب

میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں، اور ان پر اپنا مال لٹاتا ہوں، اور اس میں کسی ملامت گر کو عتاب کا حق نہیں"

ولست لھم وان عتبوا مطیعًا ❊ حیاتی او یعلینی التراب

"میں عتاب کرنے والوں کی بات زندگی بھر نہیں مان سکتا، حتی کہ قبر کی مٹی مجھے ڈھانپ لے"

(البدایہ والنہایہ ص ۲۰۹ ج ۸)

نبی کریم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم، اکابر صحابہ اور دیگر قریشی بزرگوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا بنو کلب کی خواتین کو ازدواجی رشتے کے لئے پسند کرنا، اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ ان حضرات کی نگاہوں میں یہ قبیلہ معزز تھا ــــ چنانچہ سیدنا معاویہؓ نے، جب آپ بعہد فاروقی شام کے گورنر تھے اسی قبیلہ، بنو کلب کے ایک سردار مخول بن انیف کلبی کی صاحبزادی سیدہ میسونؒ سے عقد کیا ــــ سیدہ میسونؒ نہ صرف حسن و خوبصورتی اور عقل و دانش ــــ بلکہ دینداری و اعلیٰ سیرت میں ممتاز حیثیت کی حامل تھیں۔

علامہ ابن کثیرؒ دمشقی فرماتے ہیں:

وکانت حازمۃ عظیمۃ الشان جمالاً و ریاسۃ و عقلاً و دیناً

(البدایہ والنہایہ ص ۱۴۵ ج ۸)

"سیدہ میسونؒ ــــ بڑی ہی محتاط ــــ حسن و صورت، ریاست و سرداری، عقل و فراست اور دینداری میں بلند درجہ رکھتی تھیں۔"

امیر یزیدؒ کی والدہ حضرت میسونؒ کے متعلق مندرجہ بالا ریمارک کے کے بعد، علامہ ابن کثیر ان کی دینداری اور شرعی احکام پر پابندی کے سلسلہ میں یہ واقعہ بھی نقل کرتے ہیں:

"ایک دن سیدنا معاویہؓ، سیدہ میسونؒ کے پاس گئے تو ان کے ساتھ ایک زنخا بھی چلا آیا ــــ سیدہ میسونؒ نے اس سے پردہ کیا اور حضرت معاویہؓ سے دریافت کیا کہ آپ کے ساتھ یہ کون شخص ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ زنخا ہے تم اس کے سامنے آسکتی ہو ــــ اس پر حضرت میسونؒ نے کہا، زنخا ہونے سے جو اللہ نے حرام کیا ہے وہ حلال نہیں ہو سکتا، چنانچہ انہوں نے اس سے پردہ کیا۔" (البدایہ والنہایہ ص ۱۴۵ ج ۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ولادت | قبیلہ بنو کلب کی ان نیک طبیعت اور صالح کردار خاتون، سیدہ میسون رح کے بطن سے ابن کثیر م ۷۷۴ھ کی بیان کردہ روایت کے مطابق — ۲۲ سنہ ہجری میں، سیدنا معاویہ رض کے یہاں لڑکے کی پیدائش ہوئی، اس وقت سیدنا معاویہ رض، امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق اعظم رض کی طرف سے شام کے گورنر تھے — سیدنا معاویہ رض نے نومولود بچہ کا نام اپنے مرحوم بڑے بھائی فاتح شام سیدنا یزید بن ابی سفیان رض کے نام پر "یزید" رکھا۔

علامہ ابن کثیر رح لکھتے ہیں:۔

فتزوجها معاویة فولدت له یزید ابن معاویة فجاء نجیباً ذکیاً حاذقاً (البدایہ والنہایہ ص ۸۰ ج ۸)

"سیدنا معاویہ رض نے حضرت میسون رح سے شادی کی۔ اور ان سے یزید بن معاویہ رض پیدا ہوئے جو (پیدائشی طور پر) نیک طبع اور از حد ذہین و تیز فہم تھے"

پرورش | امیر یزید رح کی ولادت سے پہلے اُن کی والدہ نے خواب میں دیکھا کہ ان کی کوکھ سے چاند برآمد ہوا، خواب کی تعبیر یہ دی گئی کہ ان کے یہاں بیٹا پیدا ہوگا، جو امارت و سیادت اور اولوالعزمی کا اعلیٰ مرتبہ حاصل کرے گا۔

(البدایہ والنہایہ ص ۲۲۷ ج ۸)

چنانچہ جب آپ کی پیدائش ہوئی تو پیشانی پر ذہانت و فطانت، شرافت و ہونہاری کے آثار۔ والدہ کے دیکھے ہوئے خواب کی تعبیر اور خوش آئند و روشن مستقبل کا پتہ دے رہے تھے ——— اور چونکہ آپ نے ایک شریف اور نیک بی بی کی گود میں آنکھ کھولی اور سیدنا معاویہ رض جیسے غیر معمولی خصائص و کمالات کے حامل، نیک خصال، صحابیٔ رسول ﷺ کی آغوش پدری میں تربیت پائی،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس لئے والدین نے آپ کی تربیت و پرورش پر خصوصی توجہ دی، سپہ گری، شہسواری، تیراندازی، شمشیر زنی، خطابت اور نسب دانی وغیرہ ان تمام علوم و فنون سے آراستہ کیا جو عربوں میں حسن و خوبی کا اعلیٰ معیار شمار کئے جاتے تھے ـــ ان کے علاوہ شجاعت و سخاوت، حلم و متانت، آداب و اخلاق، تدبر و سیاست اور اصابتِ رائے جیسے اوصاف جو آپ کے والد سیدنا معاویہؓ میں بدرجۂ کمال موجود تھے وہ نہ صرف الولد سر لابیہ کے فطری ضابطہ سے فیاضِ حقیقی نے آپ کو عطا کئے ـــ بلکہ السید الکریم حضرت معاویہؓ کی مشفقانہ و مربیانہ توجہ نے انہیں اتنا نکھار دیا کہ ہزار کوششوں کے باوجود، سیدنا یزیدؒ کے دشمن انہیں مٹا نہ سکے ؎

بوئے گل قید و حراست میں نہیں رُک سکتی
باغباں لاکھ اٹھایا کریں دیوارِ چمن

علامہ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں :۔

وقد کان یزید فیہ خصال محمودۃ من الکرم والحلم والفصاحۃ والشعر والشجاعۃ وحسن الرای فی الملک وکان ذا جمال حسن المعاشرۃ۔

(البدایۃ والنہایۃ ص ۲۳۰ ج ۸)

" امیر یزیدؒ میں حلم و کرم، فصاحت و شعر گوئی اور شجاعت و بہادری جیسی قابل تعریف صفات موجود تھیں ـــ آپ معاملات حکومت میں اچھی رائے رکھتے تھے نیز آپ خوبصورت اور اچھے کردار کے مالک تھے "

تعلیم و تربیت | سیدنا یزیدؒ کی طالب علمی کے زمانہ میں علوم و فنون کی درسی کتابوں کی تدوین نہیں ہوئی تھی، اس لئے آپ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرے کسی شخص کے عالم و فاضل ہونے کے لئے، موجودہ زمانہ جیسے بندھے ٹکے تعلیمی کورس یا خود ساختہ قسم کے درسِ نظامی کا سند یافتہ ہونا کوئی معنی نہیں رکھتا ـــــ یہ ٹکے بندھے تعلیمی نظام تو اس وقت کی پیداوار ہیں جب سرچشمۂ علم و فضل جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم سے براہ راست علم و کمال حاصل کرنے والے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو گزرے صدیوں کا طویل زمانہ ہو چکا تھا۔ آفتاب رسالتؐ اور مصابیح صحابیتؓ سے بہت بعد میں آنے والے طالبانِ علم کے لئے ان مروجہ تعلیمی سلسلوں کی افادیت بجا۔ لیکن "قرنِ اول" کے اُن خوش قسمت انسانوں کو ان بیڑیوں کا کیسے پابند کیا جا سکتا ہے، جنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کے مقدس و محترم شاگردوں سے بلا واسطہ فیضیاب ہونے کا شرف حاصل ہوا ہو ـــــــــ

سیدنا یزیدؒ بھی انہیں نیک بخت اور خوش نصیبوں میں ہیں۔ آپؒ نہ صرف یہ صاحب علم و فضل سیدنا معاویہؓ کے بیٹے ہیں جن کو نبی مکرم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم نے "اللھم علمہ الکتاب والحساب" کہہ کر حصولِ علم کی دعائیں دی تھیں نیز صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۵۳۱ کی روایت کے مطابق، سیدنا عبداللہ ابن عباسؓ نے اِنَّہٗ فقیہ کہہ کر جن کے علمی کمال اور دینی تفقہ کی گواہی دی بلکہ اس وقت بکثرت صحابہ کرامؓ موجود تھے، جو حجۃ الوداع کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دئیے ہوئے حکم فلیبلغ الشاھد الغائب کی تعمیل میں، لاکھوں میل میں پھیلی ہوئی اسلامی مملکت کے چپے چپے پر دینِ حق کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف تھے۔ خوش قسمت تابعین ان شاگردانِ رسالت مآبؐ کی مصاحبت و رفاقت میں رہ کر اور ان کی مجالس و محافل میں حاضری دے کر خاتم المعصومین صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کے لائے ہوئے آخری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مکمل دین کی تعلیم و تربیت حاصل کرتے تھے ــــ قرنِ اول کے یہی تعلیمی حلقے اور دینی تربیت گاہیں تھیں جن کے ذریعہ دوسرے بے شمار ہم عصر تابعین کی طرح سیدنا یزیدؒ نے بھی فیض حاصل کیا۔

سیدنا یزیدؒ کے تعلیمی عہد کی تفصیلات کے سلسلہ میں اگرچہ کتبِ تاریخ عموماً خاموش ہیں، تاہم تاریخ کے نام پر اکٹھا کردہ ان ہی روایاتی انبار میں دبے، چھپے ہوئے بعض ایسے قرائن، بلکہ ناقابلِ انکار تاریخی حقائق بھی ملتے ہیں، جن پر گروہی و طبقاتی تعصّب و تصلّب کی گرد سے اٹی ہوئی عینک اتار کر غور و خوض کیا جائے تو حضرت یزیدؒ کے علمی کمالات کا اندازہ بہ آسانی لگایا جاسکتا ہے۔

اوّلاً ــــ سیدنا معاویہؓ قریش کے لکھے پڑھے، صاحبانِ علم و فضل میں ممتاز حیثیت رکھتے تھے، نیز انہیں فہم و تدبیر اور مکارم اخلاق میں بھی بلند مقام حاصل تھا۔ اس لئے انہوں نے اپنے ذہین و فطین اور ہونہار بیٹے کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی۔ چنانچہ آپ نے عسکری و انتظامی جیسے اہم اور ضروری علوم و فنون کے ساتھ، نبی کریم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم سے حاصل شدہ دینی معارف و ارشادات گرامی سکھانے پر ہی اکتفا نہ کیا ــ بلکہ امیر یزیدؒ کی اخلاقی و عملی تربیت اور دیکھ بھال پر بھرپور توجہ دی۔ لڑکپن کی معمولی، معمولی غلطیوں اور کوتاہیوں پر انہیں ڈانٹتے اور نبی برحق صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کے فرامین مبارکہ سنا کر اصلاح فرماتے۔ علامہ ابن کثیرؒ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ کسی خادم کو مارتے پیٹتے دیکھا تو سیدنا معاویہؓ نے فوراً تنبیہ کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کی یہ حدیث اپنے بیٹے یزیدؒ کو سنائی، جس میں کسی ایسے ہی موقعہ پر آپؐ نے حضرت ابومسعودؓ سے فرمایا تھا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اعلم ان اللہ اقدر علیک منک علیہ

" خبردار! اللہ تعالیٰ کو تجھ پر اس سے زیادہ قدرت ہے جو تجھے اس خادم پر حاصل ہے"

رشاد نبوی سنا کر بیٹے سے فرمایا کہ :-

" تیرا برا ہو! کیا تو ایسے شخص کو ملامت ہے، جو تیرے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتا؟ ـــــ قسم بخدا جن میں بدلہ و انتقام لینے کی قدرت نہ ہو انہیں معاف کر دینا اور ان کی غلطیوں پر چشم پوشی کر لینا ہی بہتر اور مناسب ہے "۔ (البدایۃ والنہایہ ص ۲۲۷ ج ۸)

ثانیاً ـــــ نبی کریم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کی وفات کے بعد حضرات خلفائے راشدین سیدنا ابوبکر صدیق رضؓ، سیدنا عمر فاروق رضؓ اور سیدنا عثمان غنی ذو النورین رضؓ کے عہد میں مدینہ منورہ مسلمانوں کا دارالخلافہ تھا ـــــ سیدنا عثمان غنی رضؓ کی مظلومانہ شہادت کے بعد عجمی مفسدین و سبائی قاتلین کے زور پر قائم شدہ حکمرانی کے شروع ہی میں سیدنا علی رضؓ نے مجبوری یا در پیش سیاسی مصلحتوں کی وجہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کے دارالہجرت کو چھوڑ کر عراق کے مشہور شہر کوفہ کو اپنا دارالحکومت قرار دے لیا، جس کے نتیجہ میں مدینہ منورہ کی مرکزی حیثیت کو ایسا شدید، ناقابلِ تلافی دھچکا پہنچا کہ اس کے بعد آج تک مدینۃ الرسول کی اولین پوزیشن بحال نہ ہو سکی ـــــ

ـــــ رمضان سنہ ۴۰ ہجری میں سیدنا علی رضؓ اپنی ہی سیاسی پارٹی کے ایک اہم اور معتمد ترین رکن عبدالرحمن بن ملجم کے ہاتھوں اسی عجمی دارالحکومت کوفہ میں شہید ہوئے ـــــ حضرت علی رضؓ کی افسوسناک شہادت کے تقریباً چھ ماہ بعد، عجمی مفسدین اور سبائی ملحدین کی پیدا کردہ پیچیدگیوں اور الجھنوں میں مسلمانوں کی اجتماعیت کی بحالی و استحکام کے پیشِ نظر سیدنا حسن رضؓ نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنے زیرِ تصرف علاقوں کی حکمرانی سے دست بردار ہو کر سیدنا معاویہؓ کے ہاتھ پر امامت و خلافت کی بیعت کر لی۔ اس طرح ۱۲ ربیع الاول ۴۱ھ ہجری سے شام کے مشہور شہر دمشق کو مستقر دارالخلافہ کی حیثیت حاصل ہوئی۔

اگرچہ شام جیسے اہم اسلامی صوبہ اور اس کے صوبائی دارالامارۃ دمشق میں اکابر صحابہؓ پہلے بھی تشریف لایا کرتے تھے۔ لیکن اب جبکہ دمشق کا تاریخی شہر اسلامی خلافت کا مرکزی و وفاقی دارالخلافہ بن گیا، تو بیشتر ازیں مستقل سکونت رکھنے والے صحابہ کرامؓ کے علاوہ ہر ہر علاقے سے اکابر صحابہؓ اور دیگر اساطینِ علم و فضل کی آمد و رفت کا وسیع سلسلہ شروع ہو گیا۔ اس وقت سیدنا یزیدؒ کی عمر انیس بیس برس کی تھی۔

سیدنا ابو ایوب انصاریؓ، سیدنا عمروؓ بن العاص، سیدنا مغیرہؓ بن شعبہؓ، سیدنا عبداللہ بن عمرؓ، سیدنا عبداللہ بن عمروؓ، سیدنا عبداللہ بن عباسؓ، سیدنا عبداللہ بن جعفرؓ، سیدنا عقیلؓ بن عبد مناف وغیرہ بے شمار حضرات صحابہؓ حجاز اور دوسرے علاقوں سے دمشق تشریف لاتے۔ عموماً ان کا قیام امیرالمؤمنین سیدنا معاویہؓ کے یہاں رہتا۔ اس لئے سیدنا یزیدؒ کو ان اصحاب رسولؐ کی خدمت کرنے اور ان کے فیضانِ صحبت سے مستفیض ہونے کے بیش قیمت مواقع میسر رہتے تھے ——— ایامِ طالب علمی میں سیدنا یزیدؒ جیسے فہیم و ذکی، نوجوان طالب علم کے لئے صحابہ کرامؓ کا یوں دُور و نزدیک سے ان کے یہاں آکر مقیم رہنا، اور پھر سیدنا یزیدؒ کا ان حضرات کی محافل و مجالس میں مسلسل حاضرہ کر ان کے دینی مذاکرات سے شاد کام ہونا۔ سعید بن سعید، سیدنا یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہما کے "دستارِ سعادت" کا وہ درخشندہ ہیرہ ہے، جس کی لازوال اور چمکدار شعاعیں ——— رہتی دنیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تک ــــ ان کی عظمتوں اور سعادتوں کا پتہ دیتی رہیں گی ولکن المنافقین لا یفقہون ؎

گر نہ بیند بروز شپرۂ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

ثالثاً ــــ سیدنا معاویہؓ کے علاوہ جن حضرات سے امیر یزیدؒ نے علم حاصل کیا ان میں حضرت حجر بن حنظلہ الشیبانیؓ بھی ہیں۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کے صحابی اور بڑے پائے کے عالم تھے۔ علم الانساب کے ماہر ہونے کی وجہ سے انہیں عموماً دغفل النسابہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں:۔

لَہٗ صُحبَۃٌ وقال نوح بن حبیب الفرسی فیمن نزل البصرۃ من الصحابۃ دغفل النسابۃ (الاصابہ ص ۴۷۵ ج)

" انہیں صحابی ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔ نوح بن حبیب الفرسی نے کہا بصرہ میں مقیم صحابہ کرام میں دغفل النسابہؓ بھی شامل ہیں "

حضرت دغفلؓ بصرے سے دمشق تشریف لائے تو سیدنا معاویہؓ نے ان کی علمی کمالات کی وجہ سے انہیں دمشق ہی میں روک لیا، تاکہ امیر یزیدؒ کے پاس رہ کر انہیں اپنے علم و فضل سے مستفیض فرمائیں۔ (الاصابہ)

اس طرح ان عالم، فاضل، نساب اور صحابیٔ رسولؐ کی شاگردی و تربیت سے سیدنا یزیدؒ کو بھرپور استفادے کا موقع ملا۔

رابعاً ــــ دمشق میں مستقل سکونت رکھنے والے صحابہ کرامؓ میں سے سیدنا عبدالمطلب بن ربیعہؓ بھی ہیں، جنہوں نے سیدنا فاروق اعظمؓ کے دور خلافت ہی میں مدینہ منورہ سے آکر دمشق میں رہائش اختیار فرمائی تھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ سیدنا یزیدؒ کی خداداد صلاحیتوں کی وجہ سے بڑی محبت کرتے تھے۔ اِدھر امیر یزید کو بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان قریبی عزیز اور قابل احترام صحابی بن صحابی کے ساتھ اس قدر مخلصانہ اور پائدار مصاحبت ورفاقت حاصل تھی کہ وفات کے وقت انہوں نے سیدنا یزیدؒ ہی کو اپنا وصی اور وارث بنایا ——— علامہ ابن کثیر کی عبارت ملاحظہ ہو:۔

عبد المطلب بن ربیعۃ بن الحارث بن عبد المطلب بن هاشم صحابیؓ انتقل الی دمشق وله بها دار ولما مات اوصی الی یزید بن معاویۃ وهو امیر المومنین۔ (البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۱۲)

"سیدنا عبد المطلب بن ربیعہؓ بن حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم صحابی تھے۔ (مدینہ سے) دمشق منتقل ہو گئے تھے۔ وہاں ان کا گھر بار بھی تھا۔ جب ان کا انتقال ہونے لگا تو امیر یزیدؒ بن معاویہؓ کو انہوں نے (اپنے تمام معاملات کا) وصی اور وارث بنایا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جبکہ سیدنا یزیدؒ امیر المؤمنین تھے۔

قدیم مؤرخ علامہ محمد بن سعدؒ نقل فرماتے ہیں:۔

"عبد المطلب بن ربیعہ، عمرؓ بن الخطاب کے زمانے تک مدینہ میں رہے، اس کے بعد وہ دمشق میں منتقل ہو گئے، وہیں اترے اور ایک مکان بنا لیا۔ یزید بن معاویہ بن ابی سفیان (رضی اللہ عنہم) کی خلافت کا زمانہ تھا کہ دمشق میں ان کی وفات ہوئی، انہوں نے یزید بن معاویہ کو وصیت کی، اس نے وصیت قبول کی۔"

(طبقات ابن سعد ج ۴ ص ۲۱۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خامسؔ ——— ۴۹ھ ہجری، سیدنا معاویہؓ کی خلافت کے عہد میں، رُوم کے مشہور شہر قسطنطنیہ پر پہلی چڑھائی کے دوران دیگر کبار و صغار صحابہ کرامؓ کے علاوہ اسی سالہ ضعیف العمر صحابی، میزبان رسولؐ، سیدنا ابوایوب انصاریؓ بھی لشکر میں شریک تھے۔ رومی دارالحکومت قسطنطنیہ پر پہلی مرتبہ حملہ کرنے والا یہی وہ اسلامی لشکر ہے جس کے تمام شرکاء کو نبیٔ صادق صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے مغفرت یافتہ قرار دیا تھا ——— یہ ایک مسلّمہ تاریخی حقیقت ہے کہ اس جنّتی اور بخشے ہوئے لشکر کی امارت کے فرائض امیرالمؤمنین سیدنا معاویہؓ کے صاحبزادے سیدنا یزیدؒ نے انجام دیئے، اس لئے لامحالہ انہیں لشکر میں شریک دوسرے تمام صحابہ و اکابر بالخصوص سیدنا ابوایوب انصاریؓ کے ساتھ کئی مہینے رفاقت و معیّت حاصل رہی۔ اس دوران آپ نے نہ صرف یہ کہ اعلیٰ کارکردگی کے ساتھ امیرِ لشکر کے فرائض انجام دئے بلکہ سیدنا ابوایوب انصاریؓ کے حضور اس درجہ قرب و اعتماد حاصل کرلیا کہ جب اسی جہاد میں انکا وصال ہونے لگا تو انہوں نے اپنے معاملات کا وصی سیدنا یزیدؒ ہی کو مقرر کیا۔

وکان فی جیش یزید بن معاویۃ والیہ اوصیٰ وھو الذی صلّٰی علیہ۔ (البدایہ والنہایہ ج۸ ص۵۸)

"وہ (یعنی حضرت ابوایوب انصاریؓ) امیر یزیدؒ بن معاویہؓ کے لشکر میں شامل تھے آپ نے اپنے معاملات کی وصیت بھی انہی کو کی اور انہوں نے ہی ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔"

جہادِ قسطنطنیہ اور بشارتِ مغفرت کے سلسلہ میں تفصیلی گفتگو تو آگے آرہی ہے۔ یہاں صرف "مشتے از خروارے" یہ بتلانا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"شاگردانِ نبوت" سے براہ راست علم و فضل حاصل کرنے کے بیش بہا مواقع عنایت فرمائے اور سیدنا معاویہؓ کے خوش نصیب بیٹے سیدنا یزیدؒ نے ان سے پورا پورا فائدہ اٹھایا ؎

این سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

سادسًا ـــــ سیدنا حسنؓ کی وفات کے بعد، جب سیدنا عبداللہ بن عباسؓ دمشق تشریف لائے تو حضرت یزیدؒ ان کی خدمت میں تعزیت کے لئے حاضر ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے بڑی والہانہ شفقت و عظمت کے ساتھ اپنے پاس بٹھایا۔ اس موقعہ پر سیدنا یزیدؒ نے حضرت حسنؓ کو ان الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کیا:

رحم اللہ ابا محمد اوسع الرحمۃ وافسحہا واعظم اللہ اجرک واحسن عزاک وعوضک من مصابک ما ھو خیر لک ثوابًا وخیر عقبیٰ۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۲۸)

نبی کریم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کے چچازاد بھائی اور محترم صحابی سیدنا عبداللہ بن عباسؓ، سیدنا یزیدؒ کی زبان سے جھڑتے ہوئے پھولوں کی طرح ان مختصر لیکن بے حد فصیح و بلیغ اور جامع تعزیتی کلمات کو سُن کر اُن کی علمی قابلیت اور خطیبانہ مہارت سے اس درجہ متاثر ہوئے کہ ان کے چلے جانے کے بعد فرمانے لگے کہ:۔

اذا ذھب بنو حرب ذھب علماء الناس۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۲۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"بنو حرب (یعنی حضرت یزیدؒ کے دادا کی اولاد) اٹھ جائے تو لوگوں کے علماء اٹھ جائیں گے"

حضرت عبداللہ بن عباسؓ جیسے ہاشمی بزرگ کے یہ کلمات تحسین سیدنا یزیدؒ کی علمی قابلیت کا ناقابل انکار اعتراف ہی نہیں۔ بلکہ ان کے ہمعصر اہل علم وفضل حضرات کی وہ نمائندہ شہادت بھی ہے، جس کے سامنے بعد میں آنے والوں کی تمام واہی، تباہی باتیں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔

روایتِ حدیث | سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ، جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:۔

خیر الناس قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم (بخاری ص ۳۶۲ ج ۱ و مسلم ص ۳۰۹ ج ۲)

"سب سے بہتر لوگ میرے زمانہ کے ہیں۔ پھر ان کے بعد والے، اور پھر ان کے بعد والے"

زُرارہ بن اَوفیٰ کہتے ہیں:۔

القرن عشرون ومائة سنة فبعث رسول اللہ ﷺ فی قرن وکان اٰخرہ موت یزید بن معاویة

(طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۲۹۰، البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۲۹)

"قرن ــ ایک سو بیس برس کا ہوتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم جس قرن میں مبعوث ہوئے وہ امیر یزیدؒ بن معاویہؓ کی وفات پر پورا ہوتا ہے"

علامہ ابن کثیرؒ کا بیان ہے:۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وقد ذکرہ ابو زرعة الدمشقی فی الطبقة التی تلی الصحابة وھی العلیا وقال لہ احادیث۔

(البدایة والنہایة ج ۸ ص ۲۲۷)

* حضرت ابو زرعة دمشقیؒ نے امیر یزیدؒ کا تذکرہ (راویانِ حدیث کے) اس طبقہ میں کیا ہے، جو حضرات صحابہؓ سے متصل ہی آتے ہیں۔ یہ ایک بلند مقام ہے۔ انہوں نے کہا کہ امیر یزیدؒ سے بہت سی احادیث بھی مروی ہیں"

علامہ قاضی ابو بکر ابن العربیؒ تحریر فرماتے ہیں :-

وھذا احمد بن حنبل ــــ علی تقشفه وعظیم منزلته فی الدین وورعه ــــ قد ادخل عن یزید بن معاویة فی کتاب الزھد ــــــ وھذا یدل علی عظیم منزلته عندہ حتی یدخله فی جملة الزھاد من الصحابة والتابعین الذین یقتدی بقولھم ویُرعوی من وعظھم۔ ونعم۔ وما ادخله الا فی جملة الصحابة۔ قبل ان یخرج الی ذکر التابعین۔ (العواصم من القواصم ص ۲۳۲، ۲۳۳)

* اور یہ امام احمد بن حنبلؒ ہیں۔ ان کا دین اور پرہیزگاری میں بڑا بلند مقام ہے۔ اور حدیث قبول کرنے میں بڑی تنقید کرتے ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب " الزہد " میں یزیدؒ بن معاویہؓ کی روایت نقل کی ہے ـــــــ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یزیدؒ کا مقام، امام احمد بن حنبلؒ کی نگاہ میں بہت بلند تھا، یہاں تک کہ اس کو آپ نے ان زاہد صحابہ اور تابعین میں شمار کیا جن کے اقوال کی پیروی کی جاتی ہے۔ جن کے وعظ سے گناہ چھوڑتے ہیں"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہاں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ امام احمدؒ نے یزیدؒ کو صحابہ میں درج کیا ہے اور پھر اس کے بعد تابعین کا تذکرہ کیا ہے۔"

(العواصم من القواصم اردو ص۲۳۷)

معلوم ہوا کہ سیدنا یزیدؒ صاحب روایت تابعی ہی نہیں جنہیں محدثین اور اکابر امت نے صحابہ کرامؓ کے متصل طبقہ میں ــــ دوسرے تمام تابعین سے مقدم ذکر کیا ہے۔ بلکہ آپ کا شمار قرنِ اول کے ان باعظمت بزرگوں میں ہے جنہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم نے اپنی امت کا بہترین حصہ ارشاد فرمایا ہے۔

سیدنا یزیدؒ اپنے والد سیدنا معاویہؓ کی سند سے روایت کرتے ہیں:

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین۔ (البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۲۶)

" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس کو بھلائی پہنچانا چاہتا ہے اس کو دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔"

نیز سیدنا یزیدؒ ــــ حضرت ابوایوب انصاریؓ کی سند سے جناب رسول مکرم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کا ارشاد مبارک روایت کرتے ہیں:۔

من مات لا یشرک باللہ شیئا جعلہ اللہ فی الجنۃ۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۵۹ وطبقات ابن سعد ص)

"جو شخص اس حال میں فوت ہوگا کہ اس نے اللہ کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہ کیا ہو۔ تو اسے اللہ جنت میں داخل کرے گا۔"

سیدنا یزیدؒ نے اپنے والد بزرگوار سیدنا معاویہؓ، میزبان رسولؐ سیدنا ابوایوب انصاریؓ اور دوسرے کئی صحابہ کرامؓ سے احادیث کا سرسری علم حاصل کرنے پر اکتفا نہیں کیا ــــ بلکہ طالب علمی کے زمانہ ہی سے آپ گہری نظر اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انہماک کے ساتھ ارشادات نبویہ کا مطالعہ فرماتے تھے، جس کے نتیجہ میں آپ کو علم حدیث میں غیر معمولی بصیرت حاصل تھی۔ ابن کثیرؒ نے آپ کی ایام طالب علمی کا ایک واقعہ اس طرح بیان کیا ہے کہ :-

"امیر المؤمنین سیدنا معاویہؓ نے اپنے صاحبزادے سیدنا یزیدؒ سے فرمایا کہ اپنی ضرورت کا مجھ سے سوال کرو ــــ اس پر امیر یزیدؒ نے کہا کہ مجھے آگ سے بچا لیجئے اللہ آپ کو اس سے محفوظ رکھے۔ حضرت معاویہؓ نے معلوم کیا وہ کیونکر؟ ــ امیر یزیدؒ نے جواباً کہا کہ میں نے احادیث میں پایا ہے کہ جس شخص کو امت کا امرِ خلافت تین روز کے لئے بھی سپرد کیا جائے، اللہ تعالیٰ اس پر آگ حرام فرمادیں گے۔" (البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۲۶)

خطابت خطابت قریش کا طرۂ امتیاز تھا، جسے وہ اپنے علاوہ باقی دوسری قوموں کے مقابلہ میں فخریہ پیش کیا کرتے تھے۔ اسی خطابت اور اظہارِ بیان کی اعلیٰ صلاحیت و مہارت کی وجہ سے وہ اپنے سوا دوسروں کو "عجمی" یعنی گونگے کہا کرتے تھے ــــ یوں تو عربوں میں بے شمار خطیب ہوئے، جن کے حالات اور فنی کارنامے عربی ادب و تاریخ کی کتابوں میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ لیکن امیر المؤمنین سیدنا معاویہؓ اور ان کے صاحبزادے سیدنا یزیدؒ "خطبائے اسلام" کی صف میں سب سے اول شمار کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ مشہور تابعی بزرگ حضرت سعید بن المسیبؒ فرماتے ہیں :-

خطباء الناس فی الاسلام معاویۃ وابنہ وسعید ابن العاص وابنہ وعبد اللہ بن الزبیر۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۱۱ و ۳۳۵)

"اسلام میں سب سے بڑے خطباء یہ ہیں۔ حضرت معاویہؓ اور ان کے بیٹے۔ حضرت سعیدؓ بن العاص اور ان کے بیٹے۔ نیز حضرت عبد اللہ بن الزبیرؓ۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مشہور شیعہ عالم، علامہ ابن ابی الحدید، شارح نہج البلاغۃ لکھتے ہیں:-

کان یزید بن معاویۃ خطیباً، شاعراً، وکان افصح اللسان بدوی اللہجۃ -

(شرح ابن ابی الحدید ج ۲ ص ۸۲۴)

یزید بن معاویہ خطیب اور شاعر تھے، ان کی زبان اعرابی اور لہجہ بدوی تھا۔

عربی ادب اور عربی فن خطابت کے رموز شناس اہل علم بخوبی جانتے ہیں کہ " اعرابی اللسان اور بدوی اللہجۃ " دو ایسے اوصاف ہیں جنہیں عربی زبان کی چاشنی میں بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ جس عربی خطیب میں یہ اوصاف نہیں پائے جاتے، اسے مغنی اور گویا تو کہا جا سکتا ہے، خطیب نہیں۔ ع

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

چونکہ حضرت معاویہؓ جیسے اعلیٰ درجہ کے خطیب، صاحب علم و فضل صحابی، اور عہد نبوی کے ممتاز کاتب قرآن ـــــــ سیدنا یزیدؒ کے والد تھے۔ جن کی تربیت میں آپ نے قرآن و سنت کا علم سیکھا، اور جن کی مجالس میں بالالتزام حاضر رہ کر آپ نے خطیبانہ کمال حاصل کیا، اس لئے آپ کی خطابت ..... نہ صرف یہ کہ، خطیبانہ کمال کی حامل تھی، بلکہ زہد و تقویٰ اور نیکی و فکر آخرت کا وہ رنگ بھی لئے ہوئے تھی جو قرن اول کے عابد و زاہد تابعی ـــ اور اصحاب رسولؐ سے فیض یافتہ شاگرد کی شان سے مطابقت رکھتی ہے ـــــــ اگرچہ کتب تاریخ میں آپ کی زندگی کے اس پہلو پر بھی بڑی بے رحمی و ستم ظریفی روا رکھی گئی، تاہم اغیار و اشرار کی دستبرد اور اپنوں کی نادانی و لاپرواہی کے باوجود آپ کی جو تقاریر و خطبات تاریخ کے سینہ میں محفوظ رہ گئے ہیں، انہیں دیکھ کر سیدنا یزیدؒ کی شخصیت و کردار کے حقیقی نقوش

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا کھوج لگایا جاسکتا ہے۔ واللہ یھدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم۔

علامہ شہاب الدین۔ المعروف بہ ابن عبد ربہؒ، سیدنا یزیدؒ کا ایک خطبہ ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں کہ :۔

"تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ میں اسی کی حمد کرتا ہوں۔ اور اسی سے مدد کا طالب ہوں، اسی پر ایمان لایا اور اسی پر بھروسہ کرتا ہوں، ہم اپنے نفسوں کی شرانگیزی و بداعمالی سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں، جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے وہ گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور بے شک جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ اپنی وحی کے لئے اللہ نے انہیں منتخب کیا۔ اور اپنی کتاب، رسالت اور فضل کے لئے انہیں پسند کیا، انہیں عزت و تکریم سے نوازا، اُن کی نصرت و حفاظت فرمائی، ـــــ قرآن میں مثالیں بیان فرمائیں، حلال و حرام کو واضح کیا۔ دین کی تفصیلات بیان کیں، تاکہ لوگوں کو ان پیغامات کے بعد کوئی عذر نہ رہے، اور اطاعت شعار قوم تک یہ کتاب پہنچے ـــــ اے اللہ کے بندو! میں تمہیں اس اللہ بزرگ و برتر کے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں جس نے اپنے علم سے معاملات کی ابتداء فرمائی اور اسی کی طرف لوٹنا اور انجام کو پہنچنا ہے ـــــ میں تمہیں دنیا سے ڈراتا ہوں دنیا بظاہر شیریں اور سرسبز ہے۔ خواہشات سے بھری ہے تھوڑے پر بس نہیں کرتی۔ فانی چیزوں سے اُنس رکھتی ہے جلد بازی سے محبت کرتی ہے۔ دنیا کی نعمتیں فانی ہیں۔ اس کے حوادث سے امن نہیں۔ دنیا موذی، ڈائن اور فریبی ہے۔ اسے ایک حال پر قرار نہیں، رغبت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رکھنے والوں کے ساتھ ہمیشہ نہیں رہتی اور نہ ہی ان سے راضی رہتی ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ أَنْزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ فَأَصْبَحَ هَشِيمًا تَذْرُوهُ الرِّيَاحُ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ مُقْتَدِرًا ۝ (الکہف: پ۱۵)

ترجمہ: اور آپ ان لوگوں سے دنیوی زندگی کی حالت بیان کیجئے کہ وہ ایسی ہے جیسے ہم نے آسمان سے پانی برسایا ہو، پھر اس کے ذریعہ زمین کی نباتات خوب گنجان ہو گئی ہو۔ پھر وہ ریزہ ریزہ ہو جائے کہ ہوائیں اسے اڑائے پھریں اور اللہ ہر چیز پر پوری قدرت والا ہے

ہم اپنے رب، معبود، خالق و پروردگار سے التجا کرتے ہیں کہ وہ ہم سب کو قیامت کے دن پریشانی سے محفوظ رکھے (اے لوگو!) اچھی بات اور بہترین نصیحت اللہ کی کتاب ہے ——— اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ

(اعراف: پ۹)

(ترجمہ: جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو۔ تاکہ تم پر رحم کیا جائے)

اس کے بعد سیدنا یزیدؒ نے سورہ توبہ کی آیات کی تلاوت و تفسیر بیان کرتے ہوئے لوگوں کو نصیحتیں کیں" (العقد الفرید ج ۲ ص ۸۲۷ طبع مصر)

حجۃ الاسلام امام غزالیؒ کے شاگرد علامہ قاضی ابوبکر ابن العربیؒ نے امام احمد بن حنبلؒ کی "کتاب الزہد" کے حوالہ سے سیدنا یزیدؒ کی تقریر سے یہ الفاظ نقل کئے ہیں:۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اذا مرض احد کم مرضا فاشفی ثم تماثل فلینظر الی افضل
عمل عنده فلیلزمه ولینظر الی اسوأ عمل عنده فلیدعه

(العواصم من القواصم ص ۲۳۲)

"جب تم میں سے کوئی آدمی بیمار ہو کر قریب مرگ ہو جائے اور پھر تندرست ہو جائے تو وہ غور کرے، اس کا جو افضل ترین عمل ہو اس کو لازم پکڑ لے اور پھر اپنے بدترین عمل کو دیکھے تو اسے چھوڑ دے۔"

(العواصم من القواصم اردو ص ۳۷)

علامہ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ ــــــ سیدنا یزیدؒ، اپنے والد ماجد سیدنا معاویہؓ کی وفات کے بعد، امیر المومنین کی حیثیت سے پہلا خطبہ دے کر فارغ ہوتے تو اجتماع میں موجود صحابہ اور ہمعصر تابعین کی پسندیدگی کا یہ عالم تھا:

فافترق الناس عنه وهم لا يفضلون عليه احداً

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۴۳)

"لوگ تقریر سن کر ان کے پاس سے گئے تو ان کا حال یہ تھا کہ وہ سیدنا یزیدؒ پر کسی دوسرے آدمی کو فضیلت نہیں دیتے تھے۔"

اسلامی خلافت کے مرکزی شہر۔ دمشق۔ میں اس عظیم اجتماع کے موقعہ پر سیدنا یزیدؒ کے ساتھ عوام و خواص کی جانب سے پسندیدگی و عقیدت کا یہ اظہار صرف اس لئے نہ تھا کہ حلم و عدل کے پیکر سیدنا معاویہؓ کی ابدی جدائی پر الم انگیز تقریر کے الفاظ نے انہیں ایسا کرنے پر مجبور کر دیا تھا ــــــ بلکہ اعتماد و محبت کا مظاہرہ کرنے والے یہ وہ حضرات صحابہ اور تابعین کرام تھے جنہوں نے بچپن سے لے کر جوانی کی موجودہ منزل تک امیر یزیدؒ کے شب و روز کا براہ راست مشاہدہ کیا تھا، وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ دینی ماحول میں ہوش سنبھالنے والا یہ باصلاحیت اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صاحب کردار نوجوان مسلمانوں کے اجتماعی معاملات میں دوسروں سے کہیں زیادہ قیادت و امارت کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی استعداد رکھتا ہے۔ انہیں سیدنا یزیدؒ کی شخصیت میں ایک ایسے قائد و خلیفہ کی جھلک دکھائی دے رہی تھی جو فاروقی عزم و ارادہ کے ساتھ متعدد مرتبہ قائدانہ صلاحیت کے وہ غیر فانی نقوش ثبت کر چکا تھا جن کی یاد اور جذبۂ تشکر نے چھوٹے بڑے، تمام ہم عصر حضرات کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ سیدنا یزیدؒ کی خدمت میں عقیدت و محبت اور اعتماد کا یہ بے مثال نذرانہ پیش کریں کہ۔ لا یفضلون علیہ احدً

فاروقی نقش قدم ایک مرتبہ امیر المؤمنین سیدنا معاویہؓ نے امیر یزیدؒ سے دریافت کیا کہ اگر تمہیں خلافت و حکمرانی دے دی جائے تو اسے کس طرح چلاؤ گے؟ سیدنا یزیدؒ نے جواب میں عرض کیا:

کنت واللّٰہ یا ابتِہ عاملاً فیھم عمل عمر بن الخطاب

فقال معاویۃ: سبحان اللّٰہِ یا بُنَیَّ واللّٰہ لقد جھدتُ

علی سیرۃ عثمان بن عفان فما اطقتہ وکیف بک بسیرۃ

عمر ــــ؟ (البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۲۹)

"قسم بخدا ــــ اے اباجان! میں ان میں سیدنا عمرؓ بن خطاب کے طریقہ پر عمل کروں گا ــــ حضرت معاویہؓ نے کہا: سبحان اللہ۔ اے بیٹے! بخدا میں نے سیدنا عثمانؓ بن عفان کی میرت کو اپنانا چاہا: لیکن نہ کر سکا۔ پھر کہاں تم اور کہاں سیرت عمرؓ کی پیروی۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ سیدنا یزیدؒ نے، خلیفہ عادل: امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق اعظمؓ کی سیرت و سوانح اور راشدانہ کردار و سیرتِ پُر وقار کا گہری نظروں سے مطالعہ ہی نہ کیا تھا، بلکہ سیدنا فاروق اعظمؓ کی شخصیت اور نقوشِ قدم ہی کو آپ نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنی انفرادی و اجتماعی زندگی کا آئیڈیل و معیار قرار دیا تھا ـــــ فاتحِ رُوم و ایران سیدنا فاروق اعظمؓ کے ساتھ آپ کی یہ وابستگی اور والہانہ عقیدت ہی غالباً اس بات کا سبب بنی کہ روایات ساز عجمی عناصر نے آپ کے خلاف من گھڑت روایات و حکایات کا اتنا انبار لگا دیا جس میں آپ کی شخصیت کے حقیقی محاسن اور سچے نقوش تقریباً گم ہو کر رہ گئے ـــــ تاہم روایت و درایت کے معروف ضابطوں اور ہم عصر بزرگوں کے فیصلوں کو پیش نظر رکھ کر، حق و انصاف سے غور و فکر کیا جائے تو سیدنا یزیدؒ کی شخصیت اور اس کے حقیقی خدوخال کا پتہ لگایا جا سکتا ہے۔

یتیموں سے ہمدردی | سیدنا یزیدؒ اگرچہ ایک حیثیت دار گھرانے کے چشم و چراغ تھے ـــ جب آنکھ کھولی تو آپ کے والد شام جیسے صوبہ کے گورنر تھے اور جب ہوش سنبھالا تو ساٹھ لاکھ مربع میل سے بھی زائد رقبہ پر پھیلی ہوئی اسلامی سلطنت کے باختیار خلیفہ تھے ـــ لیکن ۔ اول تو آپ کے والد سیدنا معاویہؓ جیسے حلیم و کریم، صحابی کی پرورش ۔ دوسرے کئی اہلِ علم و فضل اصحابِ رسولؐ کی تربیت ۔ اور عہدِ قرنِ اوّل کے دینی ماحول کا اثر ۔ ان سب پر مستزاد آپ کا اپنے لئے "فاروقی نقشِ قدم" کو معیارِ زندگی قرار دے لینا وغیرہ ـــ یہ تھے وہ اسباب و عوامل جن کی بدولت سیدنا یزیدؒ میں حلم و کرم، غریب پروری اور انسانی ہمدردی جیسے اعلیٰ اوصاف کا پیدا ہو جانا لازمی تھا ـــــ چنانچہ سیدنا یزیدؒ کو نوعمری ہی سے غریبوں اور یتیموں کی خدمت کا اس قدر شوق و انہماک تھا کہ ان کی خبر گیری و پرورش پر اپنا جیب خرچ تک صرف فرما دیتے۔ ان کی بہتری کے لئے ہر آن کوشاں رہتے ـــــ ایک مرتبہ آپ نے سیدنا فاروقِ اعظمؓ کے قبیلہ بنو عدی اور بعض دوسرے قبائل کے غریبوں اور یتیموں کی پرورش اور وظائف کے سلسلہ میں امیر المؤمنین سیدنا معاویہؓ سے گفتگو کی حضرت معاذؓ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے ان سے دریافت کیا :

مالک ولایتام بنی عدی ؟ فقال لانہم حالفونی وانتقلوا

الیٰ داری - فقال معاویۃ قد فعلت ذلک کلہ وقبل وجھہ

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۲۷)

"بنو عدی کے یتیموں سے تمہیں کیا تعلق ؟ ــــــ امیر یزیدؒ نے جواب دیا کہ انہوں نے مجھے اپنا حلیف بنالیا ہے۔ اور وہ میرے گھر منتقل ہو گئے ہیں ــــــ حضرت معاویہؓ نے فرمایا یہ سب کچھ منظور ہے۔ اس کے بعد آپ نے امیر یزیدؒ کی پیشانی پر بوسہ دیا۔"

حلم وکرم انتقام اور بدلہ لینے کی طاقت اور اختیار کے باوجود غلطی کے مرتکب کو معاف کر دینا "حلم" کہلاتا ہے۔ اس کے بالمقابل اگر کسی شخص میں اپنے مقابل سے بدلہ لینے کی سکت ہی نہیں، اس لئے وہ خاموشی اور درگزر اختیار کر لیتا ہے تو اسے حلم نہیں مجبوری وکمزوری سے تعبیر کیا جائے گا ــــــ سیدنا معاویہؓ ۱۸ سنہ ہجری سے ۴۱ سنہ ہجری تک صوبہ شام کے با اختیار گورنر رہے اور ۴۱ سنہ ہجری سے اپنی وفات ۶۰ سنہ ہجری تک آپ کو پورے عالم اسلام کے متفقہ خلیفہ کی حیثیت حاصل رہی۔ گویا چالیس برس تک آپ اس قوت وشوکت کے مالک رہے، جو بہت کم لوگوں کو حاصل ہوئی۔ بایں ہمہ امیر المومنین سیدنا معاویہؓ کا "حلم وعفو" ان کے معاصروں میں ضرب المثل تھا ــــ بعض لوگ شوریدہ سری سے آپ پر گستاخانہ جسارت کر گزرتے تو آپ مسکرا کر ٹال دیتے۔ اور بعض افراد نسلی برتری وتفوق کے غیر صالح جذبہ سے آپ کے ساتھ سخت کلامی وبے ادبی کے مرتکب ہوتے تو آپ تحمل مزاجی اور عفو وکرم کا برتاؤ کر کے، نبی کریم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کے اس فرمان کی عملی تفسیر وتعبیر پیش فرمایا کرتے تھے :-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معاویۃ احلم امتی واجودھا (حماۃ الاسلام ص۱۶۵ ج۱)

" یعنی میری امت میں سب سے زیادہ حلم اور جود و سخا کے حامل معاویہؓ ہیں۔"

چھٹی صدی ہجری کے شیعہ مورخ محمد بن علی بن طباطبا ــــ المعروف بہ ابنِ طقطقی لکھتے ہیں کہ :۔

" معاویہؓ رضی اللہ عنہ دنیوی معاملات میں بہت ہی دانا تھے، فرزانہ و عالم تھے، حلیم اور باجبروت فرمانروا تھے۔ سیاست میں کمال حاصل تھا، اور دنیاوی معاملات کو سلجھانے کی اعلیٰ استعداد رکھتے تھے، دانا تھے۔ فصیح اور بلیغ تھے حلم کے موقع پر حلم اور سختی کے موقع پر سختی بھی کرتے تھے لیکن حلم بہت غالب تھا۔ مال خوب دیتے تھے۔" (الفخری، اردو ص ۱۲۹)

ان ہی شیعہ مؤرخ نے سیدنا معاویہؓ کے حلم و کرم پر مندرجہ بالا رائے کا اظہار کرتے ہوئے یہ واقعہ بھی درج کیا ہے :۔

" ایک بار انہوں نے ایک انصاری کے پاس پانچ سو دینار بھیجے۔ انصاری نے اسے بہت کم خیال کیا اور اپنے فرزند سے کہا کہ : یہ رقم لے جاؤ اور معاویہ کے منہ پر مار کر واپس کر دو ــــ پھر اس سے قسم دے کر کہا کہ جیسا میں نے بتایا ہے اسی طرح کرے۔ وہ رقم لے کر معاویہ کے پاس پہنچے اور کہا کہ : اے امیر المؤمنین! میرے والد گرم مزاج اور جلد باز ہیں انہوں نے قسم دے کر ایسا حکم دیا ہے اور میں ان کے خلاف جانے کی قدرت نہیں رکھتا ــــ یہ سن کر معاویہ نے اپنے منہ پر اپنا ہاتھ رکھ لیا اور کہا کہ : تمہارے والد نے جو کچھ حکم دیا ہے اسے پورا کر لو مگر اپنے چچا کے (یعنی میرے ساتھ نرمی ملحوظ رکھو، (یعنی زور سے نہ مارو صرف قسم پوری کر لو) وہ صاحبزادے شرما گئے اور رقم ڈال دی۔ معاویہ نے رقم دوگنی کر کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انصاری کو بھجوا دی ـــــــ ان کے لڑکے یزید کو جب خبر ہوئی تو غصے میں اپنے والد کے پاس آئے اور کہا: آپ حلم میں مبالغے سے کام لینے لگے ہیں۔ اندیشہ ہے کہ لوگ اسے آپ کی کمزوری اور بزدلی پر محمول کرنے لگیں گے۔ ـــــــ انھوں نے جواب دیا کہ بیٹے حلم میں نہ کوئی ندامت کی بات ہے نہ برائی کی۔ تم اپنا کام کرو اور مجھے میرے حال پر چھوڑ دو" (الفخری ص ۱۳۰)

مشہور شیعہ مؤرخ محمد بن جریر طبری نے حضرت معاویہؓ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ:

"بندہ کو جو نعمتیں عطا ہوئی ہیں عقل و حلم ان میں سے افضل ہے کہ جب اس کی تعریف کی جائے تو وہ بھی ذکر خیر کرے، جب اسے عطا کیا جائے تو وہ شکر گزار ہو، جب مصیبت پڑے تو صبر کرے، غصہ آجائے تو ضبط کرے، قابو پائے تو بخش دے، خطا کرے تو بخشوا لے، وعدہ کرے تو اسے پورا کرے" (تاریخ طبری اردو ج ۵ ص ۱۷۳)

سیدنا یزیدؒ کی زندگی، سیدنا معاویہؓ کے اسی حلم و کرم کا مظہر تھی۔ آپ نے والد محترم کے مذکورہ بالا ارشاد گرامی کو ایک سعادتمند اور فرمانبردار بیٹے کی طرح پوری زندگی دستور العمل کے طور پر اپنائے رکھا ـــــــ یہی وجہ ہے کہ سیدنا یزیدؒ کی زندگی میں ایسے متعدد واقعات ملتے ہیں کہ آپ نے گستاخ و بے ادب اور شوریدگی کے مرتکب لوگوں کے ساتھ حلم و کرم کا وہی برتاؤ کیا۔ جو ایسے موقعوں پر السید الکریم حضرت معاویہؓ اختیار فرمایا کرتے تھے ـــــــ چنانچہ عبدالرحمٰن بن حسان نامی شاعر ایک مرتبہ حضرت یزیدؒ کے پاس آئے، لیکن کسی وجہ سے ان کی توقع کے مطابق خاطر و مدارات نہ ہو سکی۔ جس پر ناخوش ہو کر انھوں نے امیر یزیدؒ کی ہجو اور مذمت میں اشعار کہے ـــــــ آپ کے قریبی دوستوں نے ان کے قتل پر زور دیا اور کہا کہ امیرالمؤمنین سیدنا معاویہؓ کے حلیمانہ برتاؤ نے لوگوں کو آپ پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بہت جری اور گستاخ کر دیا ہے ۔ سیدنا یزیدؒ نے ان سے کہا :-

حفوناہ وحق مناہ فاستحققنا ذلک منہ فبعث الیہ بثلاثین الف درھم ــــ فمدحہ ۔

(انساب الاشراف بلاذری ج ۶ ص ۱۱)

" ہم نے (ان کی خواہش مزاہر انعام واکرام نہ دے کر) ان سے خشکی برتی تھی ، اس لیے ہمیں یہ برائی سننی پڑی ــــ اس کے بعد آپ نے ان شاعر کے پاس تیس ہزار درہم بھیج دئے ، تو انہوں نے آپ کی مدح کی "

سخاوت ! حلم و عفو کی طرح سخاوت کو بھی حضرت یزیدؒ کے والدِ مکرم کی زندگی میں ایک خصوصی درجہ حاصل تھا ۔ آپ کا سحاب سخاوت بلا امتیاز سب پر برستا تھا ۔ جس سے نہ صرف اہل شام بلکہ لاکھوں میل پر قائم ، اسلامی ریاست کے تمام باشندے سیرابی حاصل کرتے تھے ۔ آپ کے یہاں دور و نزدیک سے آئے ہوئے مہمانوں کا ہر وقت اژدحام رہتا تھا ۔ دور کے مہمان مہینوں قیام کرتے اور واپسی پر آپ کی میزبانی و سخاوت کے گن گاتے ہوئے اپنے اپنے علاقوں کی طرف لوٹتے تھے ۔

سیدنا علیؓ کے دونوں صاحبزادوں ــــ سیدنا حسنؓ اور سیدنا حسینؓ ــــ کو جس شفقت و محبت کے ساتھ سالانہ وظائف ہی نہیں ۔ دیگر عطیات و تحائف دیتے رہے ، وہ آپ کی سخاوت کا منہ بولتا تاریخی ثبوت ہیں :

فلما استقرت الخلافۃ لمعاویۃ کان الحسین یتردد الیہ مع اخیہ الحسن فیکرمھما معاویۃ اکراما زائدا ویقول لھما مرحبا و اھلا و یعطیھما عطاء جزیلا وقد اطلق لھما فی یوم واحد مائتی الف (البدایۃ والنھایہ ج ۸ ص ۱۵۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"جب سیدنا معاویہؓ کی خلافت قائم ہو گئی تو حضرت حسینؓ اپنے بھائی حضرت حسنؓ کے ساتھ ان کے پاس جایا کرتے تھے اور وہ ان دونوں کی بے حد عزت و تکریم کرتے اور انہیں خوش آمدید کہتے اور عطیات دیتے ــــ ایک ہی دن میں ان کو دو لاکھ درہم عطا کئے۔"

قدم الحسن بن علی علی معاویة فقال له: لأجيزنك بجائزة لم يجزها احد كان قبلي فاعطاه اربعمائة الف الف وفد اليه الحسن والحسين فاجاز لهما على الفور بمائتی الف۔ (البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۳۷)

"ایک مرتبہ حضرت حسنؓ بن علیؓ ــــ سیدنا معاویہؓ کے پاس گئے تو انہوں نے ان سے کہا کہ میں تمہیں ایسا گراں قدر وظیفہ دوں گا جو مجھ سے پہلے کسی نے نہ دیا ہو ــــــ چنانچہ انہوں نے حضرت حسنؓ کو چالیس کروڑ درم دیئے ــــ اسی طرح کسی اور موقعہ پر حضرات حسنؓ و حسینؓ ان کے پاس گئے تو انہوں نے ان دونوں کو فی الفور دو لاکھ درہم عنایت کیے۔"

ولما توفی الحسن كان الحسين يفد الى معاوية فی كل عام فيعطيه فيكرمه۔ (البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۵۱)

"جب سیدنا حسنؓ کا انتقال ہو گیا، تو حضرت حسینؓ ہر سال حضرت معاویہؓ کے پاس جاتے اور وہ انہیں عطیے دیتے اور ان کا اکرام کرتے تھے۔"

معلوم ہوا کہ سیدنا معاویہؓ یوں تو تمام ہی لوگوں پر شفیق و مہربان تھے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان کے ساتھ آپ نے زندگی بھر جس دریا دلی و فیاضی کا سلوک کیا وہ صلہ رحمی و عشق نبوی کا اعلیٰ مظہر ہے جبکہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ پوری ہمعصر اُمت میں ممتاز حیثیت کے حامل دکھائی دیتے ہیں ــــــ یہ ہی نہیں کہ سیدنا حسنؓ اور سیدنا حسینؓ ہر سال آپ کے پاس دمشق تشریف لاتے اور آپ ان کا بے حد و حساب اعزاز و اکرام کیا کرتے تھے۔ بلکہ ابن کثیرؒ جز ۸ صفحہ ۲۳۰ کی ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ سیدنا معاویہؓ نے انتقال سے پہلے امیر یزیدؒ کو اہل مدینہ خصوصاً نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کے رشتہ داروں کے ساتھ اسی طرح حُسنِ سُلوک اور صلہ رحمی کرتے رہنے کی وصیت و نصیحت فرمائی، جس پر خلیفہ ہونے کے بعد سیدنا یزیدؒ نے عمل کیا۔

علامہ ابن کثیرؒ کی نقل کردہ روایت کے الفاظ ملاحظہ ہوں:۔

ان معاویة قال لیزید: ان لی خلیلاً من اهل المدینة فاکرمه، قال ومن هو؟ قال عبدالله بن جعفر، فلما وفد بعد موت معاویة علی یزید اضعفها له التی کان معاویة یعطیه ایاها وکانت جائزته علی معاویة ستمائة الف واعطاه یزید الف الف، فقال له بأبی انت وأمی فاعطاه الف الف أخری فقال له ابن جعفر والله لا اجمع ابوی لاحد بعدک۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۳۰، ج ۹ ص ۳۲)

"حضرت معاویہؓ نے اپنے صاحبزادے یزیدؒ سے فرمایا کہ اہل مدینہ میں کہ میرے دوست کے ساتھ عزت و تکریم سے پیش آنا ـــــ امیر یزیدؒ نے معلوم کیا وہ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ عبداللہ بن جعفر ـــــ چنانچہ حضرت معاویہ کی وفات کے بعد جب حضرت عبداللہ بن جعفرؓ، سیدنا یزیدؒ کے پاس آئے تو انہوں نے حضرت معاویہؓ کی طرف سے ملنے والے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کے سالانہ وظیفہ میں اضافہ کر دیا — حضرت معاویہؓ کی طرف سے اُن کو چھ لاکھ وظیفہ ملتا تھا جسے سیدنا یزیدؒ نے بڑھا کر دس لاکھ کر دیا۔ اس پر انہوں نے حضرت یزیدؒ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں" — یہ سن کر سیدنا یزیدؒ نے مزید دس لاکھ درہم عنایت فرمائے۔ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے ان سے کہا کہ قسم بخدا! یہ جملہ " بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ " آپ کے علاوہ کسی کے لئے نہ کہوں گا۔"

علامہ بلاذری نے اس موقعہ پر مؤرخ المدائنی کی روایت میں یہ الفاظ نقل کئے ہیں :-

فقال ابن جعفر فداك أبي وأمي والله ما قلتها لأحد قبلك . (انساب الاشراف بلاذری ج۴ ص۴)

"حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے کہا " میرے ماں باپ آپ پر قربان" قسم بخدا! یہ الفاظ میں نے آپ سے پہلے کسی بھی شخص کے لئے نہیں بولے"

بلاذری ہی کا بیان ہے کہ سیدنا یزیدؒ کی جانب سے اس موسلا دھار فیاضی وسخاوت پر ان کے وزیر خزانہ یا کسی دوسرے معتمد مشیر نے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا، کہ کیا آپ عبداللہ بن جعفرؓ کو اتنی کثیر رقوم، سالانہ وظیفہ میں دیں گے — تو اس کے جواب میں حضرت یزیدؒ نے فرمایا :-

نعم ! انه يفرق ماله فإعطائي إياه إعطائي أهل المدينة . (ایضاً - انساب الاشراف)

"جی ہاں ! (تمہیں کیا خبر کہ) یہ اپنا مال تقسیم کر دیتے ہیں، انہیں دینا عین اہل مدینہ کو دینا ہے"

علامہ ابن کثیرؒ نے انہیں سیدنا عبداللہ بن جعفرؓ کا یہ واقعہ بھی بیان کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ جب وہ وظیفے و عطیے کی رقوم لے کر سیدنا یزیدؒ کے مکان سے باہر نکلے تو دروازے پر مال و اسباب سے لدے ہوئے دو کوہانی اونٹوں کی قطار دیکھی ـــــ اعلیٰ قسم کے یہ دو کوہانی اونٹ، امیر المومنین یزیدؒ کی خدمت میں خراسان سے تحائف و ہدایا لے کر پہنچے تھے۔ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ واپس آئے اور امیر یزیدؒ سے درخواست کی کہ ان میں سے تین اونٹ عنایت ہوں تاکہ حج، عمرہ اور شام کے سفر میں باری باری استعمال کر سکوں ـــــ سیدنا یزیدؒ نے متعلقہ افسر سے ان اونٹوں کے متعلق معلومات حاصل کیں اور پھر حکم دیا کہ وہ تمام اونٹ اور ان پر لدا ہوا سارا مال و اسباب حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کو دے دیا جائے۔ خراسان سے آئے ہوئے ان اونٹوں کی تعداد چار سو تھی۔

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ، سیدنا یزیدؒ کی سخاوت و فیاضی اور صلہ رحمی و نیک دلی سے اس قدر متاثر ہوئے کہ وہ برملا اعلان فرمایا کرتے تھے:۔

أَتَلُومُونِی عَلَی حُسْنِ الرَّأْیِ فِی هٰذَا؟ یعنی یزید۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۳۰)

"کیا تم ان ـ یزیدؒ بن معاویہؓ کے بارے میں ـ اچھی رائے رکھنے پر مجھے ملامت کر سکتے ہو ـــــ ؟"

الغرض ـ سیدنا یزیدؒ کے اس فیاضانہ برتاؤ نے ثابت کر دیا کہ واقعی آپ جود و سخا میں اپنے والد محترم، حضرت معاویہؓ کے سچے جانشین تھے۔ آپ نے سیدنا معاویہؓ کی جاری کردہ "نہرِ سخاوت" کو خشک ہی نہ ہونے دیا بلکہ ایک صاحب امانت منتظم کی مانند اس کی سلامتی و ترقی کے لئے زندگی بھر کوشاں رہے ـــــ بنابریں ان تاریخی حقائق اور سوانحی نقوش کے پیش نظر بلا خوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ اگر سیدنا حسینؓ، کوفی منافقوں کے جھکے میں آ کر معصرِ اُمت کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اجماعی فیصلہ کے برخلاف وہ قدم نہ اٹھاتے جس کے نتیجہ میں کوفی سبائیوں کے نامبارک ہاتھوں آپ کی افسوسناک شہادت واقع ہوئی۔ تو یقیناً سیدنا یزیدؒ آپ کے ساتھ وہی اعزاز و اکرام کا رویہ اختیار کرتے جو سیدنا علیؓ کے حقیقی بھتیجے اور سیدنا حسینؓ کے تایازاد بھائی اور بہنوئی حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کے سلسلہ میں اختیار کئے رکھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بشارتِ مغفرت

- حدیث مغفورٌ لہم
- مجاہدینِ قبرص
- مجاہدینِ قسطنطنیہ
- وفات سیدنا ابوایوب انصاریؓ
- اشکال اور جوابات
- جہاز سازی
- امارتِ حج

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جہادِ قسطنطنیہ اور بشارتِ مغفرت

سیدہ ، حضرت اُمّ حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :-

سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول اول جیش من امتی یغزون البحر قد اوجبوا۔ قالت ام حرام قلت یا رسول اللہ انا فیہم (وفی روایۃ انس ص ۳۹۲ ج ۱ ادع اللہ ان یجعلنی منہم فدعالہا) قال انتِ فیہم قالت ثم قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اول جیش من امتی یغزون مدینۃ قیصر مغفور لہم فقلت انا فیہم یا رسول اللہ ؟ قال لا

(بخاری جلد اول ص ۴۱۰)

"میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت کا سب سے پہلا وہ لشکر جو بحری جہاد شروع کرے گا والا کے لئے جنت واجب ہے۔ حضرت ام حرام کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ! میں ان میں سے ہوں گی ؟

بخاری ص ۳۹۲ ج ۱ کی حدیث بروایت حضرت انس کے الفاظ یہ ہیں کہ آپ میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ مجھے ان میں سے کر دیں۔ آپ نے اُن کے حق میں دعا کی اور فرمایا تم ان میں ہو گی ۔ حضرت اُمّ حرام فرماتی ہیں کہ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ارشاد فرمایا کہ میری امت کا وہ پہلا لشکر جو قیصر کے دارالحکومت "قسطنطنیہ" پر حملہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرے گا وہ بخشا ہوا ہے ـــــ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں ان میں سے ہوں؟ آپ نے فرمایا نہیں (بلکہ تم پہلے میں سے ہو گی)

صحیح بخاری کی اس مستند و معتبر حدیث میں نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی امت کے دو لشکروں کے متعلق جنت و مغفرت کی بشارت بیان فرمائی ہے۔

اوّل: ـــــ وہ لشکر جو اسلام کی تاریخ میں سب سے پہلی بار سمندر سے جہاد کرے گا۔

دوم: ـــــ وہ لشکر جو رومی پائے تخت قسطنطنیہ پر پہلی بار چڑھائی کریگا

صحیح بخاری میں کئی مقامات پر اس بات کی صراحت و وضاحت پائی جاتی ہے کہ ان ہر دو جنتی اور مغفرت یافتہ لشکروں کے ایمان افروز مناظر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کو رویاء و خواب میں دکھا دیئے گئے تھے، انہیں دیکھ کر ہی آپ نے پیشین گوئی کرتے ہوئے قد اوجبوا ـ اور ـ مغفور لھم کے الفاظ ارشاد فرمائے تھے ـــــ اور چونکہ بخاری ص۲۵ ج۱ و ترمذی ص۲ ج۲ میں درج حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت کے مطابق یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے خواب بھی وحی کا درجہ رکھتے ہیں ـــــ رؤیا الانبیاء وحیٌ ـــــ اس لئے لازمی طور پر تسلیم کرنا ہوگا کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کا یہ خواب ـ اور حالتِ بیداری میں دی ہوئی جنت و مغفرت کی یہ بشارت و خوشخبری بھی وحی ربّانی ہے، جسے تاویل و تحریف کی غیر ایمانی خراد پر ہرگز نہیں چڑھایا جاسکتا۔

امیر المؤمنین سیدنا معاویہؓ کی خوش نصیبی و بخت بیداری کسقدر قابلِ رشک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے دورِ امارت اور عہدِ خلافت میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نبی صادق صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کی پیشین گوئی کو پورا، اور آپ کے مبارک خواب کو شرمندۂ تعبیر فرمایا، جس کی تفصیل یہ ہے

مجاہدین قبرص | سیدنا معاویہؓ نے عہد فاروقی میں "اسلامی بحریہ" کی تشکیل کے لئے بہت کوشش کی، لیکن خلیفۃ المسلمین سیدنا عمر فاروق اعظمؓ نے بعض وجوہات کے پیش نظر نیا بحری محاذ کھولنے کی اجازت نہ دی ——

عہد عثمانی میں آپ نے پھر اجازت چاہی۔ بالآخر آپ کے مسلسل اصرار پر امیر المومنین سیدنا عثمان ذوالنورینؓ نے اجازت مرحمت فرمائی۔ دربار خلافت سے اجازت کا ملنا تھا کہ صوبہ شام کے ہر دلعزیز گورنر، اسلامی فتوحات کے عظیم مدبر سیدنا معاویہؓ نے بڑی تندہی اور یکسوئی کے ساتھ ایک طرف جنگی جہازوں کی تیاری شروع کرائی اور دوسری جانب مسلمان فوجوں کی بحری تربیت کا معقول بندوبست کیا

• اس طرح پانچسو زنگی جہازوں پر مشتمل یہ پہلا "اسلامی بحریہ" عالم وجود میں آیا، جسے اسلام کی تاریخ میں بحری فتوحات کے سنگ بنیاد کی حیثیت حاصل ہے۔ بلاشبہ یہ سیدنا حضرت معاویہؓ کا عظیم ترین کارنامہ ہی نہیں جس کی ان کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ بلکہ مسلمان قوم پر ایک ایسا احسان بھی ہے جس کے جذبۂ تشکر و احسان مندی سے قیامت تک سبکدوش نہیں ہوا جا سکتا ——

لیکن کس قدر حیرت و تعجب اور افسوس کا مقام ہے کہ مسلمانوں کی بحری فتوحات و خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے ہی نہیں، بحری کارناموں کے صلہ میں اعزازی تمغے اور نشانات دیتے ہوئے بھی "بانی اسلامی بحریہ" امیر المومنین سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کو یکسر فراموش کر دیا جاتا ہے۔ اس سے بڑھ کر محسن کشی اور احسان فراموشی اور کیا ہو سکتی ہے کہ جس شخصیت کے قائم کردہ نقوش پر آج فخر سے سر اونچا کیا جاتا ہے، اسی کو تاریخ کے اس اہم گوشے سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حرفِ غلط کی مانند کھرچ پھینکنے کی کوششیں کی جائیں۔

بہر حال بحری بیڑے کی تیاری کے بعد ۲۸ ہجری میں سیدنا معاویہؓ نے اپنی زیرِ قیادت سمندر پار، قبرص جیسے اہم یونانی علاقے پر اسلامی پرچم لہرایا، اس جہاد میں سیدنا ابوذر غفاریؓ، سیدنا ابوالدرداءؓ اور سیدنا عبادہ بن صامتؓ جیسے اکابر صحابہؓ شامل تھے یہی وہ غزوہ ہے جس میں شریک ہونے والے تمام مجاہدین کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بخاری کی روایت کے مطابق جنتی ہونے کی خوشخبری و نوید سنائی۔ اور جس میں شمولیت کے لئے سیدہ اُمِ حرامؓ نے آپؐ سے خصوصی دعا کرائی تھی۔۔۔۔ سیدہ اُمِ حرامؓ اپنے شوہر سیدنا عبادہ بن صامتؓ کے ساتھ شریکِ جہاد تھیں، فتح قبرص کے بعد جب لشکر اسلام واپس ہونے لگا، تو یہ سواری کا خچر بدکنے سے گر کر شہید ہو گئیں۔

سیدنا انس بن مالکؓ فرماتے ہیں:۔

خرجت مع زوجها عبادة بن الصامت غازيا أول ما ركب المسلمون البحر مع معاوية فلما انصرفوا من غزاتهم قافلين فنزلوا الشام فقربت اليها دابة لتركبها فصرعتها فماتت۔ (بخاری ج ا ص ۳۹۱ و ۳۹۳، ج ۲ ص ۹۳۰۔ البدایہ والنہایہ ج ۶ ص ۲۲۲، ج ۷ ص ۱۵۳)

"حضرت ام حرامؓ ۔۔۔۔ اپنے شوہر حضرت عبادہ بن صامتؓ کے ہمراہ جہاد میں نکلیں۔ وہ سب سے پہلا جہاد تھا جس میں مسلمان سیدنا معاویہؓ کے ساتھ سمندر پار گئے تھے۔ جب وہ لوگ جہاد سے فارغ ہو کر شام واپس ہوئے تو سیدہ اُمِ حرامؓ کی سواری کا جانور لایا گیا۔ وہ اس سے گر کر انتقال فرما گئیں۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علامہ ابن الاثیر جزری لکھتے ہیں :-

وکان امیر ھذا الجیش معاویۃ بن ابی سفیان فی خلافۃ عثمان ومعہ ابوذر وابو الدرداء وغیرھما من الصحابۃ - (اسد الغابۃ ج ۵ ص ۵۷۵)

"سیدنا عثمان ذوالنورین رضؓ کی خلافت میں، اس بحری لشکر کے سربراہ حضرت معاویہ رضؓ تھے، ان کے ساتھ حضرت ابوذر غفاری رضؓ اور حضرت ابودرداء رضؓ وغیرہ صحابہ کرام بھی شریک جہاد تھے"

مجاہدین قسطنطنیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کی وفات کے بعد جناب سیدنا ابوبکر صدیق رضؓ آپ کے جانشین و خلیفہ ہوئے۔ آپ کی خلافت کے ابتدائی دور میں مسلمانوں کو مسیلمہ کذاب وغیرہ جھوٹے مدعیانِ نبوت سے نبرد آزما ہونا پڑا ـــــ اور چونکہ ان باغیانِ اسلام کی پشت پناہی و حوصلہ افزائی اس وقت کی ایرانی مجوسی حکومت کر رہی تھی (حضرت ابوبکر رضؓ کے سرکاری خطوط ص ۴۹) اس لئے ان سے فراغت کے بعد ایران کے سرحدی علاقوں پر تادیبی حملہ ناگزیر ہو گیا تھا جس نے آگے چل کر باقاعدہ فتوحات کی صورت اختیار کر لی ـــــ سیدنا ابوبکر صدیق رضؓ کے انتقال کے بعد سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضؓ خلیفہ ہوئے۔ اگرچہ آپ فرمایا کرتے کہ "کاش ہمارے اور فارس کے درمیان آگ کا پہاڑ حائل ہوتا، نہ وہ ہم پر حملہ آور ہو سکتے اور نہ ہی ہم ان پر چڑھ سکتے" ـــــ تاہم ناگزیر حالات و اسباب کے پیشِ نظر فتوحات کا سلسلہ بڑھتا ہی چلا گیا۔ یہاں تک کہ آپ کے عہد خلافت میں نہ صرف ایران بلکہ روم و مصر وغیرہ ممالک کے بہت سے علاقے اسلام کے زیر نگیں آ گئے۔ اسلامی فتوحات و تسخیر کا سلسلہ جاری تھا کہ اسلام کے خلاف خطرناک عجمی سازش کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذریعہ سیدنا عمر فاروقِ اعظمؓ کو شہید کر دیا گیا ـــــ ان کے بعد سیدنا عثمان ذوالنورینؓ خلیفہ ہوئے تو آپ نے بھی فتوحات اور جہادی سرگرمیاں حسبِ سابق جاری رکھیں اور ان میں کسی قسم کا تعطل پیدا نہ ہونے دیا۔ یہاں تک کہ ایران کی مجوسی حکومت آپ ہی کے دورِ خلافت میں خاتمہ کو پہنچی۔ بالآخر عجمی نو مسلموں اور جنگی قیدیوں وغیرہ اسلام دشمن عناصر نے ـــــ عرب معاشرے کے بعض بزرگوں کو آڑ بنا کر سیدنا عثمان غنیؓ کے خلاف شورش کھڑی کی، جس کے نتیجہ میں آپ کی دردناک شہادت واقع ہوئی ـــــ امامِ مظلوم سیدنا عثمان ذوالنورینؓ کو شہید کر کے انہیں شرپسندوں نے حضرت علیؓ کی خلافت کے قیام کا اعلان کیا۔ لیکن معاملاتِ حکومت پر عجمی سبائیوں کے تسلط نے مسلمانوں کو خانہ جنگی و طوائف الملوکی کی آگ میں دھکیل دیا۔ حضرت علیؓ کے ساڑھے چار سالہ عبوری دور میں فتوحات کا دروازہ قطعاً بند رہا، سیدنا معاویہؓ جیسے مدبرین و مجاہدین کی جہادی سرگرمیاں ان خانہ جنگیوں کی وجہ سے یکدم رک گئیں ـــ حضرت علیؓ کی شہادت اور حضرت حسنؓ کی سپردگی کے بعد جب امت کی "چوتھی اجماعی خلافت" سیدنا معاویہؓ کو ملی تو آپ نے اسلامی فتوحات اور انسانی خدمت کے رکے ہوئے کارواں کو پھر سے بسوئے منزل رواں دواں کیا۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔

ایران کی فتح حضرت عثمان غنیؓ کے عہدِ خلافت میں مکمل ہو چکی تھی، لیکن روم کے بیشتر علاقوں پر اسلام کا پرچم لہرائے جانے کے باوجود روم کی عیسائی حکومت کا پائے تخت قسطنطنیہ ابھی تک باقی تھا، جہاں سے وہ وقتاً فوقتاً مسلمان علاقوں پر حملہ آور ہوتے رہتے تھے، اس لئے سیدنا معاویہؓ نے فیصلہ کیا کہ عیسائی دارالحکومت قسطنطنیہ کو فتح کر کے رومیوں کی ریشہ دوانیوں کا ہمیشہ کے لئے قلع قمع کر دیا جائے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

——— نیز سیدنا معاویہؓ جیسے عظیم فاتح اور مدبر جرنیل سے یہ بات بھی پوشیدہ نہ تھی کہ یورپ اور مغربی ممالک کی فتوحات کے لئے قسطنطنیہ کو دروازے کی حیثیت حاصل ہے، جسے فتح کئے بغیر سمندر پار ان ملکوں تک اسلام کا پیغام پہنچانا ممکن نہیں ——— سب سے بڑھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کی زبان مبارک سے سُنی ہوئی "بشارتِ مغفرت" اور آپؐ کے دیکھے ہوئے رؤیا کی تعبیر نے قسطنطنیہ کی چڑھائی پر آمادہ کیا۔ آپ کی دلی تمنا تھی کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے حدیثِ بشارت کے پہلے حصے پر بحری جہاد کی صورت میں پورا اترنے کی توفیق عنایت فرمائی، اسی طرح دوسرے جزو کا مصداق بننے کی سعادت بھی مجھے عطا فرمائے ——— یہ تھے وہ اسباب و عوامل جن کی وجہ سے سیدنا معاویہؓ نے ۵۰ھ ہجری میں قسطنطنیہ پر فوج کشی کا قطعی فیصلہ کیا۔

یہ اس دور کی بات ہے جب نوجوان طبقہ ہی نہیں ——— بچے، بوڑھے اور خواتین ——— سب ہی جذبۂ جہاد اور شوقِ شہادت سے سرشار تھے۔ اسلامی سرحدوں پر مصروفِ جہاد مجاہدین کے علاوہ اپنے علاقوں اور گھروں پر موجود افراد بھی ہر وقت گوش بر آواز رہتے، کہ کب جہاد کے لئے پکار کانوں میں آئے اور اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے نکل کھڑے ہوں۔ ان حالات میں سیدنا معاویہؓ کے اس عزم اور فیصلہ کی اطلاع نے پوری اسلامی ریاست میں روح پھونک دی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم نے جس لشکر میں شریک مجاہدین کو مغفرت یافتہ قرار دیا تھا، اس میں شامل ہونے کے لئے لوگ جوق در جوق دمشق آنے لگے ——— سیدنا عبداللہ بن عمر، سیدنا عبداللہ بن عباس، سیدنا عبداللہ بن زبیر، سیدنا حسین بن علی اور میزبانِ رسولؐ سیدنا ابوایوب انصاری رضوان اللہ علیہم۔ وغیرہ نے مدینہ منورہ سے تشریف لا کر اس جنتی اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذریعہ سیدنا عمر فاروقِ اعظمؓ کو شہید کر دیا گیا ـــــــــ ان کے بعد سیدنا عثمان ذوالنورینؓ خلیفہ ہوئے تو آپ نے بھی فتوحات اور جہادی سرگرمیاں حسبِ سابق جاری رکھیں اور ان میں کسی قسم کا تعطل پیدا نہ ہونے دیا۔ یہاں تک کہ ایران کی مجوسی حکومت آپ ہی کے دورِ خلافت میں خاتمہ کو پہنچی۔ بالآخر عجمی نومسلموں اور جنگی قیدیوں وغیرہ اسلام دشمن عناصر نے ـــــــ عرب معاشرے کے بعض بزرگوں کو آڑ بنا کر سیدنا عثمان غنیؓ کے خلاف شورش کھڑی کی، جس کے نتیجے میں آپ کی دردناک شہادت واقع ہوئی ـــــــــ اور مظلوم سیدنا عثمان ذوالنورینؓ کو شہید کر کے انہیں شرپسندوں نے حضرت علیؓ کی خلافت کے قیام کا اعلان کیا۔ لیکن معاملاتِ حکومت پر عجمی سبائیوں کے تسلط نے مسلمانوں کو خانہ جنگی و طوائف الملوکی کی آگ میں دھکیل دیا۔ حضرت علیؓ کے ساڑھے چار سالہ عبوری دور میں فتوحات کا دروازہ قطعاً بند رہا، سیدنا معاویہؓ جیسے مدبرین و مجاہدین کی جہادی سرگرمیاں ان خانہ جنگیوں کی وجہ سے یکدم رک گئیں ـــــ حضرت علیؓ کی شہادت اور حضرت حسنؓ کی سپردگی کے بعد جب امت کی "چوتھی اجماعی خلافت" سیدنا معاویہؓ کو ملی تو آپ نے اسلامی فتوحات اور انسانی خدمت کے رکے ہوئے کارواں کو پھر سے بسوئے منزل رواں دواں کیا۔

ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ۔

ایران کی فتح حضرت عثمان غنیؓ کے عہد خلافت میں مکمل ہو چکی تھی، لیکن روم کے بیشتر علاقوں پر اسلام کا پرچم لہرائے جانے کے باوجود روم کی عیسائی حکومت کا پائے تخت قسطنطنیہ ابھی تک باقی تھا، جہاں سے وہ وقتاً فوقتاً مسلمان علاقوں پر حملہ آور ہوتے رہتے تھے، اس لئے سیدنا معاویہؓ نے فیصلہ کیا کہ عیسائی دارالحکومت قسطنطنیہ کو فتح کر کے رومیوں کی ریشہ دوانیوں کا ہمیشہ کے لئے قلع قمع کر دیا جائے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

——— نیز سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ جیسے عظیم فاتح اور مدبر جرنیل سے یہ بات بھی پوشیدہ نہ تھی کہ یورپ اور مغربی ممالک کی فتوحات کے لئے قسطنطنیہ کو دروازے کی حیثیت حاصل ہے، جسے فتح کئے بغیر سمندر پاران ملکوں تک اسلام کا پیغام پہنچانا ممکن نہیں ——— سب سے بڑھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کی زبان مبارک سے سُنی ہوئی "بشارتِ مغفرت" اور آپؐ کے دیکھے ہوئے رؤیا کی تعبیر نے قسطنطنیہ کی چڑھائی پر آمادہ کیا۔ آپ کی دلی تمنا تھی کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے حدیثِ بشارت کے پہلے حصے پر بحری جہاد کی صورت میں پورا اترنے کی توفیق عنایت فرمائی، اسی طرح دوسرے جزو کا مصداق بننے کی سعادت بھی مجھے عطا فرمائے ——— یہ تھے وہ اسباب و عوامل جن کی وجہ سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ۴۹ ہجری میں قسطنطنیہ پر فوج کشی کا قطعی فیصلہ کیا۔

یہ اس دور کی بات ہے جب نوجوان طبقہ ہی نہیں ——— بچے، بوڑھے اور خواتین ——— سب ہی جذبۂ جہاد اور شوقِ شہادت سے سرشار تھے۔ اسلامی سرحدوں پر مصروفِ جہاد مجاہدین کے علاوہ اپنے علاقوں اور گھروں پر موجود افراد بھی ہر وقت گوش بر آواز رہتے، کہ کب جہاد کے لئے پکار کانوں میں آئے اور اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے نکل کھڑے ہوں۔ ان حالات میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس عزم اور فیصلہ کی اطلاع نے پوری اسلامی ریاست میں روح پھونک دی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم نے جس لشکر میں شریک مجاہدین کو مغفرت یافتہ قرار دیا تھا، اس میں شامل ہونے کے لئے لوگ جوق در جوق دمشق آنے لگے ——— سیدنا عبداللہ بن عمر، سیدنا عبداللہ بن عباس، سیدنا عبداللہ بن زبیر، سیدنا حسین بن علی اور میزبانِ رسول سیدنا ابو ایوب انصاری رضوان اللہ علیہم ——— وغیرہ نے مدینہ منورہ سے تشریف لا کر اس جنتی اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مغفرت یافتہ لشکر میں شمولیت اختیار فرمائی ــــــ اس وقت سیدنا یزیدؒ کی عمر ۲۶، ۲۷ سال تھی۔

امیر یزیدؒ نے جس زمانہ میں آنکھیں کھولیں اور ہوش سنبھالا، تو پوری مسلمان قوم حرارت دینی سے سرشار ہو کر ملی خدمات اور اسلامی تسخیر و فتوحات میں بدل و جان مصروف و منہمک تھی۔ چنانچہ اس مجاہدانہ و سرفروشانہ ماحول کا اثر ــــــ علمی و عملی اعلیٰ تربیت و مہارت کا تقاضا ــــ اور ان سب پر مستزاد جواں سال گول میں سیدنا معاویہؓ جیسے عظیم فاتح اور مجاہدِ اعظم کے خون کی جولانی کا نتیجہ تھا کہ آپ میں آغاز شباب ہی سے جہاد فی سبیل اللہ کے لئے سیمابی تڑپ موجود تھی۔ آپ کو معلوم تھا کہ مدینۂ قیصر قسطنطنیہ پر اول پیشقدمی کرنے والے مجاہدین کو لسانِ نبوت سے سند مغفرت دی گئی ہے، بنا بریں جب آپ کے والد محترم خلیفۃ المسلمین حضرت معاویہؓ نے قسطنطنیہ پر چڑھائی کا پختہ ارادہ فرمالیا تو نبوی ارشاد کے مطابق ... "حصول مغفرت" کے مومنانہ جذبے سے سرشار ہو کر ابن کثیرؒ ج ۸ ص ۲۲۷ کی روایت کے مطابق آپ نے اس اہم بلکہ مقدس مہم کی امارت کے لئے درخواست کی۔

سیدنا معاویہؓ نے جوان عمر بیٹے کے مجاہدانہ جذبات اور ارشاد نبوی کے سلسلہ میں والہانہ و فدایانہ احساسات کو قبول کرتے ہوئے قسطنطنیہ پر حملہ کرنے والے اس لشکر کی قیادت و امارت سیدنا یزیدؒ کے سپرد فرمائی۔

امیر المومنین فی الحدیث، امام محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ ارقام فرماتے ہیں:

قال محمود بن الربیع فحدثتھا قوما فیھم ابو ایوب الانصاری صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی غزوتہ التی توفی فیھا و یزید ابن معاویۃ علیھم بارض الروم۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۵۸)

www.KitaboSunnat.com

" محمود بن ربیعؓ کہتے ہیں کہ میں نے یہ روایت غزوۂ قسطنطنیہ کے موقعہ پر لوگوں سے بیان کی، اس جہاد میں حضرت ابوایوب انصاریؓ شریک تھے۔ نیز اسی میں ان کا وصال ہوا۔ اس لشکر کے امیر یزید بن معاویہؓ تھے۔

علامہ قسطلانیؒ تحریر فرماتے ہیں:۔

کان اول من غزا مدینة قیصر یزید بن معاویة و معه جماعة من سادات الصحابة کابن عمر و ابن عباس و ابن الزبیر و ابی ایوب الانصاری و توفی بہا ابو ایوب۔ (قسطلانی بحوالہ حاشیہ بخاری ج ۱ ص ۴۱۰)

" قسطنطنیہ پر سب سے پہلے جہاد یزید بن معاویہؓ نے کیا۔ آپ کے ساتھ کبار صحابہ کرام کی ایک جماعت بھی شریک تھی جس میں عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن عباسؓ، عبداللہ بن زبیرؓ اور حضرت ابوایوب انصاریؓ شامل تھے"

مشہور شارحین بخاری علامہ بدرالدین عینیؒ اور علامہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں:۔

ان یزید بن معاویة غزا بلاد الروم حتی بلغ قسطنطنیة و معه جماعة من سادات الصحابة منهم ابن عمر و ابن عباس و ابن الزبیر و ابو ایوب الانصاری و کانت وفاة ابی ایوب الانصاری هنالک قریبا من سور القسطنطنیة و قبره هنالک۔ (عمدة القاری ج ۱۴ ص ۱۹۹،
فتح الباری ج ۶ ص ۷۸)

" امیر یزید بن معاویہؒ رومی علاقوں میں مصروف جہاد رہے یہاں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہاں تک کہ آپ قسطنطنیہ تک جا پہنچے۔ آپ کے ساتھ اکابر صحابہؓ کی جماعت بھی موجود تھی، جس میں حضرات عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن عباسؓ، عبداللہ زبیرؓ اور ابوایوب انصاریؓ شامل ہیں۔ اسی جہاد میں حضرت ابوایوب انصاریؓ کی وفات ہوئی اور وہیں شہر کی فصیل کے پاس ان کی قبر بھی ہے"

علامہ ابن کثیرؒ رقمطراز ہیں کہ :۔

فسار معہ خلق کثیر من کبراء الصحابۃ حتی حاصر القسطنطنیۃ۔ (البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۳۲ و ۱۲۷)

"اکابر صحابہ کی بہت بڑی تعداد آپ کے ساتھ روانہ ہوئی۔ حتیٰ کہ آپ نے قسطنطنیہ کا محاصرہ کر لیا"

آگے چل کر علامہ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں :۔

کان الحسین یفد الی معاویۃ فی کل عام فیعطیہ و یکرمہ وکان فی الجیش الذین غزوا القسطنطینیۃ مع ابن معاویۃ یزید۔ (البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۵۱)

"سیدنا حسینؓ ہر سال سیدنا معاویہؓ کے پاس (دمشق) جایا کرتے اور وہ انہیں گرانقدر وظائف اور عزت واکرام سے نوازتے تھے۔ اور حضرت حسینؓ اس لشکر میں بھی شریک تھے جس نے حضرت یزیدؒ بن معاویہؓ کے ساتھ قسطنطنیہ پر چڑھائی کی تھی"

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں :۔

قال المھلب فی ھذا الحدیث منقبۃ لمعاویۃؓ لانہ اول من غزا البحر ومنقبۃ لولدہٖ لانہ اول من

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غزا مدینۃ قیصر۔ (فتح الباری ج ۶ ص ۷۸، حاشیہ بخاری ص ۴۱۰)

"مہلب کہتے ہیں کہ اس حدیث میں حضرت معاویہؓ کی فضیلت ہے اس لئے کہ انہی نے پہلا بحری جہاد کیا۔ نیز آپ کے صاحبزادے امیر یزیدؒ کی فضیلت بھی ہے کیونکہ انہی نے پہلی مرتبہ قسطنطنیہ پر چڑھائی کی"

شیخ الاسلام علامہ حافظ ابن تیمیہؒ تحریر فرماتے ہیں:۔

اول جیش غزاھا کان امیرھم یزید والجیش عدد معین لا مطلق وشمول المغفرۃ لآحاد ھذا الجیش اقوی ---- --- ویقال ان یزید انما غزا القسطنطنیۃ لأجل ھذا الحدیث (منہاج السنۃ ج ۲ ص ۲۵۲)

قسطنطنیہ پر پہلی چڑھائی کرنے والے لشکر کے سپہ سالار حضرت یزیدؒ تھے۔ اور چونکہ لشکر معین تعداد کو کہا جاتا ہے اس لئے اس فوج کا ہر ہر فرد بشارت مغفرت میں شریک ہے ـــــ کہا جاتا ہے کہ امیر یزیدؒ نے اسی ارشاد نبوی کی خاطر قسطنطنیہ پر جہاد کیا تھا"

یہی شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ ارقام فرماتے ہیں:۔

ویزید ھذا ولی الملک ھو اول من غزا القسطنطنیۃ غزاھا فی خلافۃ ابیہ معاویۃ وقد روی البخاری فی صحیحہ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول جیش یغزوا القسطنطنیۃ مغفور لہم (یزید ابن معاویہؓ ص ۳۷)

"یہ امیر یزیدؒ (اپنے والد کے بعد) خلیفہ ہوئے۔ اور انہیں نے اپنے والد حضرت معاویہؓ کی خلافت میں قسطنطنیہ پر اول مرتبہ چڑھائی کی تھی ــــ امام بخاری نے اپنی صحیح میں حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ نبی علیہ السلام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مہم کے دوران سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سمیت تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اور دیگر شرکائے لشکر سیدنا یزید رحمہ اللہ کی جانب سے ملنے والی جنگی ہدایات وفرامین پر پورے خلوص کے ساتھ عمل پیرا رہے اور آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر، اللہ رب العزت کے حضور صلوٰۃ پنجگانہ بھی ادا کرتے رہے۔ بلاشبہ سیدنا یزید رحمہ اللہ کی قائدانہ صلاحیت اور مومنانہ کردار کے سلسلہ میں ہم عصر صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ کا یہ "عملی اجماع" ایسی اٹل تاریخی حقیقت ہے جس کے سامنے "منافقین عجم"، سبائیوں کی تمام تر الزام تراشیاں، افترائے محض اور سفید جھوٹ کی حیثیت رکھتی ہیں، جن میں سچائی کا شائبہ تک نہیں ؎

ہر اتہام، ہر الزام ہو گیا باطل
سند یزید رحمہ اللہ کو بخشش کی مصطفیٰ ﷺ نے دی

وفات سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ میزبان رسول، سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی عمر اسّی سال سے بھی متجاوز تھی، بایں ہمہ اس ضعیف العمری اور پیرانہ سالی میں مدینہ منورہ سے دمشق اور پھر دمشق سے قسطنطنیہ کے طویل ترین سفر کی صعوبتیں آپ نے صرف اس لئے برداشت کیں، تاکہ رسول برحق صلی اللہ علیہ و اصحابہ وسلم کے ارشاد گرامی کے مطابق بشارتِ مغفرت پانے والے لشکر میں شرکت کی سعادت حاصل کر سکیں ——— شدید گرمی، طول طویل سفر، موسم اور آب و ہوا کی اجنبیت اور پھر زندگی کے آخری کناروں کو چھوتی ہوئی ضعیفی و کمزوری چنانچہ سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو پیچش کا عارضہ لاحق ہو گیا، جس نے بڑھتے بڑھتے ایسی شدت اختیار کر لی کہ زندگی سے مایوسی ہونے لگی ——— امیر لشکر حضرت یزید رحمہ اللہ بن معاویہ رضی اللہ عنہ عہدِ رسالت کی ان بزرگ ترین شخصیت کی دیکھ بھال اور مزاج پرسی کے لئے تشریف لائے تو حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے ان کو وصیت فرمائی کہ مرنے کے بعد میرے جنازہ کو دشمن کی سرزمین میں جتنی دور ممکن ہو لے جا کر دفن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر آئے ۔ نیز تمام مسلمانوں کو میرا سلام پہنچا کر میری طرف سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی بھی سنا دینا :

من مات لا یشرک باللہ شیئاً جعلہ اللہ فی الجنۃ

" جو شخص اس حال میں فوت ہو گا کہ اس نے اللہ کے ساتھ کسی بھی شے کو ساجھی نہ کیا ہو تو اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا "

سیدنا یزید نے وصیت کے مطابق لوگوں کو حضرت ابو ایوب انصاری کا سلام پہنچایا ۔ ان کا بیان فرمودہ فرمان نبوی سنایا اور تجہیز و تکفین کے بعد آپ ہی نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی اور اگلے دن صبح رومیوں پر حملے کے دوران قسطنطنیہ کے قلعہ کی دیوار کے قریب دفن کر دیا گیا ۔

علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں :۔

ان یزید بن معاویۃ کان امیراً علی الجیش الذی غزا فیہ ابو ایوب ، فدخل علیہ عند الموت فقال لہ ، اذا انا مت فاقرؤا علی الناس منی السلام واخبرو ہم انی سمعت رسول اللہ (ص) یقول " من مات لا یشرک باللہ شیئاً جعلہ اللہ فی الجنۃ " ولینطلقوا فیبعدوبی فی ارض الروم ما استطاعوا قال فحدث الناس لما مات ابو ایوب فاسلم الناس وانطلقوا بجنازتہ ۔ (البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۵۹)

" یزید بن معاویہ اس لشکر کے امیر تھے ، جس میں شامل ہو کر حضرت ابو ایوب انصاری نے جہاد کیا ۔ ان کی وفات کے وقت امیر یزید تشریف لائے تو انہوں نے ان سے کہا کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو لوگوں کو میری طرف سے سلام کہنا اور یہ ارشاد نبوی انہیں سنانا کہ " شرک سے ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محفوظ شخص کو اللہ جنت عطا کرے گا ۔ نیز جہاں تک ممکن ہو روم کی سرزمین میں مجھے دور لے جاکر دفن کرنا ——— چنانچہ امیر یزیدؒ نے لوگوں کو حدیث سنائی اور حضرت ابو ایوب انصاریؓ کا سلام پہنچایا ۔ اس کے بعد جنازہ دفن کے لئے لے گئے ۔"

رئیس التبلیغ مولانا محمد یوسف دہلویؒ نقل فرماتے ہیں :-

اخرج الحاکم (ج ۳ ص ۴۵۸) عن محمد بن سیرین قال ...... فمرض وعلی الجیش یزید بن معاویۃ فدخل علیہ یعودہ فقال ما حاجتک ؟ فقال حاجتی اذا انا مت فارکب بی ثم سغ لی فی ارض العدو ما وجدت مساغاً فاذا لم تجد مساغاً فادفنی ثم ارجع ۔

(حیاۃ الصحابہ الجزء الاول ص ۴۴۰)

حاکم نے (مستدرک ص ۴۵۸ ج ۳ پر) امام محمد بن سیرینؒ سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابو ایوب انصاریؓ بیمار ہوئے ، اس وقت یزید بن معاویہؓ امیر لشکر تھے ۔ وہ بیمار پرسی کے لئے آئے معلوم کیا کوئی ضرورت ہو تو بتائیں ؟ اس پر حضرت ابو ایوبؓ نے ان سے کہا میری خواہش ہے کہ جب میں مر جاؤں تو دشمن کے علاقے میں جس قدر ہو سکے دور لے جا کر دفن کر کے واپس آنا ۔ (حیات الصحابہ اردو ج ۳ ص ۴۹۳)

حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں :-

فکان ابی ایوب (الانصاری) فی جیش یزید بن معاویۃ والیہ اوصی وھو الذی صلی علیہ ۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۵۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"سیدنا ابو ایوب انصاریؓ ـــــ امیر یزیدؒ بن معاویہؓ کی فوج میں تھے۔ انتقال سے پہلے انہوں نے امیر یزیدؒ کو وصیت کی اور انہیں نے حضرت ابو ایوبؓ کی نماز جنازہ پڑھائی۔"

علامہ محمد بن سعدؒ کی نقل کردہ روایات ملاحظہ ہوں:

پہلی روایت ـــــــــــــــــــــــــــــ

"پھر وہ (یعنی حضرت ابو ایوب انصاریؓ) بیمار ہو گئے، لشکر پر یزید بن معاویہ امیر تھے، وہ ان کے پاس ان کی عیادت کو آئے اور پوچھا کہ آپ کی کوئی خواہش ہو تو بیان کیجئے، انہوں نے کہا ہاں میری خواہش ہے کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے اونٹ پر سوار کرا کے جہاں تک گنجائش ملے دشمن کے ملک میں لے جانا جب گنجائش نہ پانا تو وہیں دفن کر دینا اور واپس آجانا۔ جب ان کی وفات ہو گئی تو انہوں نے انہیں سوار کیا اور جہاں تک گنجائش ملی دشمن کے ملک میں لے گئے اور دفن کر کے واپس آگئے۔"

(طبقات ابن سعد اردو ج ۴ ص ۶۱)

دوسری روایت: ـــــــــــــــــــــــــــــ

"یزید بن معاویہ جس وقت ابو ایوب کے پاس آئے تو انہوں نے ان سے کہا کہ لوگوں سے میرا سلام کہنا۔ لوگوں کو چاہیئے کہ مجھے لے جائیں اور جتنا دور (دفن) کر سکیں کر دیں۔ انہوں نے جو کچھ کہا تھا یزیدؒ نے لوگوں سے بیان کر دیا۔ لوگوں نے مانا۔ ان کے جنازے کو جسقدر اندر لے جا سکتے تھے لے گئے۔" (طبقات ج ۴ ص ۶۱)

تیسری روایت: ـــــــــــــــــــــــــــــ

"جس سال یزید بن معاویہ نے اپنے والد معاویہ بن ابی سفیان کی خلافت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں قسطنطنیہ کی جنگ کی، اسی سال ابو ایوب کی وفات ہوئی۔ ان پر یزید بن معاویہ نے نماز پڑھی، ان کی قبر روم میں قلعۂ قسطنطنیہ کی بنیاد میں ہے"

(طبقات ج ۴ ص ۶۲)

قلعہ کی دیوار کے نزدیک کوئی چیز دفن کرتے ہوئے دیکھ کر رُومی سربراہ قیصر نے قاصد کے ذریعہ معلوم کرایا، تو امیر لشکر سیدنا یزیدؒ بن معاویہؓ نے کہا:

صاحب نبینا وقد سألنا أن نقدمه فی بلادك ونحن منفذون وصیته او تلحق ارواحنا بالله۔

(العقد الفرید ج ۳ ص ۱۳۳)

"یہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی ہیں جنہوں نے تمہارے ملک میں اندر سے جاکر دفن کرنے کی وصیت فرمائی تھی۔ اب ہم ان کی وصیت و خواہش کی تکمیل و تعمیل میں انہیں یہاں دفن کر رہے ہیں۔ ہم انہیں یہاں ضرور دفن کریں گے خواہ ہمیں اپنی جانیں دینی پڑیں"۔

یہ سن کر شاہ رُوم کی زبان سے یہ گستاخانہ جملہ نکل گیا کہ ــــ مسلمانوں کے چلے جانے کے بعد ہم یہ لاش نکلوا کر کتوں کے سامنے ڈلوا دیں گے ــــ قیصر کی زبان سے نکلے ہوئے ان گستاخانہ اور خبیث الفاظ کی اطلاع ملی تھی کہ سیدنا یزیدؒ نے لشکر کو پوری شدت و قوت سے رومیوں پر حملہ کا حکم دیا۔ اور خود بھی ایمانی غیرت و جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے بجلی کی طرح پیش پیش رہے، یہاں تک کہ اسلامی لشکر کے اس شدید حملہ کی تاب نہ لاتے ہوئے رومیوں نے قلعہ میں پناہ لی ــــ سیدنا یزیدؒ کے ایمانی غضب اور مجاہدانہ جوش کا یہ عالم تھا کہ جب آپ رُومی لشکر کو پسپا کرتے ہوتے قلعہ کے دروازے تک پہنچے تو اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے گرز سے قلعہ کے پھاٹک پر اس زور سے ضربیں لگائیں کہ اس میں جگہ جگہ شگا ــ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پڑ گئے ۔ یہی وہ موقعہ ہے کہ سیدنا یزیدؒ نے رومیوں کو مخاطب کر کے فرمایا :۔

یا اھل القسطنطینیۃ ھذا رجل من اکابر اصحاب محمد نبینا وقد دفنا حیث ترون ۔ واللہ لئن تعرضتم لہ لاھدمن کل کنیسۃ فی ارض الاسلام ولا یضرب ناقوس بارض العرب ابدا ۔

(شیعہ کتاب ۔ ناسخ التواریخ ج ۲ ص ۶۶)

" اے قسطنطنیہ کے باشندو ! یہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کے جلیل القدر صحابی ہیں ۔ اور تم دیکھتے ہو کہ ہم نے انہیں یہاں دفن کیا ہے ——— واللہ ! اگر تم نے ان کی قبر کو کسی قسم کا ضرر پہنچایا تو یاد رکھو کہ پوری سرزمین اسلام میں ہر کنیسہ منہدم کرا دوں گا ۔ اور پھر پورے عرب میں کبھی بھی ناقوس تک نہیں بج سکے گا "

علامہ ابن عبد ربہ کی درج کردہ روایت کے الفاظ یہ ہیں :۔

لئن بلغنی انہ نبش من قبرہ او مثل بہ لا ترکت بارض العرب نصرانیا الا قتلتہ ولا کنیسۃ الا ھدمتھا

(العقد الفرید ج ۳ ص ۳۳۱)

" اگر مجھے پتہ چلا کہ ان کی قبر اکھیڑی گئی یا ان کے ساتھ کسی بے ادبی کا ارتکاب کیا گیا ——— تو (کان کھول کر سن لو کہ) میں سرزمین عرب میں کسی نصرانی کو قتل اور کسی گرجا کو ڈھائے بغیر نہ چھوڑ دوں گا "

سیدنا یزیدؒ کی اس جراتمندانہ دھمکی اور شدید حملے سے قیصر پر اس قدر خوف طاری ہوا کہ اپنے مذہب کے مطابق حضرت مسیح علیہ السلام کی قسم کھا کر یقین دلایا کہ حضرت ابو ایوب انصاریؓ کی قبر کے ساتھ کسی بھی قسم کی بے ادبی و گستاخی نہ ہوگی ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بلکہ اس کی حفاظت کا بھرپور خیال رکھا جائے گا۔ چنانچہ بعد میں اس نے قبر پر ایک قبہ بنوا دیا۔

انہ بنی علی قبرہ قبۃ ولیسرج فیھا الی الیوم ـــــــ

(العقد الفرید ج ۳ ص ۱۳۳)

"اس نے حضرت ابوایوبؓ کی قبر پر ایک قبہ بھی بنوا دیا۔ جہاں آج تک چراغ روشن ہوتا ہے"

مؤرخین کا بیان ہے کہ میزبانِ رسول، سیدنا ابوایوب انصاریؓ کے جسم کی یہ حفاظت بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دی ہوئی پیشین گوئی کے مطابق ظہور میں آئی ـــــــ مجددِ تاریخ، شیخ الاسلام علامہ محمود احمد عباسی رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرماتے ہیں:-

"جو لوگ اس جہادِ قسطنطنیہ کے لئے گئے ان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت ابوایوب انصاریؓ بھی تھے، اور یہی وہ صحابی تھے جن کو نہ صرف یہ امتیازی شرف حاصل ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری مدینہ کے ابتدائی ایام میں میزبانی کی خدمات انجام دیں۔ بلکہ آپ کے استراحت فرماتے وقت پہرہ بھی دیا تھا، جس پر آپ نے فرمایا تھا کہ ابوایوب اللہ تمہارے جسم کی بھی اسی طرح حفاظت کرے جس طرح تم نے اللہ کے نبی کی رات میں پہرہ داری کی ہے۔ صاحب کتاب "الروض الانف" شرح السیرۃ النبویہ لابن ہشام لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کی اس دُعا سے ابوایوب انصاریؓ کے جسم کی رومیوں ہی سے حفاظت کرائی ہے اس سب واقعہ کا تذکرہ کرتے ہوئے جو بیان ہو چکا امیر یزیدؒ کی زبان سے نکلے ہوئے وہ تہدیدی کلمات بھی نقل کئے ہیں جو رومیوں سے فرمائے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ جس پر رُومی عیسائیوں نے اپنے مسلک کے مطابق حلف لیا اور وعدہ کیا کہ ان صحابیؓ رسول کی قبر کی حفاظت کریں گے، اوّل جیش من امتی کی قیادت کے امتیاز اور بشارتِ مغفرت کے ساتھ یہ سعادت بھی امیر یزیدؒ کو حاصل ہوئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیہ پیشین گوئی حضرت ابوایوب انصاریؓ کے جسم کی حفاظت بھی انہی کے جوشِ ایمانی، حب رسول وحب صحابہ وغیرت ملی کی بدولت پوری ہوئی اور آپ کی پیشین گوئی کا کہ

یدفن عند سور القسطنطینیۃ رجل صالح (العقد الفرید ص۱۳۲ ج۳)

یعنی فصیل قسطنطنیہ کے پاس ہی ایک مردِ صالح دفن ہوگا عملاً ظہور بھی اس امیر مجاہد و جوان صالح کے تہوّرانہ اقدام سے ہوا۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ (خلافت معاویہ و یزید ص ۳۶۶ و تحقیق مزید ص ۳۲۵)

قدیم وجدید مؤرخین کے بیان کردہ اس واقعہ سے واضح اور ناقابل انکار طریقہ پر معلوم ہوا کہ :۔

۱ ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کی زبان سے مغفرت وبخشش کی بشارت پانے والے لشکر میں سیدنا یزید نہ صرف شریک ہی تھے بلکہ اس جنتی فوج کی قیادت و امامت اور امارت کے فرائض بھی آپ ہی نے انجام دیئے ــــــ بقول حافظ الحدیث علامہ ابن حجر عسقلانیؒ یہ ایسی فضیلت ومنقبت ہے جسے سیدنا یزید بن معاویہؒ کی "کتاب الفضائل" سے ہرگز نہیں کھرچا جاسکتا۔

۲ ــــ نبی کریم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کے بہت سے اکابر صحابہؓ کے علاوہ حضرت ابوایوب انصاریؓ کی طرح سیدنا یزیدؒ نے بھی اس مہم میں شمولیت و شرکت خالصۃً "بشارت نبوی" حاصل کرنے کی خاطر اختیار فرمائی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳ ۔ کئی مہینے جاری رہنے والی اس جنگی کارروائی کے دوران حضرت حسینؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سمیت تمام صحابہؓ اور دیگر سارے مجاہدین نے امیر یزیدؒ کے زیرِ قیادت اور تابعِ فرمان رہ کر جہاد جیسا دینی فریضہ انجام دے کر ۔۔۔ اور ان ہی کی امامت و پیشوائی میں مسلسل فرائض پنجگانہ ادا کرکے، سیدنا یزیدؒ کی مومنانہ قیادت و صلاحیت پر مُہرِ تصدیق ثبت فرمائی، جسے بعد میں آنے والے "تقیہ باز" یہودیوں، مجوسیوں کے اڑائے ہوئے روایاتی گرد و غبار کے ذریعہ دھندلا نہیں کیا جا سکتا۔

۴ ۔ جہاد قسطنطنیہ کے دوران سیدنا ابو ایوب انصاریؓ کی بیماری، وصیت، وفات اور تدفین کے سلسلہ میں مسلم اور سبائی سارے مؤرخین کی بیان کردہ تفصیلات، سیدنا یزیدؒ کی سعادت، جرأت اور فضیلت کا ایسا محکم اور ناقابل تردید ثبوت ہی نہیں، جسے حد درجہ دشمنی و عداوت کے باوجود سبائی وروافض بھی چھپانے کی قدرت نہیں رکھتے ۔۔۔ بلکہ قلعۂ قسطنطنیہ کے دامن میں میزبانِ رسول صلوٰۃ اللہ وسلامہٗ علیہ کا پرہجوم مزار آج بھی مجاہدِ قسطنطنیہ سیدنا یزیدؒ کی فلک بوس عظمتوں اور رفعتوں کا کھلے بندوں اعلان کر رہا ہے، لیکن ؎

آنکھیں اگر ہیں بند تو پھر دن بھی رات ہے
اس میں بھلا قصور ہے کیا آفتاب کا

جہاد قسطنطنیہ اور بشارتِ مغفرت کے سلسلہ میں اس سیر حاصل گفتگو کے بعد اگرچہ کسی حق پرست اور انصاف پسند شخص کے لئے مزید تفصیل و قیل و قال کی ضرورت نہیں۔ لیکن چونکہ بعض سرپھروں اور بیمار طبیعت عناصر نے اس واضح اور اٹل تاریخی حقیقت ہی نہیں ۔۔۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وأصحابہ وسلم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی دی ہوئی بشارت و پیشین گوئی کو ڈائنامیٹ اور سبوتاژ کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور صرف کرنے کی ناکام و نامبارک کوشش کی ہے، اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ لگے ہاتھوں اس جانب بھی توجہ کرتے چلیں ؎

امیر جمع ہیں احباب حالِ دل کہہ لے
پھر التفاتِ دلِ دوستاں رہے نہ رہے

اشکال ـــــــ یہ کیا گیا ہے کہ اول تو اس مغفرت یافتہ لشکر میں یزید بن معاویہؓ نے شرکت ہی نہیں کی تھی ـــــــ اور اگر شرکت کی بھی تو کیا ضروری ہے کہ ہر ہر شریک مغفرت و بخشش کا مستحق ہی ہو ـــــــ اور اگر یزیدؒ بن معاویہؓ کو مغفرت یافتہ مان لیا جائے تو پھر بھی یہ مغفرت صرف جہاد قسطنطنیہ تک محدود رہے گی، اس لئے ہو سکتا ہے کہ بعد میں پیش آمدہ بدلے ہوئے حالات و کوائف کی وجہ سے، مغفرت و جنت کا یہ پروانہ صرف منسوخ اور کینسل ہی نہیں، بلکہ جہنم سے بھی کر دیا گیا ہو۔ بہر حال نبی کریم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کی پیشگوئی و خوشخبری کے باوجود یزیدؒ بن معاویہؓ کو کسی بھی صورت میں مغفرت یافتہ اور جنتی قرار نہیں دیا جا سکتا۔"

یہ ہے وہ اشکال جو بعض معاصرین، دانائے امت، مفکر ملت ـــــــ بقلم خود مؤرخ ـــــــ اور بیشہ در ذاکر نما واعظوں نے، گرتی ہوئی سبائی دیواروں میں مرمت کے طور پر اٹھایا ہے۔ لیکن وہ یاد رکھیں کہ انقلابی علم و فکر کی روز افزوں روشنی کے اس دور میں، ان بوسیدہ و کرم خوردہ سہاروں کو اب ان شاء اللہ العزیز تادیر قائم نہیں رکھا جا سکتا وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا ؎

آثار سحر کے پیدا ہیں اب رات کا جادو ٹوٹ چلا
ظلمت کے بھیانک ہاتھوں سے تنویر کا دامن چھوٹ چلا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب اول ـــ سیدنا یزیدؒ کی شرکت جہاد سے متعلق۔ صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۱۵۸ باب صلوٰۃ النوافل جماعۃً۔ والی صاف وصریح روایت اور علامہ قسطلانیؒ، حافظ ابن حجر عسقلانیؒ، علامہ بدر الدین عینیؒ، شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ، امام ذہبی، حافظ ابن کثیر رحمہم اللہ ـــ اور شیعہ مؤرخ علامہ ابن جریر طبری وغیرہ محدثین ومورخین کی وہ عبارات جو ہم گذشتہ اوراق میں درج کر آئے ہیں، انہیں ایک مرتبہ پھر بغور دیکھ لیا جائے۔ اشکال کے اس حصہ کے سلسلہ میں وہ کافی، وافی اور شافی ثابت ہوں گی ـــ اس لئے اس موضوع پر مزید تفصیل کی ضرورت نہیں۔

جواب دوم ـــ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب قسطنطنیہ میں جس طرح حضرت ابو ایوب انصاریؓ وغیرہ صحابہ کرام نے حصول مغفرت کی غرض سے شمولیت فرمائی تھی، بالکل اسی طرح حضرت یزیدؒ نے بھی "حدیث مغفرت" کے پیش نظر خلوص دل سے نہ صرف شرکت فرمائی، بلکہ امارت کے فرائض بھی بحسن وخوبی انجام دیئے ـــ

ـــ اِنَّ یزید غزا القسطنطینیۃ لاجل ھذا الحدیث (منہاج السنہ ج ۲ ص ۲۵۲)

ـــ اگر سیدنا یزیدؒ کا مقصود "حصول مغفرت" نہ ہوتا تو اس گرم موسم میں راحت وآرام اور وطن چھوڑ کر اتنے دور دراز علاقے میں سفر وجہاد کی صعوبتیں کیوں برداشت کرتے۔

ارشاد ربانی ہے:۔

وَمَن یَخرُج مِن بَیتِہٖ مُھَاجِراً اِلَی اللّٰہِ وَرَسُولِہٖ ثُمَّ یُدرِکہُ المَوتُ فَقَد وَقَعَ اَجرُہٗ عَلَی اللّٰہِ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوراً رَّحِیماً ط (نساء: پ ۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"جو شخص اپنے گھر سے وطن چھوڑ کر اللہ اور اس کے رسول کی طرف نکلے، پھر اسے موت آجائے۔ تو اس کا اجر و ثواب اللہ کے ذمہ ثابت ہو چکا۔ اور اللہ بخشنے والے مہربان ہیں"

آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ جو مسلمان خلوص نیت کے ساتھ ہجرت یا جہاد فی سبیل اللہ کے لئے اپنا وطن چھوڑ کر، گھر سے نکل کھڑا ہو۔ اب اگر وہ منزل تک نہ بھی پہنچ سکے پھر بھی اللہ کی طرف سے اجر و ثواب اور رحمت و مغفرت کا حقدار ہوگا۔ بنابریں نبی اکرم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل میں، آپؐ ہی کی بیان فرمودہ بشارتِ مغفرت حاصل کرنے کی نیت سے قسطنطنیہ پر پہلی بار جہاد فی سبیل اللہ کرنے والے لشکر کے امیر اور سالار، سیدنا امیر یزیدؒ کس دلیل سے مغفرت و بخشش کے مستحق قرار نہیں دیئے جا سکتے۔

جواب سوم ——— علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:-

ثم كان امير الجيش الثاني يزيد بن معاوية في غزوة القسطنطينية .... وهذا من اعظم دلائل النبوة۔ (البداية والنهاية ج۸ص ۲۲۹)

"دوسرے لشکر کے سپہ سالار قسطنطنیہ کے جہاد میں، امیر یزیدؒ بن معاویہؓ تھے .... اور یہ پیشین گوئی دلائل النبوۃ میں سے ہے"

مزید تحریر فرماتے ہیں:-

والغزوة الثانية غزاة قسطنطينية مع اول جيش غزاها وكان اميرها يزيد بن معاوية بن ابي سفيان .... وكان معهم ابو ايوب خالد بن زيد الانصاري فمات هنالك رضي الله عنه وارضاه .... فهذا الحديث فيه

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ثلاث آیات من دلائل النبوۃ ، الاخبار عن الغزو ثانیا و الاخبار عن المرأۃ بانہا من الاولین ولیست من الآخرین وکذلک وقع صلوات اللہ وسلامہ علیہ ۔

(البدایہ والنہایہ ج۶ ص ۲۲۳)

" دوسرے غزوے سے مراد غزوۂ قسطنطنیہ ہے ۔ جو امیر یزیدؒ بن معاویہؓ بن ابی سفیانؓ کی زیر قیادت لشکر کے ذریعہ قسطنطنیہ پر پہلی چڑھائی کی صورت میں درپیش ہوا ۔۔۔ ان کے ساتھ حضرت ابوایوب خالد بن زید انصاریؓ بھی شریک جہاد تھے ۔ ان کا وہیں انتقال ہوا ۔ اس حدیث میں نبوت کی تین نشانیاں (دلائل نبوت) پائی جاتی ہیں ۔

اوّل ۔۔۔ قبرص اور قسطنطنیہ پر دو جہادوں کا اظہار و اعلان کرنا ۔

دوئم ۔۔۔ حضرت ام حرامؓ کو پہلے لشکر میں شمولیت کی اطلاع دینا ۔

سوم ۔۔۔ ان ہر دو غزوات کا حسب فرمان نبویؐ واقع ہونا ۔ "

مندرجہ بالا تاریخی عبارات سے ثابت ہوا کہ رومی دار السلطنت قسطنطنیہ پر پہلی چڑھائی کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہ وسلم کا زیر بحث ارشاد گرامی اور اس جہاد کے مناظر بحالت خواب مشاہدہ فرما کر زبان وحی ترجمان سے تمام مجاہدین کے لئے " مَغْفُورٌ لَّهُمْ " جیسی انمول خوشخبری کا اعلان فرمانا ۔ ایک عظیم ترین پیشین گوئی ہے جو اس اعلان ۸ھ ہجری کے بر سوں بعد ۴۹ھ ہجری میں سیدنا معاویہؓ کی خلافت راشدہ کے دور میں ان کے فرزند سیدنا یزیدؒ کے ہاتھوں پوری ہوئی بلاشبہ حدیث مغفرت میں بیان کردہ پیشگوئی بقول علامہ ابن کثیرؒ دلائل نبوت میں سے ہے ، جس کا حسب فرمان نبویؐ واقع ہونا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہ وسلم کی صداقت وحقانیت کا واقعاتی ثبوت ہے ۔۔۔ بنابریں اس میں وارد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

واردشدہ مغفرت بخشش کو بعض شرکاء تک محدود کر کے بعض کو محروم سمجھنا، ارشادِ رسول ﷺ کی تحریف و توہین کے مترادف اور انکارِ نبوت کو مستلزم ہے ــــــ بھلا یہ کیونکر ممکن ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم تو بلا استثناء تمام شرکاءِ لشکر کو مغفرت یافتہ فرمائیں اور یہ سبائی ناقوس بردار، کسی عام شریک ہی کو نہیں بلکہ اس جنتی فوج کے قائد، امیر اور سپہ سالار، سیدنا یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہما کو مغفرت سے محروم قرار دیکر دلیلِ نبوت کے استخفاف و انکار پر آمادہ ہیں۔ حالانکہ پیشین گوئی کے الفاظ میں کسی قسم کی تخصیص و تعیین کی گنجائش کا امکان نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ نے بشارتِ مغفرت میں تعمیم کا کھلے بندوں یوں اظہار فرمایا ہے کہ:-

"چونکہ لشکر عددِ معین کو کہا جاتا ہے اس لئے اس فوج کا ہر ہر فرد بشارتِ مغفرت میں شریک ہے" (منہاج السنہ ج ۲ ص ۲۵۲)

حاصل یہ کہ سیدنا یزیدؒ ــــــ شریکِ جہاد بلکہ امیر المجاہدین ہونے کی وجہ سے مغفرت و رحمت کے دوسروں سے کہیں زیادہ مستحق ہیں۔ انہیں بشارتِ مغفرت سے خارج اور محروم خیال کرنے والوں کو اپنے ایمان بالرسالت پر نظرِ ثانی کرنا چاہیے۔

جوابِ چہارم جہادِ قسطنطنیہ کے متعلق بشارتِ مغفرت چونکہ ایک پیشین گوئی ہے اس لئے مناسب ہوگا کہ اس سلسلہ میں مزید کچھ عرض کرنے سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کی پیشین گوئیوں کے بارے میں غور کرتے چلیں کہ ان کی کیا حیثیت ہے؟

ہمارا ایمان ہے کہ نبی صادق صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کی پیشین گوئیوں کو نجومیوں جوتشیوں اور قیافہ شناسوں کی ان پیشگوئیوں کے مماثل قرار دینا قطعاً غلط ہے جو محض تخمین یا اٹکل کا نتیجہ ہوا کرتی ہیں، جو کبھی درست ثابت ہوتی ہیں اور کبھی غلط۔ نیز ضرورت پڑنے پر دور از عقل تاویلات کر کے یا پھر اضافی قیود و شرائط لگا کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انہیں درست ثابت کرنے کی خواہ مخواہ کوششیں کی جاتی ہیں ــــ حَاشَا وَکَلَّا ــــ نبی کریم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کی بیان فرمودہ پیشین گوئیوں کے بارے میں ایسا سوچنا غلط اور بے بنیاد ہی نہیں، سراسر ایمان کے منافی بھی ہے۔ رسول مکرم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کی پیشین گوئیاں اٹکل پچو، اور محض اندازے اور قیافے کی بنیاد پر نہیں ہیں۔ بلکہ آپ نے کوئی بھی فیصلہ کن اطلاع بلا وحی آسمانی نہیں دی۔ آئندہ سے متعلق جو بھی صریح اور محکم خبر آپ کی زبان صدق سے صادر ہوئی وہ اللہ رب العزت کے دیئے ہوئے اس یقینی وقطعی علم کی روشنی میں تھی جس میں نہ کسی قسم کے کذب اور جھوٹ کا امکان ہے اور نہ ہی غلطی کا احتمال۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحٰى۔

بنابرایں بلاخوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل سکتا ہے سمندر اپنا رخ موڑ سکتا ہے۔ نظام شمسی وقمری میں خلل واقع ہو سکتا ہے، لیکن نبی صادق صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کی مبارک وپاکیزہ زبان سے نکلی ہوئی کوئی بھی پیشین گوئی نہ جھوٹی اور غلط ہو سکتی ہے اور نہ ہی من چاہی شرائط لگا کر اسے زمانہ ساز تاویلات کی سان پر چڑھایا جا سکتا ہے۔

یہاں یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہئے کہ قرآن وسنت میں دو قسم کی پیشین گوئیاں بیان کی گئی ہیں:۔

پہلی قسم ــــ وہ جن میں بعض اعمال وافعال کو پیشین گوئی کا مدار قرار دے کر بتلایا گیا کہ جس کسی نے فلاں عمل اختیار کیا تو وہ جنت کا مستحق ہوگا اور جس نے فلاں کام کیا وہ جہنم میں جائے گا۔ اس قسم کی پیشین گوئیوں کا تعلق چونکہ افعال و اعمال سے ہوتا ہے اس لئے ان میں کسی وقت یا شخص کی قید نہیں ہوا کرتی، بلکہ ان کی حیثیت دائمی وعمومی ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر پڑوسی کی مدد کرنے یا قرضدار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا قرضہ ادا کرنے پر جنت کی بشارت دی گئی ہے ـــــ اسی طرح ظالم کا ساتھ دینا، یتیموں کا مال اڑا لینا اور پڑوسی کو دکھ پہنچانا وغیرہ ایسے اعمال ہیں جن پر وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان نیک و بد اعمال کا تعلق نہ کسی زمانہ تک محدود ہے اور نہ ہی کسی فرد اور گروہ کے ساتھ مخصوص۔ اس طرح کی پیشین گوئیاں ترغیب و ترہیب کا درجہ رکھتی ہیں، جن کے ذریعہ یہ بتلانا مقصود ہوتا ہے کہ فلاں عمل قابلِ قبول ہے اور فلاں قابلِ ترک۔ اب قیامت تک کوئی بھی شخص ان میں سے کسی عمل کو اختیار کرے گا، وہ اس کے نتیجہ میں بتائے ہوئے اچھے یا برے اثرات و ثمرات کا مستحق ہوگا۔ ان عام اور غیر محدود پیشین گوئیوں میں بیان کردہ بشارت کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ اس نیک عمل پر عامل شخص جب تک اس پر عمل کرتا رہے اور اس کے منافی امور کا مرتکب نہ ہو، اس وقت تک وہ بشارت کا حقدار ہوگا اور جب اسے چھوڑ دے یا اس کے خلاف عمل پیرا ہو جائے تو وہ اس بشارت کے استحقاق سے محروم قرار دیا جائے گا۔ کیونکہ اس قسم کی بشارات کا دار و مدار خاص عمل پر تھا جب وہ ہی نہ رہا تو بشارت کیسی۔

دوسری قسم کی پیشین گوئیاں وہ ہیں جن کا تعلق مخصوص زمانہ اور متعین افراد اور گروہوں سے ہے، مثال کے طور پر قرآن مجید نے ابولہب کا نام لے کر جہنمی قرار دیا ـــــ یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اپنے چچا ابو طالب عبد مناف کے بارے میں کہا کہ انہیں جہنمی جوتے پہنائے جائیں گے جس سے ان کا دماغ ابلتے پانی کی طرح کھولتا ہوگا ـــــ یا ایک مجاہد (قزمان) کے متعلق حضور علیہ السلام نے دوزخی ہونے کی اطلاع دی، حالانکہ وہ حد درجہ پامردی و شجاعت کے ساتھ کافروں کے مقابلہ میں برسر پیکار تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو خبر دی کہ یہ شخص دینی جذبہ سے نہیں بلکہ قومی عصبیت میں لڑ رہا ہے اور یہ خودکشی کر کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مرے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جنگ میں لگے ہوئے زخموں کی تاب نہ لا کر اس نے خودکشی کر لی۔

اس قسم کی پیشین گوئیاں چونکہ کسی فعل کے ساتھ وابستہ نہیں ہوتیں بلکہ ان میں بیان کردہ بشارات اور وعیدوں کا تعلق مشخص و متعین افراد سے ہوا کرتا ہے، اس لئے ان میں نہ کسی چون وچرا کی گنجائش ہے اور نہ ہی کسی استثنائی گفتگو کی کھپت، بلکہ اس طرح کی تمام بشارات وغیرہ کو بالکل اسی طرح قبول و تسلیم کرنا لازمی ہے جس طرح رسول مکرم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم نے بیان فرمائی ہیں۔

مجاہدینِ قسطنطنیہ کے بارے میں جس بشارت و خوشخبری پر گفتگو ہو رہی ہے وہ اس دوسری ہی قسم میں داخل ہے ـــــ اس سلسلۂ کلام کے شروع میں نقل کردہ حضرت امِ حرام رضؓ والی صحیح بخاری کی روایت ایک مرتبہ پھر بغور ملاحظہ فرمالیں، جس سے واضح طور پر معلوم ہوگا کہ حدیثِ مغفرت میں خاص وقت اور مخصوص گروہ کے حق میں جنت کی بشارت دی گئی ہے، تو گویا نبی مکرم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم نے قسطنطنیہ پر پہلی بار چڑھائی کرنے والے لشکر میں شریک تمام مجاہدین کو جنت و مغفرت کے لئے نامزد فرما کر اس بات کا اعلان فرما دیا کہ ان مجاہدین میں سے کوئی ایک شریک بھی زندگی کے مرحلہ میں کسی ایسے فعل کا مرتکب نہ ہوگا جس سے اس مغفرتِ والی پیشین گوئی کی سچائی و صداقت خطرے میں پڑ جائے، یہی وجہ ہے کہ حدیث میں مجاہدین کی مغفرت کے لئے کسی بھی طرح کی کوئی شرط عائد نہیں کی گئی، بلکہ غیر مشروط طور پر فرمایا گیا کہ:۔

"میری امت کا وہ پہلا لشکر مغفرت یافتہ ہے جو پہلی مرتبہ قسطنطنیہ پر حملہ آور ہوگا"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اب اس صاف و صریح اور نامزد پیشین گوئی کے ذریعہ حاصل شدہ مغفرت سے امیر لشکر سیدنا یزیدؒ یا کسی دوسرے مجاہد کو کیونکر خارج کیا جا سکتا ہے ـــــ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کی غیر مشروط اور لشکر کے ایک ایک فرد کو شامل بشارت میں اپنی طرف سے طرح طرح کی شرائط کا اضافہ کر کے، یا اپنی خواہش کے بل پر حاملینِ بشارت میں قطع و برید کرنے کے بعد بھی ارشادات نبوی پر ایمان کا دعویٰ کیا جا سکتا ہے۔ بھلا یہ کیونکر ممکن ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم تو اللہ سے وحی پا کر اعلان فرمائیں کہ قسطنطنیہ پر پہلا جہاد کرنے والے تمام افراد مغفرت یافتہ ہیں۔ اور ایمان کا دعویٰ رکھنے والا کوئی شخص یہ کہے کہ قسطنطنیہ پر چڑھائی کرنے والے اس جنتی لشکر کے امیر اور سپہ سالار سیدنا یزیدؒ ہی اس مغفرت میں داخل و شامل نہیں ـــــ کیونکہ اس جہاد کے بعد ان کے احوال بدل گئے تھے۔ اس لیے امیر یزید بن معاویہؓ جہاد قسطنطنیہ تک تو بشارت کے حقدار تھے لیکن اس کے بعد وہ بشارت و مغفرت کے مستحق نہ رہے۔

ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کی پیشین گوئیاں عام انسانوں، نجومیوں اور اٹکل پرستوں کی طرح ہرگز نہیں ـــــ آپ نے جو پیشین گوئیاں فرمائیں اور کسی کے دوزخی و جنتی ہونے کا اعلان فرمایا وہ محض اپنے قیافے اور اندازے سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی وحی و ارشاد کے مطابق فرمایا۔ اور چونکہ یہ ایک طے شدہ و مسلمہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ ماضی، حال اور مستقبل کی تمام کیفیات و احوال سے ہر آن باخبر ہے، زمین و آسمان میں کوئی باریک سے باریک چیز بھی اسکے علم سے مخفی و پوشیدہ نہیں۔ وہ نہ صرف ظاہری چیزوں، بلکہ سینوں میں چھپے ہوئے ارادوں اور بھیدوں پر بھی مطلع ہے:

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ (پ ۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس لئے اگر سیدنا یزیدؒ شروع ہی سے بدچلن ہوتے ۔ یا جہادِ قسطنطنیہ کے بعد اُن کے اعمال و احوال اس درجہ متغیر ہونے والے ہوتے کہ انہیں بشارتِ مغفرت ہی سے نکالنا پڑے گا ، تو اس کا سب سے زیادہ علم اللہ تعالیٰ کو ہوتا ۔ پھر وہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کی زبان سے ایسی بشارت ہرگز نہ دلواتے جس کے عموم و شمول میں یزید بن معاویہؓ کی شرکت کا امکان رہ سکتا ، بلکہ بشارت و پیشینگوئی کے الفاظ میں کوئی قید یا شرط ایسی ضرور ہوتی جس سے استثناء کی گنجائش نکل سکتی ، حالانکہ بشارت کے الفاظ میں ایسی کسی شرط کا ذکر موجود نہیں ہے اور اسی لئے قدیم و جدید مؤرخین و محدثین کرام نے اس غیر مشروط بشارت میں جنتی لشکر کے سپہ سالار ، سیدنا یزیدؒ کو واضح طور پر شامل قرار دیا ہے ، جیسا کہ پچھلے اوراق میں نقل کردہ حوالوں میں آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں ۔

- بایں ہمہ اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ امیر یزیدؒ جہاد قسطنطنیہ تک تو مغفرت میں شریک رہے ، لیکن بعد میں حالات کی تبدیلی کے باعث وہ اس مغفرت والی بشارت سے محروم شمار کیے جائیں گے ، تو اس کے معنیٰ یہ ہوئے کہ ایسا شخص درحقیقت کہنا یہ چاہتا ہے کہ :

> اللہ کو معلوم ہی نہ تھا کہ یزیدؒ جیسا غلط آدمی اس لشکر میں شریک ہوگا ۔ یا اس جہاد کے بعد اس کے اعمال و کردار اسقدر بگڑ جائیں گے کہ " بیک بلینی و دو گوش " اسے بشارتِ مغفرت سے نکال باہر کرنے کی ضرورت پڑ جائے گی ، اگر واقعی اللہ کو یہ سب کچھ معلوم ہوتا تو وہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ پیشینگوئی کراتے وقت اس بات کا ضرور خیال رکھتا کہ یزید بن معاویہؓ بشارتِ مغفرت میں کسی طرح سے داخل نہ ہونے پائیں ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذرا ایمان و انصاف سے سوچئے کہ کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ کی جناب میں ایسا فاسد و باطل اور سراسر بے بنیاد، تصور بھی کرسکتا ہے؟ ـــــ اگر یہ ایک واجب القبول حقیقت ہے ـ اور یقیناً ہے، کہ اللہ تعالیٰ گزرے ہوئے زمانوں سے لے کر مستقبل کے آخری کناروں تک ہر ہر بات کا جاننے والا ہے تو پھر لازمی طور پر ماننا پڑے گا کہ جہادِ قسطنطنیہ میں شریک تمام مجاہدین اور ان کے امیر و سپہ سالار، سیدنا یزیدؒ زندگی کے کسی بھی گوشے میں مغفرت والی بشارت سے محروم ہونے والے نہ تھے، ورنہ ناممکن تھا کہ ذرہ ذرہ کائنات سے باخبر اللہ، انہیں اس طرح متعین کرکے اپنے رسول صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کی زبانی مغفرت و بخشش کی خوشخبری سے سرفراز فرماتا۔

جہاز سازی جس طرح سیدنا معاویہؓ نے اپنی خداداد ذہانت و صلاحیت کے ذریعہ اسلامی تاریخ میں سب سے پہلا بحری بیڑہ تیار کرکے اسلامی فتوحات اور جہادی سرگرمیوں کو نیا رُخ دیا ـــــ اسی طرح آپ کے صاحبزادے سیدنا یزیدؒ نے جہاز قسطنطنیہ کے موقعہ پر سب سے پہلی مرتبہ ہوائی جہاز بنواکر نہ صرف مسلمان بلکہ پوری دنیا کو "فضائیہ" سے آشنا کیا۔

چنانچہ مصر کے شیعہ مؤرخ، علی جلال حسینی ـ امریکی رسالہ ایکرنٹ ہسٹری مطبوعہ جولائی ۱۹۲۸ء کے حوالہ سے ہوائی محکمہ ج ـ ک ـ سپیز کی تحقیق اس طرح نقل کرتے ہیں کہ

"قسطنطنیہ کے محاصرہ کرنے والوں میں کسی مسلمان نے ایک ہوائی جہاز تیار کیا تھا لیکن جب اس پر اڑا تو تھوڑی دور تک مسافت طے کرنے کے بعد گر کر مر گیا" (اردو ترجمہ "الحسین" جلد اول ص ۷۸)

امریکی افسر یا شیعہ ناقل نے ہوائی جہاز کی تیاری و ایجاد کو مجاہدین قسطنطنیہ میں سے کسی نامعلوم مسلمان کی طرف منسوب کرکے غالباً اپنے کسی ذہنی خلا کو بھرنے کی کوشش کی ہے ورنہ جہادی سرگرمیوں اور حربی کارروائیوں کے سلسلہ میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدنا یزید کی لگن اور عملی دلچسپیوں کو دیکھتے ہوئے یہ اندازہ لگانا دشوار نہیں کہ قلعۂ قسطنطنیہ کی بلند اور مضبوط فصیل تک رسائی حاصل کرنے کی غرض سے یہ فضائی پروگرام آپ ہی کی ہدایت کے مطابق تیار کیا گیا ـــــ اگرچہ انسانی تاریخ میں سب سے پہلی بار، وقتی و ہنگامی طور پر تیار کیا جانے والا یہ ہوائی جہاز ـ ایک ابتدائی تجربہ تھا جو خاطر خواہ کامیاب نہ ہو سکا ـ تاہم یہ ماننا ہوگا کہ "فضائیہ" کی تدریج میں یہی وہ پہلا اور بنیادی قدم ہے جس کی پیشقدمی کا شرف اسلامی بحریہ کے بانی و موجد سیدنا معاویہؓ کے قابلِ فخر فرزند سیدنا حضرت یزیدؒ کو حاصل ہے ـ

امارت حج جہادِ قسطنطنیہ سے فراغت کے بعد، ۵۱ھ و ۵۲ھ اور ۵۳ھ ہجری میں تین سال مسلسل سیدنا یزیدؒ نے امیر الحج کی حیثیت سے لوگوں کو حج کرائے علامہ حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں :ـ

حج بالناس یزید بن معاویۃ فی سنۃ احدی وخمسین وثنتین وخمسین وثلاث وخمسین ـ (البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۲۹)

"امیر یزیدؒ بن معاویہؓ نے ۵۱ - ۵۲ - ۵۳ ہجری میں لوگوں کو حج کرایا"

شیعہ مؤرخ ابن جریر طبری نے بھی ۵۱ھ ہجری کے احوال میں سیدنا یزیدؒ کی امارتِ حج کا اس طرح تذکرہ کیا ہے:

"حج بالناس فی ھذہ السنۃ یزید بن معاویۃ

(طبری طبع مصر ج ۶ ص ۱۶۱)

"امیر حج یزید بن معاویہؓ ـــــ اس سال یزید بن معاویہؓ نے لوگوں کے ساتھ حج کیا ـ (تاریخ طبری اردو ج ۵ ص ۱۳۰)

امارت حج کا منصب صرف سیاسی و انتظامی حیثیت ہی سے نہیں ـ دینی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

و مذہبی اعتبار سے بھی بڑی اہمیت کا حامل ہے ـــــ فتح مکہ کے بعد ۹ ہجری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ و اصحابہ وسلم نے اپنے نائب بطور سیدنا ابوبکر صدیقؓ کو امیرالحج مقرر فرمایا ـــــ ۱۰ ہجری، حجۃ الوداع کے موقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم نے بذات خود امارتِ حج کے فرائض انجام دیئے۔ حضرات خلفائے راشدین، سیدنا ابوبکر صدیقؓ، سیدنا عمر فاروقؓ اور سیدنا عثمان ذوالنورینؓ اپنے اپنے عہدِ خلافت میں تقریباً ہر سال امیرالحج کی حیثیت سے مکہ معظمہ تشریف لاتے رہے، البتہ جس سال حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت واقع ہوئی، اس سال آپ نے عجمی شورشوں اور ہنگامی آرائی کے پیش نظر سیدنا عبداللہ بن عباسؓ کو امیرِ حج بنا کر روانہ کیا اور انہوں نے خلیفۂ راشد حضرت عثمانؓ کی طرف سے نائب ہو کر امارت حج کی ذمہ داریاں ادا کیں۔ سیدنا علیؓ کو اپنے پورے آزمائشی عہد میں ایک بار بھی خود حج کے لئے آنے کا موقعہ نہ مل سکا ـــــ علامہ ابن کثیرؒ ۸/۱۳۳ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا معاویہؓ نے اپنے بیس سالہ دورِ خلافت میں دو مرتبہ خود امارتِ حج کے فرائض انجام دیئے اور بقیہ برسوں میں آپ کے نائبین نے یہ مقدس فریضہ انجام دیا۔ چنانچہ تین سال متواتر سیدنا یزیدؒ نے بھی امیرالمومنین معاویہؓ کے نائب بطور امیرالحج کے منصب پر فائز رہ کر لوگوں کو فریضۂ حج ادا کرایا۔

قسطنطنیہ پر جہادی مہم کے بعد، تین سال مسلسل امارتِ حج جیسے اہم اور مقدس منصب پر فائز رہنا سیدنا یزیدؒ کی سیاسی و دینی صلاحیت و صالحیت کا ایسا منہ بولتا ثبوت ہے، جس کے سامنے عجمی منافقوں اور نقاب پوش مجوسیوں کی طرف سے آپ پر لگائے گئے تمام الزامات تارِ عنکبوت ہیں۔ اگر بقول منافقینِ عجم، سیدنا یزیدؒ کے کردار میں کوئی خامی و خرابی ہوتی جس کے سبب آپ اپنے ہم عصر لوگوں کی نگاہ میں غیر صالح اور ناپسندیدہ ہوتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو حضرات صحابہ اور دیگر تابعین جہاد قسطنطنیہ میں آپ کی قائدانہ صلاحیت اور اس کے بعد تین سال تک متواتر آپ کی زیر قیادت حج جیسا اہم اسلامی رکن ادا کر کے آپ کی دینی صالحیت پر کیوں مہر تصدیق ثبت کرتے ــــ قائدِ جہادِ قسطنطنیہ و امیرِ حج سیدنا یزیدؒ کے دامن پر سبائی فنکاروں کے لگائے ہوئے داغ، دھبوں کو مان کر ان بے شمار صحابہ اور قرنِ اول کے تابعینؒ کی عظمت کا تحفظ کیسے ممکن ہے جنہوں نے ان موقعوں پر آپ کی ہدایات پر عمل کیا۔ آپ کی قیادت میں مناسکِ حج ادا کئے۔ آپ کے مواعظ و خطبات میں بالالتزام حاضر رہے اور آپ ہی کی امامت میں صلاۃِ پنجگانہ پڑھیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ولی عہدی

- پس منظر
- سبائی افتراق انگیزی
- حضرت مغیرہؓ کی تحریک
- نمائندہ اجلاس
- اجماعی بیعت
- امہات المؤمنینؓ
- اصحاب عشرہ مبشرہؓ
- اصحاب بدرؓ
- اصحاب بیعت رضوانؓ
- دیگر صحابۂ کرامؓ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ولی عہدی

پس منظر خلیفۂ سوم، دامادِ نبی، رفیق رسول، سیدنا حضرت عثمان ذوالنورینؓ کی مظلومانہ اور دردناک شہادت کے بعد بلوائیوں اور قاتلوں نے سوچے سمجھے پروگرام کے ماتحت، اپنے اثر و طاقت کے بل پر حضرت علیؓ کی خلافت کے قیام کا اعلان کیا۔ اور اہلِ مدینہ کے معزز و محترم حضرات کو زبردستی بیعت کرنے پر مجبور کیا گیا ـــــ سیدنا علیؓ کے ہاتھ پر سب سے پہلے مالک اشتر نامی ایک شخص نے بیعت کی، جو سیدنا امام مظلوم حضرت عثمانؓ کے خلاف شورش و ہنگامۂ قتل میں پیش پیش تھا۔

مشہور مصری مؤرخ علامہ خضری بک تحریر فرماتے ہیں:۔

"کوفیوں کا کہنا ہے کہ حضرت علیؓ کے ہاتھ پر سب سے پہلے اشتر نے بیعت کی"

(محاضرات تاریخ الامم الاسلامیہ مطبوعہ مصر ج ۲ ص ۴۸)

شیعہ مؤرخ ابن جریر طبری لکھتے ہیں کہ:۔

"لوگ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر لائے، حضرت علیؓ نے ان سے فرمایا تم بھی بیعت کرو۔ حضرت سعدؓ نے فرمایا جب سب لوگ بیعت کرلیں گے تو میں بھی بیعت کرلوں گا ــــــــــــــــــــ

اس کے بعد لوگ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو پکڑ کر لائے جب حضرت علیؓ نے ان سے بیعت کے لئے کہا تو انہوں نے بھی وہی جواب دیا جو حضرت سعدؓ نے دیا تھا۔ اس پر حضرت علیؓ نے ان سے فرمایا کہ اپنا کوئی ضامن پیش کرو۔ ابنِ عمرؓ نے فرمایا میرے پاس کوئی ضامن نہیں ہے۔ اشتر نخعی نے کھڑے ہوکر عرض کیا مجھے اجازت دیجئے کہ میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کی گردن اتار دوں " (تاریخ طبری اردو ج ۳ ص ۲۸)

یہی علامہ طبری صاحب مزید لکھتے ہیں کہ :-

"جب لوگوں نے حضرت علیؓ کی بیعت کی تو انہوں نے حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ کو بلوایا۔ طلحہؓ نے بیعت سے پس وپیش کیا۔ مالک اشتر نخعی تلوار کھینچ کر کھڑا ہو گیا اور بولا خدا کی قسم اے طلحہ! یا تو تُو بیعت کر لے ورنہ میں یہ تلوار تیری پیشانی میں بھونک دوں گا ـــــ اس کے بعد انہوں نے علیؓ کی بیعت کی پھر زبیرؓ نے بیعت کی" (تاریخ طبری ج ۴ ص ۲۹)

حضرت علیؓ کی خلافت کے انعقاد میں ان شر پسند بلوائیوں کی شرکت وتسلط اور پھر حصول بیعت کے لئے نہ صرف عام لوگوں بلکہ اکابر صحابہؓ تک پر اس قدر شدت وسختی کا نتیجہ یہ نکلا کہ حضرات صحابہ کی بڑی تعداد اور امت مسلمہ کی ناقابل تسخیر اکثریت نے حضرت علیؓ کی بیعتِ خلافت سے کنارہ کشی اختیار کر لی ـــــ اور پھر نوبت یہاں تک جا پہنچی کہ آپ کا ساڑھے چہار سالہ دورِ اندرونی خلفشار، طوائف الملوکی اور حصول واستحکام حکومت کے لئے کشت وخون اور قتل وغارت گری کی نذر ہو گیا ـــــ خدمتِ دین، اسلامی فتوحات، تمکین فی الارض، باہمی الفت وبھائی چارگی اور امن واطمینان کی وہ تمام نعمتیں خانہ جنگیوں کی بھینٹ چڑھ کر رہ گئیں جو حضرات خلفائے ثلاثہؓ کے عہد مبارک میں مسلمان قوم کو حاصل تھیں۔ اور جنہیں آیتِ استخلاف میں خلافتِ راشدہ کے لازمی شرائط اور خصوصی اوصاف کے طور پر بیان کیا گیا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○ (پ ۱۸ سورۂ نور)

"تم میں سے جو لوگ ایمان لائیں اور نیک عمل کریں ان سے اللہ وعدہ کرتا ہے کہ انہیں زمین میں خلافت عطا کرے گا جیسا کہ ان سے پہلوں کو دے چکا ہے اور جس دین کو ان کے لئے پسند کیا، اسے ان کے واسطے قوت دے گا۔ اور ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا (بشرطیکہ) وہ میری عبادت کرتے رہیں، میرے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں، اور جو اس کے بعد بھی انکار کریں وہ ہی لوگ نافرمان ہیں۔"

بقول، امام الہند، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ؒ:

مقاتلاتِ وے برائے طلب خلافت بود نہ بجہت اسلام

(ازالۃ الخفا ج ۲ : ص ۲۹۸)

"یعنی آپ کی تمام جنگیں طلبِ خلافت کے لئے ہوئیں نہ کہ اسلام کی خاطر"

چنانچہ سیدنا علیؓ کے عہد حکمرانی میں نہ کفار سے جہاد ہوئے۔ اور نہ ہی اسلامی فتوحات و خدمات میں کسی قسم کا اضافہ ہو سکا، البتہ سبائی منافقین کے بپا کردہ شرور و فتن سے بھرے دور میں تین مرتبہ ہلاکت خیز خانہ جنگیوں کا مظاہرہ ہوا جن میں پانی کی طرح بہائے جانے والا "مسلم خون" آج بھی فریاد کناں ہے ____

بِاَیِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ ۔

جمادی الآخرہ ۳۶ھ ہجری جنگ جمل کے موقع پر ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا کے قافلہ پر شب خون کے ذریعہ جنگ مسلط کی گئی جس کے نتیجہ میں تیرا ہزار آدمی قتل ہوئے ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صفر ۳۷ ہجری میں صفین کے مقام پر کاتب وحی سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے خلاف فوج کشی کی گئی، جس میں ستر ہزار انسانوں کا خون بہا۔ ۳۹ ہجری کو جنگ نہروان ہوئی، جس میں برادر کشی سے تنگ آئے ہوئے، جنگ سے کنارہ کش ان ڈھائی ہزار سے زائد افراد کو بقول علامہ طبری ارسٹھ[۲۸] ہزار کی علوی فوج نے موت کے گھاٹ اتار دیا، جنہیں عام طور پر خوارج کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ لیکن اس قدر عظیم خونریزی اور بے مہابا قتل عام کے باوجود حکومت و خلافت کو استحکام نہ مل سکا اور نہ ہی مسلمانوں کو اجتماعیت و سکون کی دولت نصیب ہو سکی۔ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ ارقام فرماتے ہیں:۔

فان کثیرا من المسلمین اما النصف واما اقل او اکثر لم یبایعوہ ولم یبایعہ سعد بن ابی وقاص ولا ابن عمر ولا غیرھما (منہاج السنہ ج۲ ص ۲۳۷)

"مسلمانوں کی کثیر تعداد نے یعنی نصف ملت نے یا اس سے کچھ کم یا کچھ زیادہ نے ان کی بیعت نہیں کی۔ نہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ نے بیعت کی اور نہ حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ نے اور نہ کسی دوسرے نے"

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ مزید لکھتے ہیں:۔

فان الثلاثۃ اجتمعت الامۃ علیھم فحصل بھم مقصود الامامۃ وقوتل بھم الکفار وفتحت الامصار وخلافۃ علی لم یقاتل فیھا کافر ولا فتح مصر وانما کان السیف بین اھل القبلۃ

(منہاج السنہ ج۱ ص ۱۴۵)

"حضرات خلفائے ثلاثہ (حضرت ابوبکر رضؓ، حضرت عمر رضؓ اور حضرت عثمان رضؓ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی خلافت پر پوری امت کا اتفاق و اجتماع تھا، اس لئے ان کے ذریعہ خلافت کا مقصود حاصل ہو گیا تھا، ان کے زمانہ میں کفار سے جہاد ہوئے، اور بہت سے شہر فتح کئے گئے، بخلاف حضرت علیؓ، کہ ان کے دور میں نہ کافروں سے جہاد ہوا، نہ ہی کوئی علاقہ فتح ہو سکا، بلکہ مسلمانوں ہی میں تلوار چلتی رہی۔"

ایک اور مقام پر یوں تحریر فرماتے ہیں:۔

لم یظهر فی خلافته دین الاسلام بل وقعت الفتنة بین اهله وطمع فیهم عدوهم من الکفار والنصاریٰ والمجوس بالشام والمشرق۔

(منہاج السنہ ج ۲ ص ۱۳۸)

"حضرت علیؓ کے دور میں دین اسلام کو شوکت و عظمت نہ مل سکی، بلکہ مسلمانوں ہی میں فتنہ و فساد برپا رہا، روم و ایران کے کفار، مجوس اور عیسائیوں کو مسلمانوں کے تباہ کرنے کی طمع پیدا ہوئی۔"

شیعہ مؤرخ علامہ ابن ابی الحدید، اپنے شیخ ابو جعفر الاسکافی سے نقل کرتے ہیں:۔

کان اهل البصرة کلهم یبغضونه وکثیر من اهل الکوفة وکثیر من اهل المدینة واما اهل مکة کانوا یبغضونه قاطبةً وکانت قریش کلها علی خلافه وکان جمهور الخلق مع بنی امیة علیه۔ وروی عبد الملک بن عبد الرحمن بن ابی بکرة قال سمعت علیاً وهو یقول مالقی احد من الناس ما

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لقیت شمہ تبکی۔ (شرح نہج البلاغۃ ابن ابی الحدید بحوالہ تحقیق مزید ص ۹۶)

"بصرے کے تمام اور کوفہ و مدینہ کے اکثر باشندے حضرت علیؓ سے متنفر تھے۔ نیز تمام اہل مکہ ان سے متنفر اور تمام قریش ان کے مخالف تھے۔ غرضیکہ جمہور امت ان کے مقابلہ میں بنی امیہ کے طرفدار تھے۔ عبدالملک بن عمیر، عبدالرحمن بن ابی بکرۃ کا قول نقل کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ انسانوں میں کسی کو بھی وہ برائی پیش نہیں آئی جو مجھے آئی۔ یہ کہہ کر آپؓ رونے لگے"۔

بالآخر ۴۰ھ ہجری میں حضرت علیؓ اپنی ہی سیاسی پارٹی کے ایک رکن عبدالرحمن بن ملجم کے ہاتھوں شہید کر دیئے گئے ____ سیدنا علیؓ نے زخمی ہونے کے بعد اپنے بڑے صاحبزادے سیدنا حسنؓ کو نماز کے لئے اپنا جانشین و نائب مقرر کیا، اس زمانہ میں نماز کی نیابت آئندہ خلافت کے لئے جانشینی خیال کی جاتی تھی۔ شیعہ محقق ملّا باقر مجلسی ایرانی کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ نہ صرف صلاۃ پنجگانہ کی نیابت پر مقرر فرما کر، بلکہ اپنے بعد نامزد خلیفہ کی حیثیت سے واضح اعلان کر کے حضرت علیؓ نے باپ کے بعد بیٹے کی جانشینی و ولی عہدی کا سلسلہ شروع کیا:۔

"کلینی و ابن بابویہ و شیخ مفید و رجملہ محدثین نے بطریق بسیار امام حسن و امام موسیٰ کاظم و سلیم بن قیس ہلالی سے روایت کی ہے کہ وقتِ وصیت جناب امیرؑ نے تمام فرزندوں و اہل بیت اور اپنے مردانِ شیعہ کو جمع فرمایا۔ اور امام حسنؓ کو اپنا خلیفہ مقرر فرمایا"۔

(جلاء العیون اردو ج ۱ ص ۲۶۹، ۳۳۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وفات سے پہلے حضرت علیؓ نے حضرت حسنؓ کو نصیحت کی :-

"میرے مرنے کے بعد حضرت معاویہؓ سے فوراً صلح کر لینا، ان کے امیر المؤمنین ہو جانے سے کراہت محسوس نہ کرنا، کیونکہ ان کو بھی تم نے گنوا دیا تو اختلاف و انتشار کے تلخ ترین نتائج بھگتنا پڑیں گے۔"

(ابن ابی الحدید ج ۳ ص ۳۶ وغیرہ)

تاریخ ابن کثیرؒ میں ہے کہ آپؓ نے صفین سے واپسی کے بعد عام تقریریں بھی یہ کہا تھا کہ :-

ایھا الناس لا تکرھوا امارۃ معاویۃ فانکم لو فقدتموہ رأیتم الرؤس تندر عن کواھلھا کأنھا الحنظل ۔ (البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۳۱)

"اے لوگو! معاویہؓ کی امارت سے کراہت نہ کرنا، کیونکہ اگر تم نے ان کو کھو دیا تو تم دیکھو گے کہ سر اندرائن کی مانند کٹ کٹ کر گریں گے۔"

ایک موقعہ پر آپ نے فرمایا :-

ان معاویۃ سیلی الامر، فواللہ لو سرنا الیہ بالجبال والشجر ما شککت انہ سیظھر، ان اللہ لا معقب لحکمہ ولا راد لقضائہ ۔ (الامامۃ والسیاسۃ ج ۱ ص ۱۶۴)

"حضرت معاویہؓ عنقریب خلیفہ ہو کر رہیں گے، خواہ ہم کتنی ہی پہاڑ اور درختوں جیسی بڑی فوج لے کر ان کے مقابلے کو نکلیں، لیکن وہی غالب رہیں گے، کیونکہ منشائے خداوندی کو ٹالا نہیں جا سکتا۔"

بہرحال سیدنا علیؓ کی نامزدگی اور ہدایت کے مطابق، ان کے انتقال کے بعد اہل کوفہ نے سیدنا حسنؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی ـــــ لیکن حضرت حسنؓ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عجمی مفسدین کی اسلام دشمن رشید دوانیوں اور خاندانِ رسالت کی آڑ میں ان کے انتقامی پروگرام سے باخبر ہو چکے تھے، اس لئے انہوں نے امت کی بہتری و اجتماعیت نیز علوی دور کی سیاست پر مسلط عجمی فتنہ پردازوں کی غیر صالح کارروائیوں کے برے نتائج سے مسلم قوم کے مستقبل کو بچانے کی خاطر، نیز حضرت علیؓ کی آخری وصیت و نصیحت پر عمل کرتے ہوئے اس منشائے خداوندی اور نوشتۂ تقدیر کے سامنے سر خم کر دیا، جس کا اعلان بہ انداز پیشینگوئی جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم نے ان الفاظ میں فرما دیا تھا کہ :-

"رات اور دن کی گردش اس وقت تک ختم نہ ہو گی جب تک کہ معاویہؓ خلیفہ نہ ہو جائیں"۔ (البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۳۱)

چنانچہ چھ ماہ بعد آپ نے جری و امین، کاتب قرآن، سیدنا معاویہؓ بن ابی سفیانؓ کے ہاتھ پر بیعتِ خلافت کر لی، گویا اس طرح حضرت حسنؓ نے اپنے والد بزرگوار حضرت علیؓ سے ملنے والی امانت حضرت معاویہؓ کو اس کا اہل اور امین سمجھ کر ان کے حوالے کر دی۔ اس طرح خلیفۂ ثالث حضرت عثمان ذوالنورینؓ کی شہادت کے بعد سے انتشار و اختلاف اور برادر کشی و خانہ جنگی کی وہ اندوہناک کیفیت ختم ہو گئی، جس سے بددل اور پریشان ہو کر سیدنا علیؓ اپنے لئے موت کی تمنا اور اپنے طرفداروں کے لئے یوں بددعا فرمایا کرتے تھے :-

اللّٰھم انی قد مللتھم وسئمتھم وسئمونی فابدلنی بھم خیرا منھم وابدلھم بی شرا منی، اللّٰھم مث قلوبھم کما یماث الملح فی الماء۔

(نہج البلاغہ، مطبوعہ مصر ج ۱ ص ۶۱)

"اے اللہ! میں نے انہیں ملول اور تنگ کر دیا اور انہوں نے مجھے میرے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لئے ان سے بہتر لوگ بدل دے اور ان کے لئے مجھ سے بدتر شخص بدل دے۔ اے اللہ! ان کے دلوں کو پانی میں گھلتے ہوئے نمک کی مانند پگھلا دے۔"

قاتلکم اللہ لقد ملأتم قلبی قیحاً وشحنتم صدری غیظاً وجرعتمونی نغب التہمام انفاساً، افسدتم علیّ رأیی بالعصیان والخذلان حتی قالت قریش ان ابن ابی طالب رجل شجاع ولکن لا علم لہ بالحرب۔ (نہج البلاغہ ج ۱ ص ۶۶)

"اللہ تمہیں برباد کرے، تم نے میرا دل پیپ اور میرا سینہ غصہ سے بھر دیا اور تم نے مجھے مسلسل غم دیئے اور نافرمانی و نقصان سے میری رائے خراب کی حتی کہ قریش کہنے لگے کہ ابو طالب کا بیٹا (علی) آدمی تو بہادر ہے لیکن جنگی معاملات میں لاعلم ہے۔"

لوددت ان اللہ فرق بینی و بینکم والحقنی بمن ھو احق بی منکم۔ (نہج البلاغہ ج ۱ ص ۲۲۸)

"میری دلی تمنا ہے کہ اللہ مجھے تم سے جدا کر دے اور مجھے ان لوگوں سے ملا دے جو میرے تم سے زیادہ حقدار ہیں۔"

سیدنا حضرت معاویہؓ کی خلافت کے انعقاد پر برسوں سے قائم خانہ جنگی ختم ہو گئی ——— تمام صحابہؓ اور دیگر سب ہی لوگوں نے بلا اختلاف آپ کو خلیفہ برحق اور واجب الاطاعت امام تسلیم کر لیا، اسی مناسبت سے ۴۱ ہجری کا یہ سال اسلامی تاریخ میں "عام الجماعۃ" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

تسخیر و فتوحات اور دینی و ملی خدمات و اصلاحات کا وہ اہم اور بنیادی کام جو امام مظلوم حضرت عثمانؓ کی شہادت سے اب تک بند اور آپس کے نزاع کا شکار ہو گیا تھا۔ حضرت معاویہؓ کی خداداد صلاحیتوں کی نگرانی میں پھر سے شروع ہوا،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

___ مختصر یہ کہ امیر المومنین سیدنا معاویہؓ نے اپنے بیس۲۰ سالہ عہد خلافت میں نہ صرف اسلام اور مسلمان بلکہ انسانیت کو بھرپور فائدہ پہنچایا، تسخیر و جہانگیری اور حکمرانی و جہانبانی کے اعلیٰ ترین مظاہر کے علاوہ آپ نے حق و صداقت، عدل و انصاف اور امن و عافیت کا وہ معیاری نظام قائم کیا جو صرف اس دور کے لئے ہی انفع و انسب نہیں، ہمعصر صحابہؓ و تابعین اور بعد کے اہل انصاف کی تحسین و آفرین کا بجا طور پر مستحق بھی تھا۔

حضرت قبیصہؓ بن جابر اسدی فرماتے ہیں کہ :۔

"میں حضرت معاویہؓ کے ساتھ رہا ہوں، میں نے ان سے بڑھ کر محبوب ذات اور ظاہر و باطن کو یکساں رکھنے والا کسی دوسرے کو نہیں دیکھا۔"

(تاریخ طبری اردو ج۵ ص ۱۷۴)

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ :۔

"میں نے حضرت عثمانؓ کے بعد کسی کو حضرت معاویہؓ سے بڑھ کر حق کا فیصلہ کرنے والا نہیں دیکھا۔" (البدایہ والنہایہ ج۸ ص ۱۳۳)

امام اعمشؒ فرماتے ہیں کہ :۔

"اگر تم حضرت معاویہؓ کا زمانہ دیکھ لیتے تو تم کو معلوم ہوتا کہ حکمرانی اور انصاف کیا چیز ہے ___ لوگوں نے دریافت کیا، آپ ان کے حلم کی بابت کہہ رہے ہیں ؟ تو آپ نے فرمایا، نہیں، اللہ کی قسم ان کے عدل کی بابت کہہ رہا ہوں۔" (العواصم ص ۲۳۳، المنتقی ص ۲۳۳)

برسوں کی خانہ جنگی و انتشار اور جمل و صفین اور نہروان وغیرہ جنگوں میں لاکھ کے قریب مسلمانوں کے اتلاف کے بعد ___ مسلسل جدوجہد اور دن رات جانفشانی سے حاصل شدہ امن و سلامتی، اتفاق و اتحاد و ترقی و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سربلندیٔ اسلام کا یہ مبارک دور سیدنا معاویہؓ کے بعد پھر سیاسی طبع آزمائیوں کی قربانگاہ پر ذبح ہونے کے لئے یونہی چھوڑ دیا جائے یا اس کے قیام و دوام اور تحفظ کے پیش نظر قبل از وقت کوئی ایسا بند و بست کیا جانا چاہیئے، تاکہ عہد علوی سی سابقہ تباہ کاری و ہلاکت سامانی سے اسلام اور مسلمان قوم آئندہ دوچار نہ ہو۔ امیر المؤمنین سیدنا معاویہؓ نے ایک مرتبہ خود، حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ذہنی بے چینی کا ان لفظوں میں اظہار فرمایا تھا:۔

انی خفت ان اذر الرعیة من بعدی کالغنم المطیرة لیس لھا راع ۔ (البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۸۰)

"مجھے ڈر ہے کہ میں قوم کو بکریوں کے پراگندہ گلے کی طرح چھوڑ کر چلا جاؤں جس کا کوئی رکھوالا نہ ہو"

یہ تھا وہ چیلنج اور وقت کا اہم ترین تقاضا جو سیدنا معاویہؓ کے عہد اخیر میں اکابر صحابہؓ کو بے چین کئے ہوئے تھا۔ اور وہ اسے حل کرنے میں سرگرداں و کوشاں تھے ——— وہ خوب اچھی طرح جانتے تھے کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم نے اپنی وفات سے پہلے سیّدنا صدیق اکبرؓ کو مصلیٰ امامت پر فائز فرما کر عملاً انہیں اپنا جانشین و نائب مقرر فرمایا ——— سیدنا صدیق اکبرؓ نے حضرت عمر فاروق اعظمؓ کو اپنا جانشین مقرر کیا ——— اور سیدنا فاروق اعظمؓ نے بحالت زخمی چھ افراد پر مشتمل انتخابی کمیٹی نامزد کی، یہ سب کچھ اسی لئے تھا کہ ہر ممکن حد تک بعد حصول اقتدار کی رسہ کشی کے امکانات کو حتی المقدور روک دیا جائے، لیکن سیدنا عثمان ذوالنورینؓ کو اس طرح کی کوئی تدبیر اختیار کرنے کا موقع نہ مل سکا، یا یوں کہہ لیجئے کہ ان شرپسند عناصر نے جو ایک سوچے سمجھے منصوبے اور طے شدہ پروگرام سے یہ شورش و ہنگامہ کھڑا کئے ہوئے تھے، ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ "اسلامی خلافت"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے مستقبل کے تحفظ سے متعلق کچھ کر گزرنا تو درکنار، سوچنا بھی ممکن نہ رہا تھا ــــ بنابریں اب بھی اگر وقت سے پہلے توجہ نہ کی گئی تو عین ممکن ہے کہ تاریخ ایک بار پھر ان حالات و کوائف کا اعادہ کرے جن کے بد نتائج کی کسک رہتی دنیا تک محسوس کی جاتی رہے گی۔

سبائی افتراق انگیزی | حضرت حسنؓ کی سپردگیٔ خلافت کے بعد، کوفہ کے سازشی لوگوں کی سرگرمیاں یکدم سرد پڑ گئیں ــــ امیر المومنین سیدنا معاویہؓ کی انتظامی صلاحیت، دوررس بصیرت اور بیدار مغزی ــــ اور آپ کی حکومت کے چاق چوبند، مخلص اور ذمہ دار افسران و عمّال کی اعلیٰ کارکردگی نے ان کے حوصلے پست اور دم خم ڈھیلے کر دیئے تھے، اس لئے سیدنا معاویہؓ کی بیس سالہ خلافت راشدہ کے دوران انہیں کھل کھیلنے کا موقعہ نہ مل سکا۔ البتہ بچے کچھے مفسد عناصر نے زیر زمین، خفیہ مشن کی صورت اختیار کر لی، جس کے اراکین وقتاً فوقتاً حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو اس اتحاد آفریں اور امن پرور صلح پر شرم دلا کر معاہدہ صلح ختم کرنے اور ایک بار پھر جنگ و جدال پر آمادہ کرنے کی کوششیں کرتے رہے۔ چنانچہ سپردگیٔ خلافت کے بعد سبائی پارٹی کے ممتاز لیڈر حجر بن عدیؓ نے حضرات حسنینؓ سے یکے بعد دیگرے ملاقات کی اور انہیں صلح کی اس کارروائی پر سخت سست کہہ کر کوفہ وغیرہ مقامات سے فوج فراہم کرنے کی پیشکش کی، لیکن حضرات حسنین کریمین رحمہما اللہ نے ان کی بات ماننے سے انکار کر دیا ــــ سبائی لیڈر حجر بن عدی کی گفتگو اور اس پر حضرت حسینؓ کا جواب قدیم مؤرخ ابو حنیفہ دینوری المتوفی ۲۸۲ھ نے ان الفاظ میں نقل کیا ہے:۔

"اے ابو عبداللہ (یعنی حسین)! آپ لوگوں نے عزت کے بدلے ذلت خرید لی، قلیل کو قبول کر لیا اور کثیر کو چھوڑ دیا۔ اے حسینؓ آج ہماری بات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مان لیں ابد دنیا کا حکم رد کردیں، حسنؓ کو بھی چھوڑ دیں اور ان کی اس رائے کو بھی جو انہوں نے لڑائی کے بارے میں اختیار کی ہے، کوفہ اور دیگر مقامات میں رہنے والے اپنے شیعوں (حامیوں) کو اکٹھا کرلیں، مقدمے پر مجھے اور میرے اس ساتھی کو مامور کردیں۔ ابن ہند (معاویہ) کو پتہ اس وقت چلے گا جب ہم تلواریں سونتے اس پر حملہ بول چکے ہوں گے ـــــ مگر حضرت حسینؓ نے جواب دیا، ہم بیعت کرچکے اور عہد دے چکے اب بیعت توڑی نہیں جاسکتی۔

(الاخبار الطوال اردو ص ۳۹۸)

قدیم وجدید مؤرخین کے بیانات سے پتہ چلتا ہے کہ جب سیدنا حسنؓ نے حضرت معاویہؓ سے بیعتِ خلافت کا ارادہ کیا اس وقت ان کے چھوٹے بھائی سیدنا حسینؓ، اس فیصلہ سے متفق نہ تھے اور اس ارادہ پر انہوں نے اپنے برادرِ بزرگ سے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار بھی کیا، لیکن سیدنا حسنؓ نے سختی سے پیش آکر انہیں خاموش رہنے پر مجبور کردیا۔

علامہ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں :-

وقد لام الحسین لاخیہ الحسن علی ھذا الرأی فلم یقبل منہ . (البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۶)

"حضرت حسینؓ نے اپنے بھائی حسنؓ کو اس صلح کے ارادے پر ملامت کی، لیکن انہوں نے ان کی بات نہ مانی"

شیعہ مؤرخ ابن جریر طبری لکھتے ہیں :-

"حسین اور عبداللہ بن جعفر سے حسنؓ نے ذکر کیا کہ میں معاویہؓ کو صلح کے لئے لکھ چکا اور امان مانگ لی۔ یہ سن کر حسین نے کہا میں آپ کو خدا کا واسطہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیتا ہوں کہ معاویہ کی بات کی آپ تصدیق اور علیؓ کی بات کی تکذیب نہ کریں، حسن نے جواب دیا خاموش! میں اس باب میں تم سے زیادہ جانتا ہوں۔" (تاریخ طبری، اردو ج۵ ص ۲۵)

علامہ ابن کثیرؒ ارقام فرماتے ہیں:۔

فلما آلت الخلافة الی اخیه واراد ان یصالح شق ذلك علیه ولم یسدد رأی اخیه فی ذلك. بل حثه علی قتال اهل الشام، فقال له اخوه، والله لقد هممت ان اسجنك فی بیت واطبق علیك بابه حتی افرغ من هذا الشأن ثم اخرجك فلما رأی الحسین ذلك سكت وسلم (البدایه والنهایه ج۸ ص ۱۵۰)

"جب ان کے بھائی (حسن) کو خلافت ملی اور انہوں نے مصالحت کا ارادہ کیا، تو یہ بات حضرت حسینؓ کو گراں گذری۔ انہوں نے اس سلسلہ میں بھائی کی رائے کو درست نہ مانا، بلکہ اہل شام سے جنگ کرنے پر زور دیا۔ امام حسنؓ نے کہا کہ بخدا میں تم کو گھر میں قید کر کے، اس کا دروازہ اس وقت تک بند رکھوں گا، کہ معاہدہ صلح سے فراغت پا جاؤں۔ اس کے بعد تمہیں نکلنے دوں گا۔ حسینؓ نے یہ حالت دیکھی تو خاموش ہو کر بھائی کی بات مان لی۔"

عصر جدید کے مصری مؤرخ ڈاکٹر طٰہٰ حسین لکھتے ہیں:۔

ان الحسین بن علی لم یکن یری رأی اخیه ولا یقرا میله الی السلم وانه الح علی اخیه فی ان یتمسك ویمضی فی الحرب ولكن اخاه امتنع وانذره ان یضعه فی الحدید

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان لم یطیعہ (علیؓ و بنوہ ص ۲۰۳)

"حضرت حسینؓ خدا کی ان پر رحمت ہو، اپنے بھائی کے ہمخیال نہ تھے لُن کا رجحان صلح کی طرف نہ تھا۔ انہوں نے اپنے بھائی سے کہا اور اصرار کیا کہ ضبط سے کام لیں اور جنگ بدستور جاری رکھیں، لیکن بھائی نے انکار کردیا اور دھمکی دی کہ اگر اطاعت نہ کی تو پاؤں میں بیڑیاں ڈال دوں گا؟

(حضرت علیؓ، اردو ص ۵۰۲)

ان ہی مؤرخین کی مرتب کردہ تاریخی رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حسینؓ نے بھائی کے ڈانٹنے ڈپٹنے سے خاموشی اختیار کرلی تھی ــــ لیکن کوفہ کے پرانے تجربہ کار سیاسی لیڈروں اور سبائی پارٹی و علوی تحریک کے مفسد نمائندوں نے ترغیب و ترہیب کے ایسے "مجرب نسخے" استعمال کیے کہ بالآخر سیدنا حسینؓ کو اس بات پر راضی کرلیا کہ حضرت معاویہؓ کی وفات تک آپ معاہدہ صلح پر قائم رہیں اور قطعاً اس کی خلاف ورزی نہ کریں۔ لیکن چونکہ اس صلح کا تعلق صرف امیرالمومنین معاویہؓ کے ساتھ ہے اس لئے ان کے انتقال تک کوئی شور و شر اور ہنگامہ و محاذ آرائی نہ کی جائے۔ البتہ ان کے بعد کسی نئے سیاسی و تنظیمی فارمولے پر پورے غور و خوض کے ساتھ عمل کیا جائے گا۔

مؤرخ ابو حنیفہ دینوری لکھتے ہیں کہ مدینہ آکر ملنے والے ایک کوفی وفد سے دوران گفتگو حضرت حسینؓ نے فرمایا کہ :-

"اب چاہیئے یہ کہ آپ میں سے ہر شخص خانہ نشین ہوجائے اور اس وقت تک خانہ نشین رہے جب تک یہ صاحب (معاویہؓ) زندہ ہیں؟" (الاخبار الطوال ص ۲۹۸)

ان ہی دینوری صاحب کا بیان ہے کہ جعد بن ہبیرہ بن ابی وہب نامی مخلص ترین دوست اور ہوا خواہ کی طرف سے حضرت حسنؓ کی وفات کے سلسلہ میں تعزیتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خط حضرت حسینؓ کو موصول ہوا جس میں لکھا تھا۔

" امابعد! آپ کے شیعہ جو ہمارے متوسل ہیں آپ کی طرف گردن اٹھا اٹھا کر دیکھ رہے ہیں۔ وہ کسی کو آپ کا ہمسر نہیں جانتے۔ وہ آگاہ ہیں کہ آپ کے بھائی حسنؓ کی لڑائی ٹالنے سے متعلق آپ کی کیا رائے تھی۔ وہ یہ بھی جانتے ہیں آپ اپنے دوستوں کے حق میں کتنے مہربان ہیں اور دشمنوں کے بارے میں کس قدر سخت گیر ہیں۔ نیز یہ کہ آپ احکام الٰہی کے معاملے میں کس درجہ متشدد ہیں لہذا اگر آپ "خلافت" کے طالب ہیں تو ہمارے پاس چلے آئیے، ہم آپ کے ہمراہ جانیں دے دینے پر بالکل تیار ہیں۔

حضرت حسینؓ نے جواباً تحریر کیا کہ:-

" جہاں تک میرے بھائی کا تعلق ہے میں اس خیال کا حامل ہوں کہ انہیں خدا کی توفیق حاصل تھی اور آگے بھی خدا ان کا مددگار ہوگا۔ جہاں تک میرا تعلق ہے ابھی اس رائے کا مالک نہیں۔ خدا تم پر رحم کرے جب تک معاویہؓ زندہ ہیں زمین کے ساتھ چپکے رہو، اپنے گھروں میں چھپے رہو اور اپنے آپ کو بدگمانی و وہم کا تختہ مشق نہ بناؤ۔ میرے جیتے جی خدا معاویہؓ کو کسی حادثے سے دوچار نہیں کرے گا۔ میں نے اپنا عندیہ تمہیں تحریر کر دیا، والسلام۔"

(الاخبار الطوال ص ۳۹۹ و ۴۰۰)

کوفہ کے سرکردہ سبائی لیڈر سلیمان بن صرد سے ملاقات کے دوران حضرت حسینؓ نے کہا:-

لیکن کل رجل منکم جلسا من احلاس بیتہ مادام معاویۃ حیا فانہا بیعۃ کنت واللہ لہا کارھا فان ھلک معاویۃ نظرنا ونظرتم ورأینا ورأیتم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

______________ (الامامۃ والسیاسہ ج ۱ ص ۱۶۵)

"تم میں سے ہر شخص اپنے گھر میں اس وقت خاموشی سے بیٹھا رہے جب تک کہ معاویہؓ زندہ ہیں۔ قسم بخدا! میں نے ان کی بیعت خوش دلی سے نہیں کی۔ اگر معاویہؓ وفات پا جائیں تو پھر ہم بھی غور کریں گے اور تم بھی غور کرنا۔ ہم بھی رائے قائم کریں گے تم بھی کوئی رائے قائم کرنا۔"

داستانِ کربلا کی واہی تباہی تفصیلات کے بانی و موجد، شیعہ مؤلف ابومخنف لوط بن یحییٰ ازدی لکھتے ہیں کہ سلیمان بن صرد، عبدالرحمٰن بن جندب ازدی، مسیب بن نجبۃ اور سعید بن عبداللہ حنفی وغیرہ کوفی نمائندوں کے وفد سے باتیں کرتے ہوئے، حضرت حسینؓ نے کہا:۔

"بخدا! میں موت پر دل سے راضی تھا تاآنکہ میرے بھائی حسن نے مجھ پر زور دیا اور خدا کا واسطہ دے کر کہا کہ نہ میں کوئی اقدام کروں اور نہ سکون میں کسی طلاطم کا سبب بنوں، اس لئے میں نے ان کی بات تو مان لی۔ مگر لگتا ایسا ہے کہ جیسے کوئی کاٹنے والا چھریوں سے میری ناک کاٹ رہا ہو، یا نشتروں سے میرا گوشت چھید رہا ہو۔ گویا میں نے جو ان کی بات مانی ہے تو مجبوراً ------- اب چونکہ صلح ہو گئی ہے اور بیعت کر لی ہے اس لئے ہمیں اس وقت تک انتظار کرنا چاہئے جب تک یہ شخص (یعنی حضرت معاویہؓ) موجود ہے۔ جب یہ مر جائے گا تو ہم بھی دیکھیں گے اور تم بھی دیکھو گے۔"

(مقتل الحسینؓ، اردو ص ۴۷)

شیعہ محقق ملا باقر ایرانی مجلسی کا بیان ہے کہ:۔

"شیخ کشی نے روایت فرمائی ہے کہ مروان، معاویہ کی طرف سے حاکم مدینہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ انہوں نے معاویہ کو لکھا کہ مجھ سے عمر بن عثمان نے بیان کیا ہے کہ ایک گروہ عراقی و حجازی امام حسین کے پاس آمد و رفت رکھتے ہیں اور ان کو طمع خلافت دلاتے ہیں، مجھے خوف ہے کہ کہیں فتنہ و فساد برپا نہ ہو جائے، اب مجھے جو حکم ہو، اس کی تعمیل کردوں ۔۔۔

معاویہ نے مروان کو لکھا تمہارا خط میرے پاس آیا جو کچھ اس میں مفہوم تھا معلوم ہوا۔ تم ہرگز معترض امام حسین نہ ہونا اور جب تک وہ تم سے تعلق نہ رکھیں تم بھی ان سے علاقہ نہ رکھنا کہ جب تک وہ میری بیعت پر وفا کریں گے میں ان کا معترض نہ ہوں گا "

(جلاء العیون، اردو ج ۲ ص ۲۷)

ملا مجلسی نے بتلایا کہ اس موقعہ پر سیدنا معاویہؓ نے ایک خط سیدنا حسینؓ کو لکھا، جس کا مضمون یہ تھا:۔

"آپ کے کئی امور مجھے دریافت ہوئے، اگر وہ درحقیقت سچ ہیں۔ لازم ہے کہ انہیں ترک کیجئے۔ اس لئے کہ جس نے خدا سے عہد و پیمان کیا ہے اسے لازم ہے کہ اپنے عہد و پیمان پر وفا کرے اور جو کچھ میں نے سنا ہے باطل ہے ہرگز آپ ان امور کے پابند نہ ہوں گے، آپ کو لازم ہے کہ آپ اپنے امور کا خیال اور اپنے عہد و پیمان پر وفا کریں اور جب آپ عہد شکنی کریں گے تو میں بھی عہد شکنی کروں گا اور اگر آپ مکر کریں گے میں بھی آپ سے مکر کروں گا۔ آپ امت کے اجتماع کو برہم نہ کیجیے اور موجب حدوث فتنہ نہ ہو جیئے کیونکہ آپ لوگوں کو پہچانتے ہیں اور امتحان کر چکے ہیں پس اپنے اوپر رحم اور اپنے دین اور اپنے جد کی امت پر رحم کیجئے۔ بے خرد اور احمقوں سے دھوکہ نہ کھائیے" (جلاء العیون، اردو ج۲ ص ۲۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس سے ملتا جلتا مضمون ابو مخنف اور ابو حنیفہ دینوری نے بھی مقتل حسینؓ اردو صفحہ ۴۹ اور الاخبار الطوال اردو صفحہ ۲۰۴ میں نقل کیا ہے۔

مندرجہ بالا تاریخی بیانات سے بہ آسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ عجمی مفسدین اور سبائی منافقین نے مسلمان قوم کو ایک بار پھر خانہ جنگی کی آگ میں جھونکنے کے لئے نہ صرف پروگرام ہی مرتب کیا۔ بلکہ اس کے لئے خفیہ طور پر ہر ممکنہ تیاری بھی کرلی تھی۔ حضرت معاویہؓ کی وفات کا انتظار تھا کہ جیسے ہی ان کی آنکھیں بند ہوں اور یہ پوری قوت و شدت کے ساتھ خم ٹھونک کر میدان میں آموجود ہوں ـــــ پروگرام کا یہ پہلو کتنا بیہودہ ہے اور اہلِ اسلام کے لئے کس قدر امتحان و پریشانی کا باعث تھا کہ قبل ازیں جس طرح انہوں نے اپنی اسلام دشمن انتقامی کاروائی کے لئے حضرت علیؓ جیسے محترم شخص کو آڑ بنایا تھا۔ بالکل اسی طرح اب کی مرتبہ ان کے چھوٹے فرزند حضرت حسینؓ کو اس کٹھن آزمائش کے لئے منتخب کیا گیا۔

مسلمانوں کی تاریخ کا یہ گوشہ اپنے اندر حیرت و استعجاب اور غم و اندوہ کی ہزاروں پیچیدگیاں لئے ہوئے ہے کہ ـــــ اپنے والد ماجد کے ساتھ رہ کر ان کے ساڑھے چار سالہ پرفتن و آزمائشی عہد میں ان مفسدین کی "مسلم عداوت" کا برملا و علانیہ مشاہدہ کرلینے اور ان کی شرارت و کمینگی کے نتیجہ میں بہتے ہوئے انسانی خون کے سمندر سے گذرنے کے بعد بھی حضرت حسینؓ نے ـــــ اللہ جانے کن وجوہات کی بنیاد پر ـــــ ان ہی شر پسندوں کا آلۂ کار بننا پسند کرلیا ـــــ حالانکہ انہیں اچھی طرح معلوم ہوگا کہ اسی تحریک کے ابتدائی کارکنوں کے ہاتھوں آپ کے حقیقی بہنوئی، عدل مجسم سیدنا فاروق اعظمؓ بحالتِ صلوٰۃ محرابِ نبوی میں شہید ہوئے ـــــ ان ہی کی ظالمانہ و سفاکانہ جارحیت کے نتیجہ میں آپ کے خالو سیدنا عثمان ذو النورینؓ کئی دن کے بھوکے پیاسے، قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے ذبح کردیئے گئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

____ ان ہی کی انتقامی کارروائی سے آپ کے بدلے، حضرت علیؓ جامع مسجد کوفہ کے دروازے پر نماز کو آتے ہوئے نشانۂ ظلم بنائے گئے ____ اور ان ہی کے نامبارک دنا مسعود دامن جمل، صفین اور نہروان وغیرہ خانہ جنگیوں میں قتل کئے جانے والے ایک لاکھ انسانوں کی لاشوں سے بھرے ہوئے ہیں ؎

ٹپک پڑیں نہ کہیں آج ان کے ہی آنسو
جھجک رہا ہوں غم دل کا تذکرہ کرتے

ان حالات میں اسلامی ریاست کو بے چرواہے ریوڑ کی مانند چھوڑ دینا۔ اور امن وعافیت سے رہتے ہوئے مسلمانوں کے مستقبل کو دشمنوں کے ہاتھ میں کھیلنے والے طالع آزماؤں کے رحم وکرم کے حوالے کر دینا ____ ایک سیاسی وفکری خطا ہی نہیں، بلکہ وہ ناقابلِ تلافی جرم بھی ہوتا جس کے سامنے "عہدِ مرتضوی" کی برکات خیزی دتبادکاری دھول ہو کر رہ جاتی اور جس کے نتیجہ میں ہونے والے نقصان کی تلافی قیامت تک ناممکن ہو کر رہ جاتی ____ امیر المؤمنین سیدنا معاویہؓ اور آپ کے فرض شناس اور بیدار مغز عمّال کا ملت اسلامیہ پر عظیم ترین احسان ہے کہ انہوں نے خاندانِ رسالت کی آڑ میں جنم لیتے ہوئے اس عجمی فتنے کو شروع ہی میں بھانپ کر بروقت مناسب ومعقول انتظام کر دیا ____ ورنہ مسلمانوں کو اس فتنے سے دوچار ہونے کی صورت میں اپنا "اجتماعی وجود" برقرار رکھنا دشوار ہو جاتا۔

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کی تحریک: گذشتہ صفحات میں نقل کردہ مؤرخین کی عبارات سے یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ گرچہ سیدنا معاویہؓ کے ہاتھ پر حضرت حسنؓ کی بیعت کر لینے کے فوراً بعد ہی کوفہ کی سبائی پارٹی نے حضرات حسنینؓ کو برا بھلا کہہ سن کر اہلِ شام کے مقابل محاذ آرائی اور حسب سابق خانہ جنگی پر آمادہ کرنے کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بڑی کوششیں کیں۔ لیکن پیکرِ امن و اتحاد سیدنا حسنؓ نے اپنے والد کی منہ چڑھائی اس مفسد پارٹی اور چھوٹے بھائی حسینؓ کے ساتھ سختی سے پیش آکر بات آگے نہ بڑھنے دی ــــ حضرت حسنؓ کے انتقال کے بعد ان لوگوں نے سرگرمیاں تیز کر دیں۔ یہی وہ زمانہ ہے جب حضرت حسینؓ اپنے عجمی دوستوں کو تحریراً و تقریراً تلقین کیا کرتے تھے کہ :۔

"حضرت معاویہؓ کی زندگی تک تم سب چپ چاپ رہو۔ ان کی وفات کے بعد سوچ سمجھ کر پروگرام مرتب کیا جائے گا"

اس وقت حضرت حسینؓ مدینہ منورہ میں مقیم تھے اور وہیں ان کے پاس ترغیب و ترتیب اور پروگرام کی تنظیم و تشکیل کے لئے آنے والے عراقی لوگوں کا تانتا لگا رہتا تھا۔ گورنرِ مدینہ سیدنا مروانؓ بن الحکمؓ نے ان تمام حالات اور ممکنہ فتنہ و فساد کی حضرت معاویہؓ کو اطلاع دی۔ لیکن انہوں نے اپنے فطری و جبلّی حلم و کرم کی وجہ سے صرف یہ کہ خود نوٹس نہ لیا۔ بلکہ گورنر مدینہ کو بھی لکھا کہ ان لوگوں سے کسی قسم کا تعرض نہ کیا جائے۔ البتہ آپ نے حضرت حسینؓ کو مشفقانہ خط لکھ کر سمجھایا کہ خدارا وہ ان کوفیوں، عراقیوں کے چکر میں آکر کوئی اقدام ایسا نہ کر بیٹھیں، جس سے انہیں بلکہ اہل اسلام کی اجتماعیت کو نقصان پہنچ جائے ــــ عراق کے یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے تمہارے والد کو پھنس کر مسلمانوں میں ساڑھے چار برس تک خانہ جنگی و برادر کشی کی فضا قائم رکھی، جس میں ایک لاکھ کے قریب وہ بہادر مجاہدین گاجر مولی کی طرح کٹ گئے جو ماضی میں اسلامی فتوحات کا ذریعہ اور آئندہ مسلمانوں کے درخشندہ و روشن مستقبل کی علامت تھے۔ یہی کوفی اوباش و بدقماش ہیں جنہوں نے تمہارے بھائی حسنؓ کے ساتھ بدسلوکی و بدتمیزی کا ریکارڈ توڑ دیا۔ انہیں دھکے دے کر پیروں تلے سے مُصلّٰی؛ ان کے کاندھے سے چادر تک کھینچ لی اور پھر زہر آلود خنجر سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انہیں شدید مجروح کیا ــــ کیا یہ بدفطرت عناصر اس لائق ہیں کہ انہیں ایک منٹ کے لئے بھی منہ لگایا جائے۔ ان کی تحریص وانگیخت اور اعتماد پر کسی تخریب پرور اور افتراق انگیز سرگرمی میں حصہ لینا بالآخر اسی مایوسی، بددلی اور خودفریبی کا موجب ہوگا جس کے ہاتھوں ملول و مجبور ہوکر حضرت علیؓ اپنے لئے موت کی تمنائیں کیا کرتے تھے۔

امیرالمؤمنین سیدنا معاویہؓ کی زندگی کے احوال دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے اس نازک موقعہ پر اس حلیمانہ و حکیمانہ اصول کو اپنائے رکھا جسے آپ کی انفرادی و اجتماعی اور نجی و سیاسی زندگی میں بڑی ہی اہمیت حاصل ہے۔ یعنی لوگوں کی غلطیوں اور کوتاہیوں کو اس وقت تک نظرانداز کئے رکھنا، جب تک وہ کھلی جارحیت پر آمادہ نہ ہوجائیں ــــ البتہ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ حضرت حسینؓ کے گرد عراقی مفسدوں کا گھیرا دیکھ کر نہ صرف حضرت معاویہؓ بلکہ ملت کا ہر سچا ہمدرد اور بہی خواہ، علوی دور کی سی ہولناکیوں کے اعادہ کا تصور کرکے بے چین و بے قرار تھا ــــ اسی دوران کوفہ کے گورنر، اسلام کے عظیم مدبر، کبیرالسن صحابی سیدنا مغیرہ بن شعبہؓ نے دمشق تشریف لاکر امیرالمؤمنین سیدنا معاویہؓ کے سامنے تجویز رکھی کہ آپ اپنی زندگی ہی میں کسی شخص کو ولی عہد و جانشین مقرر فرما دیں، تاکہ آپ کے بعد "مسلم اجتماعیت" کے لئے ایک مضبوط سہارا موجود رہے، اس طرح حصول اقتدار کی خاطر ممکنہ رسہ کشی کا سدباب بھی ہوسکے گا اور انتشار پسند عجمی عناصر کو کسی گمراہ کن عنوان سے غوغہ آرائی و شرانگیزی کا موقعہ بھی نہ مل سکے گا۔ جس کے لئے وہ شب و روز پر تول رہے ہیں اور جس میں برانگیختگی کا حسین رنگ بھرنے کے لئے انہوں نے نواسۂ رسول حضرت حسینؓ کو منتخب کیا ہے۔

امیرالمؤمنین حضرت معاویہؓ نے ابتداءً یہ ارادہ کرلیا تھا کہ وہ سیدنا عمر فاروقؓ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی طرح چھ افراد پر مشتمل "انتخابی پینل" مقرر کر دیں، تاکہ آپ کی وفات کے بعد انہیں نامزد اشخاص میں سے کسی ایک کو خلیفہ چن لیا جائے ـــــ علامہ ابن کثیرؒ نے اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل حضرات کے نام بتلائے ہیں :-

(۱) سیدنا سعید بن العاص رضؓ (۲) سیدنا عبداللہ بن عامر رضؓ

(۳) سیدنا حسن بن علی رضؓ (۴) سیدنا مروان بن الحکم رضؓ

(۵) سیدنا عبداللہ بن عمر رضؓ (۶) سیدنا عبداللہ بن زبیر رضؓ

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۸۵)

لیکن سیدنا مغیرہ بن شعبہؓ نے ولی عہدی کے لئے سیدنا معاویہؓ کے لائق فرزند سیدنا یزیدؒ کا نام پیش کیا ـــــ حضرت معاویہؓ کو سیدنا مغیرہؓ کی نیک نیتی اور تقویٰ ہی نہیں، ان کے فہم و فراست اور حسن تدبر و اصابت رائے پر مکمل اعتماد تھا ۔ تاہم وہ کوئی ایسا اقدام کرنے پر تیار نہ تھے جس کے متعلق ارباب حل و عقد، اصحاب شوریٰ اور رائے عامہ کا واضح اور دو ٹوک فیصلہ ان کے سامنے نہ ہو ـــــ آپ اچھی طرح جانتے تھے کہ حضرات خلفائے راشدین، ابوبکرؓ و عمرؓ اور عثمانؓ کی خلافت راشدہ اور اس کے اچھے اثرات و ثمرات ان کی ہر دل عزیزی اور ان پر قوم کے بھرپور اعتماد کا نتیجہ تھے ۔ آپ کو یہ بھی معلوم تھا کہ حضرت علیؓ کو اپنے عبوری و آزمائشی عہد میں جن مشکلات و شدائد اور ناکامیوں کا سابقہ رہا وہ آپ کے معاملاتِ حکومت پر مسلمانوں کی بے اعتمادی و بے اطمینانی ہی کا ردعمل تھا ۔ نیز آپ اس سے بھی باخبر تھے کہ حضرت علیؓ کے ساڑھے چار سالہ انتشاری دور کے بعد، رشد و ہدایت اور امن و عافیت سے سرفراز آپ کی خلافت میں کامیابی و کامرانی کا راز ہی یہ ہے کہ اسے اصحاب شوریٰ اور رائے عامہ کی مکمل تائید و حمایت حاصل رہی ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرد قائم ربطِ ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں

بنابریں ـــــ یہ کیونکر ممکن تھا کہ لسانِ نبوی سے "ہادی و مہدی" کا خطاب پانے والے، صاحبِ فہم و بصیرت، سیدنا معاویہؓ۔ وامرھم شوریٰ بینھم کے قرآنی حکم کا تقاضہ پورا کیے ـــــ اور رائے عامہ کا احترام کیے بغیر کوئی ایسا فیصلہ کرلیں جس کے نتائج ماضی میں کیے گئے تجربات سے زیادہ تباہ کن اور خطرناک ثابت ہوں۔ چنانچہ آپ نے یہ کہہ کر بات ٹال دی کہ اتنا اہم کام اس وقت تک نہیں کیا جاسکتا جب تک تمام صوبوں کے نمائندے اور اصحابِ شوریٰ مل جل کر کوئی متفقہ فیصلہ نہ کریں۔

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ طویل عرصہ سے کوفہ جیسے سیاسی مرکز کے گورنر چلے آ رہے تھے۔ اس لئے انہیں وہاں رہ کر اہل کوفہ کی نفسیات کا گہری نظر سے مطالعہ کرنے کا موقعہ ملا تھا جس کے نتیجے میں کوفیوں کی خطرناک سازش۔ اور مدینہ منورہ آ کر حضرت حسینؓ کو سبز باغ دکھا کر۔ اپنے جال میں پھانس کر ان کے ذریعہ خانہ جنگی برپا کرنے کے پروگرام پر بھی آپ کو ذاتی طور پر آگاہی حاصل تھی۔ اس لئے پیرانہ سالی کے اُس مقام پر پہنچنے کے باوجود، جہاں عموماً راحت و آرام طلبی کا جذبہ غالب رہتا ہے۔ آپ نے ولی عہدی کی یہ تجویز پیش ہی نہ کی، بلکہ نو مولود عجمی فتنے کے مقابلہ میں ہر ممکن نبرد آزمائی کا عزم کرکے آپ زندگی کے آخری لمحات اسلام اور مسلمانوں کی بقا اور سالمیت کے لئے کوشاں رہتے ہوئے اسی طرح گذار دینا چاہتے تھے جس طرح اب سے پہلے عمر عزیز کا بیشتر حصہ اور اپنی قوتوں اور صلاحیتوں کا قیمتی سرمایہ اللہ کے دین اور مسلمانوں کی خدمت کے لئے نذر کرچکے تھے، رضی اللہ عنہ وارضاہ۔ اسی لئے آپ نے چاہا کہ ولی عہدی کے مسئلہ کو رو بعمل لا کر، جس قدر جلد ممکن ہوسکے، فتنہ و فساد کے دروازے کو شروع ہی میں بند کردیا جائے ـــــ لیکن امیر المومنین حضرت معاویہؓ نے ان کی مخلصانہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رائے فوری طور پر قبول نہ کی ۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ آپ کی رائے میں ولی عہدی کا یہ معاملہ ساٹھ لاکھ مربع میل سے زائد رقبہ پر پھیلی ہوئی اسلامی ریاست اور اس میں بسنے والے لاکھوں، کروڑوں انسانوں سے متعلق تھا ــــ کسی ایک صوبہ یا کسی ایک علاقہ کا نہیں ــــ اس لئے آپ چاہتے تھے کہ اس میں عجلت و جلد بازی سے کام لے کر کوئی ایسا فیصلہ ہرگز نہ کرنا چاہیے جس کی پشت پر جمہور امت کی تائید نہ ہو۔ کیونکہ سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت کے بعد اس طرح کی عجلت میں کیئے گئے فیصلے کو رائے عامہ پر زبردستی مسلط کرنے کا تجربہ اور اس کے ہولناک نتائج مسلمان قوم ایک بار بھگت چکی تھی ــــ آپ چاہتے تھے کہ ماضی کا بھیانک تجربہ مسلمانوں پر آئندہ مسلط نہ ہونا چاہیے پچھلی خانہ جنگیوں کے نتیجہ میں پہنچنے والے ناقابلِ تلافی نقصان کے بعد اب یہ قوم مزید کسی آزمائش کی متحمل نہیں جہانگیری و جہانبانی اور انسانی خدمات کے لئے ابھی اسے بہت کچھ کرنا ہے ۔ اس طرح کے جھمیلوں میں پڑ کر اس کی جادہ پیمائی قطعاً متاثر نہ ہونی چاہیئے ــــ یہ تھے وہ نیک اور مشفقانہ جذبات جن کے پیشِ نظر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے عاجلانہ فیصلہ کر کے مسلمانوں کو کسی نئی آزمائش میں مبتلا کرنے کے بجائے ولی عہدی کے معاملہ کو استصواب رائے پر موقوف رکھا۔

نمائندہ اجلاس سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شہادت ۳۵ھ سے وفات سیدنا علی رضی اللہ عنہ ۴۰ھ تک، ہونے والے مسلم کش فسادات کے بعد، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ذریعہ قائم ہونے والی اجماعی خلافت میں امن و سکون، سلامتی و عافیت اور بھائی چارگی و مواخات سے مستفیض مسلمانوں کو عجمی مفسدین کی شر انگیزی کی اطلاع کے ساتھ ہی جب یہ معلوم ہوا کہ گورنر کوفہ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ممکنہ فتنہ و فساد اور قائم شدہ امن و عافیت کے تحفظ کی خاطر سیدنا یزید رحمہ اللہ کے حق میں ولی عہدی کی تجویز پیش کی، جسے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے تمام صوبوں کے نمائندہ اجلاس پر موقوف رکھا ہے ۔ تو ہر صوبے کے لوگوں نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنے نمائندے بھیجنے کا فیصلہ کیا۔

چنانچہ اسی سال دمشق میں اجلاس ہوا، جس میں اسلامی مملکت کے تمام صوبوں اور علاقوں کے معزز، اصحاب الرائے نمائندوں نے بڑی تعداد میں شرکت کی ـــــ دوسرے مؤرخین کے علاوہ، مسعودی جیسے متعصب شیعہ مؤرخ نے بھی اس اجلاس میں نمائندہ وفود کی شرکت کا ان لفظوں میں اعتراف کیا ہے:۔

وَفَدَ علیٰ معاویۃ وفد من الامصار من العراق وغیرها فکان ممن وفد من اھل العراق الاحنف بن قیس فی آخرین من وجوہ الناس۔

(مروج الذہب ج ۳ ص ۳۶ و ۳۷)

"سیدنا معاویہؓ کی خدمت میں عراق وغیرہ تمام شہروں سے وفد آئے، اور عراق سے آنے والے وفد میں دوسرے بڑے لوگوں کے علاوہ احنف بن قیس بھی تھے"

اجلاس میں اسلامی ریاست کے مستقبل اور سیدنا یزیدؒ کی ولی عہدی پر غور ہوا ـــــ شرکاء نے اجلاس کی کاروائی میں بھرپور حصہ لیا ـــــ موافقت و مخالفت کے ـــــ ہر دو موقف پر تائیدی و تردیدی دلائل پیش ہوئے ـــــ بالآخر عراقی وفد کی طرف سے پیش کردہ تحریک پر سیدنا یزیدؒ کی ولی عہدی کو اکثریت کی حمایت حاصل رہی۔

امیر المؤمنین سیدنا معاویہؓ کے کان میں آواز پڑی کہ مدینہ طیبہ کے کچھ لوگ امیر یزیدؒ کی ولی عہدی سے خوش نہیں، اس لئے اس فیصلہ کن اجتماع میں بھاری اکثریت کی حمایت کے باوجود آپ نے فرمایا کہ جب تک مدینہ منورہ کے باشندے بھی متفق نہ ہوں، میں ولی عہدی کے لئے یزیدؒ کے نام کا اعلان نہیں کر سکتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ خضری وغیرہ مؤرخین کا بیان ہے کہ آپ نے گورنر مدینہ، سیدنا مروانؓ بن الحکم کو لکھا کہ:-

"اب ضعیفی و ناتوانی نے مجھے آلیا ہے۔ معلوم نہیں کب اس دنیا سے آخرت کے سفر پہ چلا جاؤں، مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں میرے بعد امت ایک بار پھر فتنہ و فساد کا شکار نہ ہو جائے، لہذا میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اپنی زندگی ہی میں ارباب حل و عقد سے مشورہ کر کے کسی کو اپنا جانشین اور ولی عہد مقرر کر جاؤں۔ اس سلسلہ میں آپ کا مشورہ ضروری ہے۔ اس بات کو مدینہ منورہ کے معزز افراد کے سامنے پیش کرو۔ باہمی اتفاق سے جو رائے دیں وہ مجھے لکھیں۔"

(محاضرات تاریخ الامم الاسلامیہ ج ۲ ص ۱۱۷)

سیدنا مروانؓ نے اکابر مدینہ کو جمع فرما کر حالات سے آگاہ کیا، اور موجودہ پُرپیچ حالات میں امیر المومنین معاویہؓ کے ارادے کا تذکرہ کرتے ہوئے، سیدنا یزیدؒ کی ولی عہدی کے بارے میں گفتگو کی:-

فخطب فجعل یذکر یزید بن معاویۃ لکی یبایع له بعد ابیه۔ فقال له عبد الرحمن بن ابی بکر شیئا فقال خذوه فدخل بیت عائشۃ فلم یقدروا فقال مروان ان ھذا الذی انزل اللہ فیه " والذی قال لوالدیه اف لکما اتعداننی " فقالت عائشۃ من وراء الحجاب ما انزل اللہ فینا شیئا من القرآن الا ان اللہ انزل عذری

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۱۵)

"سیدنا مروانؓ نے تقریر کرتے ہوئے امیر یزید بن معاویہؓ کا ذکر کیا کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کے والد کے بعد ان سے بیعت کی جائے۔ اس پر حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نے کچھ کہا۔ تو حضرت مروانؓ نے کہا کہ ذرا انہیں پکڑ لو ــــــ وہ سیدہ عائشہؓ کے حجرے میں چلے گئے، اس لئے لوگ انہیں پکڑ نہ سکے حضرت مروانؓ نے کہا کہ انہیں جیسے لوگوں کے بارے اللہ نے یہ آیت اتاری والذی قال الخ۔ یعنی وہ شخص جس نے اپنے والدین سے کہا کہ افسوس ہے تم پر، تم مجھے دھمکی دیتے ہو ــــــ سیدہ عائشہؓ نے پردے کے پیچھے سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے متعلق (خصوصیت سے) قرآن مجید میں میری پاکدامنی کی آیات کے نازل فرمائیں۔"

مندرجہ بالا مستند روایت سے معلوم ہوا کہ امیر المؤمنین معاویہؓ کی ہدایت کے مطابق گورنر مدینہ حضرت مروانؓ نے جس عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے سیدنا یزیدؒ کی ولی عہدی کا تذکرہ کیا تھا۔ اس میں مدینہ منورہ کے اکابر صحابہؓ و تابعینؒ نے ہی شرکت نہ کی بلکہ روایت میں بیان کردہ سیدہ عائشہؓ کی پردہ کے پیچھے موجودگی اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اس اہم قومی معاملہ میں مشاورت کے لئے امہات المؤمنینؓ بھی تشریف فرما تھیں ــــــ اصحاب رسولؐ اور اکابر مدینہ پر مشتمل اس نمائندہ اجلاس میں حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کے علاوہ کسی بھی قابلِ ذکر شخص نے نہ ولی عہدی کے مسئلہ سے اختلاف کیا، اور نہ ہی کسی نے سیدنا یزیدؒ کی اہلیت و نامزدگی پر اختلافی رائے اور ناپسندیدگی ظاہر کی۔

سیدنا سعد بن ابی وقاصؓ، سیدنا سعید بن زیدؓ، سیدنا عبداللہ بن عمرؓ، سیدنا عبداللہ بن عباسؓ وغیرہ جلیل القدر صحابہؓ اور اکابرِ مدینہ کی موجودگی میں، حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کا اختلاف کوئی وزن نہیں رکھتا،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس لئے کہ ولی عہدی یا سیدنا یزیدؒ کی نامزدگی میں اگر کوئی شرعی قباحت ہوتی تو پھر حضرت عبدالرحمٰنؓ نہیں بلکہ تمام حضرات صحابہؓ اور حاضرینِ اجلاس اس کی پرزور تردید کرتے، اس طرح خاموش رہ کر اپنے اجماع کا عملی اعلان نہ فرماتے ـــــ پھر یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ جب بڑوں کی موجودگی اور ان کے خاموش رہتے ہوئے، حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کوئی چبھتی ہوئی بات کہی، جس پر حضرت مروانؒ نے ایک آیت پڑھتے ہوئے ان پر غصہ کا اظہار کیا، تو اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہؓ نے پردہ کے پیچھے سے باوازِ بلند اس بات کی وضاحت تو فرمائی کہ یہ آیت کریمہ ان کے بھائی عبدالرحمٰنؓ کے بارے میں نازل نہیں ہوئی، لیکن سیدنا یزیدؒ کی ولی عہدی سے متعلق آپ نے کوئی اختلاف نہیں فرمایا۔ یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ حاملِ علومِ نبوت سیدۃ نساء العالمین، صدیقۂ کائنات، ام المؤمنین حضرت عائشہ سلام اللہ علیہا کے نزدیک ایک خلیفہ کی موجودگی میں اس کے جانشین کی تقرری، باپ کے بعد بیٹے کی ولی عہدی اور ولی عہدی کے لئے امیر یزیدؒ بن معاویہؓ کی نامزدگی کسی بھی حیثیت سے قابلِ اعتراض یا قرآن وسنت سے متصادم نہ تھی۔ ورنہ یہ کیونکر ممکن تھا کہ معمولی معمولی قابلِ اصلاح باتوں پر برملا ٹوکنے والی "اماں" ملتِ اسلامیہ کے مستقبل جیسے اہم اور نازک مرحلہ میں اپنی روحانی اولاد کو غلط اقدام کرتے ہوئے دیکھ کر برداشت کر لیتیں ـــــ؟

مدینۃ النبیؐ میں منعقدہ اس اہم اجلاس سے ایک شخص کا اختلاف کر کے چلے جانا، جلسہ میں موجود اکابر صحابہ وتابعینؒ کے اجماعی عمل کے مقابلہ میں اگرچہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ لیکن امیر المؤمنین سیدنا معاویہؓ نے ازراہِ احتیاط اس ایک اختلافی آواز کو بھی محسوس فرمایا۔ آپ ماضی کے تجربات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی روشنی میں خوب سمجھتے تھے کہ اس طرح کی اکائیاں از خود احساس کمتری کا شکار ہو کر یا سازشی عناصر کے فریب میں مبتلا ہو کر اس قدر خطرناک اقدام کا سبب ہو جاتی ہیں کہ پھر ان کی تلافی سنگین صورت حال کا مقابلہ کئے بغیر نہیں ہو سکتی ۔ بنا بریں ۔ آپ نے حجاز مقدس کا سفر اختیار فرمایا تاکہ مناسک حج کی ادائیگی کے ساتھ ہی مکہ و مدینہ کے اصحاب الرائے سے در پیش معاملہ میں بالمشافہ گفتگو بھی ہو سکے گی ۔

چنانچہ آپ کے مدینہ منورہ پہنچنے پر ایک بار پھر اجتماع ہوا جس میں امیرالمومنین سیدنا معاویہؓ نے قومی و ملکی معاملات اور موجودہ، بدلتے ہوئے حالات میں اسلامی خلافت اور مسلم اجتماعیت کے مستقبل سے متعلق تفصیلی گفتگو فرمائی ۔ تمام اجتماع نے آپ کی باتوں کا خیر مقدم کیا، اور بالآخر باہمی گفت و شنید کے بعد بغیر کسی اختلاف کے سیدنا یزیدؒ بن معاویہؓ کی ولی عہدی کے لئے منظوری دے دی ۔

شیخ الصحابہ، سیدنا عبداللہ بن عمرؓ اسی اجلاس کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں :-

دخلتُ علی حفصة ونوساتها تنطف قلتُ قد کان من امر الناس ما ترین فلم یجعل لی من الامر شیءٌ فقالت الحق فانهم ینتظرونك وخشی ان یکون فی احتباسك عنهم فرقة فلم تدعه حتّیٰ ذهب. فلمّا تفرق الناس خطب معاویة قال من کان یرید ان یتکلم فی هذ الامر فلیطلع قرنه فلنحن احق به ومن ابیه. قال حبیب بن مسلمة فهلّا اجبتهُ قال

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبد اللہ فحللت حبوتی وھممت ان اقول احق بھذا الامر منک من قاتلک وابیک علی الاسلام فخشیت ان اقول کلمۃ تفرق بین الجمع وتسفک الدم ویحمل عنی غیر ذلک فذکرت ما اعد اللہ لی فی الجنان قال حبیب حفظت وعصمت۔ (صحیح بخاری جلد دوم ص۵۸۹)

" میں سیدہ حفصہ رضی کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت ان کے سر کے بالوں سے پانی ٹپک رہا تھا، میں نے عرض کیا کہ آپ لوگوں کا حال دیکھ رہی ہیں کہ اس معاملہ میں میری کوئی حیثیت نہیں رکھی گئی، حضرت حفصہ رضی نے فرمایا: کہ جاؤ، لوگ تمہارے انتظار میں ہیں، مجھے ڈر ہے کہ تمہارے رکنے سے اختلاف نہ پیدا ہو جائے۔ حضرت حفصہ رضی نے اس وقت تک آپ کو نہ چھوڑا جب تک چلے نہ گئے۔

جب (جلسہ میں شریک عام) لوگ متفرق ہو گئے تو سیدنا معاویہ رضی نے دوران خطاب فرمایا کہ اب بھی کوئی شخص اس معاملہ کچھ بولنا چاہے تو وہ سر اونچا کرے، ہم اس سے اور اس کے والد سے اس امر (خلافت) کے زیادہ حقدار ہیں۔

حضرت حبیب ابن مسلمہ رضی نے دریافت کیا کہ پھر آپ نے کوئی جواب دیا ــــ؟ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی نشست چھوڑ کر کہنا چاہا کہ آپ سے زیادہ حق اس کا ہے جس نے آپ سے اور آپ کے والد سے اسلام کے لئے جنگ کی تھی۔ لیکن مجھے خوف محسوس ہوا کہ کسی میرے منہ سے کوئی ایسی بات نہ نکل جائے جو اختلاف و فساد کا موجب ہو اور میری بات کو غلط رنگ نہ دے لیا جائے۔ اس لئے میں اللہ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خوشنودی وانعام کے خیال سے چپ رہا ۔ سیدنا حبیب بن مسلمہؓ نے فرمایا کہ اللہ نے آپ کو غلط بات کہنے سے محفوظ رکھا اور نامناسب اقدام سے بچا لیا۔"

صحیح بخاری کی اس روایت سے معلوم ہوا کہ ابتداء میں سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کو اپنے متعلق کچھ خیال ہوا تھا، لیکن جب انہوں نے اپنی بہن ام المومنین سیدہ حفصہؓ کے پاس جا کر مشورہ لیا تو آپ نے انہیں ملت کے اجتماعی معاملات میں اختلاف و انتشار سے منع کیا اور آپ نے بار بار سختی کے ساتھ کہہ سُن کر حضرت عبداللہؓ کو اجلاس کی شرکت پر مجبور کر دیا۔

اُمّ المومنین سیدہ حفصہؓ سلام اللہ علیہا کا یہ فرمانا کہ "جاؤ لوگ تمہارے انتظار میں ہیں" اس بات کا ثبوت ہے کہ اجلاس میں مدینہ منورہ کے تمام صحابہؓ اور دیگر اصحاب الرائے کو دعوت دی گئی تھی اور وہ سب ہی وہاں تشریف فرما تھے۔ حضرت عبداللہؓ کا انتظار ہو رہا تھا۔ ان کے پہنچنے پر جلسہ کی کاروائی ہوئی، اجلاس کے تمام شرکاء نے حالات حاضرہ اور ملی مصالح کے پیشِ نظر امیرالمومنین سیدنا معاویہؓ کی پیش کردہ تجاویز سے اتفاق کرتے ہوئے، ولی عہدی کے لئے سیدنا یزید کی نامزدگی کو منظور کر لیا، اس طرح مسلمانوں کے مستقبل کو انتشار و افتراق سے بچانے کی خاطر مُدبّرِ اسلام سیدنا مغیرہ بن شعبہؓ کی تحریک اور دمشق میں ہونے والے نمائندہ اجلاس میں کثرت رائے سے منظور کردہ قرارداد کی مدینہ منورہ کے اس اہم اور مقدس اجلاس میں بلا اختلاف توثیق کی گئی۔

ولی عہدی کی بیعت مکمل ہونے پر جب جلسے کی کاروائی ختم ہوئی اور عموماً شرکائے اجلاس جا چکے، تاہم ابھی چند خاص حضرات موجود تھے، جن سے گفتگو کرتے ہوئے حضرت معاویہؓ نے ایک جملہ کہا، جسے حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

متعلق تعریض سمجھ کر اس کا جواب دینا چاہا، لیکن قائم شدہ اجماع و اتفاق میں رخنہ و فساد پڑ جانے کے خوف سے آپ چپ رہے۔ اس واقعے کے خاصے عرصے بعد سیدنا حضرت حبیب بن مسلمہؓ کو اس اجلاس کی تفصیلات سُناتے ہوئے ان کے معلوم کرنے پر حضرت عبداللہؓ نے اپنے اس جواب کا تذکرہ فرمایا جو آپ اس موقعے پر دینا چاہتے تھے ــــــ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں حضرت معاویہؓ کے اس جملہ اور حضرت عبداللہؓ کے مجوزہ جواب کے بارے میں بھی کچھ عرض کرتے چلیں، تاکہ روایت کے ان الفاظ پر غور کرتے ہوئے ذہن کسی تشویش میں مبتلا نہ ہوں۔

اجلاس کی رسمی کاروائی کی تکمیل و اختتام کے بعد، باقی رہے ہوئے چند خاص حضرات سے بات چیت کرتے ہوئے، امیرالمؤمنین معاویہؓ کی زبان سے یہ جملہ نکلا:-

> "اب بھی کوئی شخص اس معاملہ میں کچھ بولنا چاہے تو وہ سر اونچا کرے، ہم اس سے اور اس کے والد سے اس امر (خلافت) کے زیادہ حقدار ہیں"

گذرے ہوئے واقعات کا تسلسل اور اہل کوفہ کے مرتب کردہ سازشی پروگرام کے پس منظر کو ذہن میں رکھ کر، حضرت معاویہؓ کے ارشاد پر غور کیا جائے تو اس میں کوئی شبہ نہیں رہتا کہ اس جملہ میں حضرت معاویہؓ کی مراد حضرت عبداللہ بن عمرؓ یا ان کے والد ماجد سیدنا عمر فاروق اعظمؓ پر کسی قسم کی تعریض و طنز ہرگز مقصود نہیں ــــــ اور یہ ہو بھی کیسے سکتا ہے جبکہ خلافت کے معاملہ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی طرف سے کبھی کسی حریفانہ روش کا مظاہرہ تک نہیں ہوا۔ اجلاس سے ذرا قبل کچھ خیال پیدا ہوا تھا، جسے اُمّ المؤمنین سیدہ حفصہؓ بنت عمر فاروق اعظمؓ کی مشفقانہ نصیحت اور مصلحانہ توبیخ نے ذہن سے نکال

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیا ـــــ سچ ہے سیدنا حضرت عمرؓ تو وہ نہ صرف سیدنا معاویہؓ کے مربی و محسن تھے بلکہ آپ ہی نے انہیں شام کی گورنری پر فائز فرما کر، انہیں اپنی خداداد صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے مواقع عطا فرمائے تھے ـــــ سیدنا عمرؓ کے ساتھ آپ کو پوری زندگی جس درجہ عقیدت و محبت رہی وہ تاریخ کا صحیح علم رکھنے والے کسی بھی شخص سے پوشیدہ نہیں ـــــ نیز سیدنا عمرؓ کو حضرت معاویہؓ کے ساتھ کس قدر پرخلوص اور قریبی لگاؤ تھا، وہ اس اعتماد سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ۱۸ھ ہجری میں انہیں شام جیسے اہم سرحدی علاقہ پر گورنر بنانے سے لے کر اپنی وفات تک اس اہم اور نازک عہدے سے کبھی سبکدوش نہیں کیا، بلکہ آئے دن ان کے مناصب میں اضافے فرما کر ان پر اپنے بھرپور اطمینان و اعتماد کا اظہار فرماتے رہے ـــــ ان کی شان میں شکایتی الفاظ سن کر آپ کو بے حد قلق ہوتا اور شکایت کرنے والے کو اس شدت سے ڈانٹتے کہ پھر اسے ایسی جرأت نہ ہوتی، غرضیکہ یہ کہنا قطعاً بجا ہے کہ سیدنا عمر فاروق اعظمؓ کی نگاہ میں سیدنا معاویہؓ معتمد ترین شخص تھے۔ ان حالات میں یہ کیونکر باور کیا جا سکتا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے سیدنا عمرؓ پر طنز کیا ہو ـــــ؟

بات اصل میں یہ ہے کہ، عدل مجسم سیدنا فاروق اعظمؓ کی شہادت ـــــ خلیفہ برحق سیدنا عثمان ذوالنورینؓ کے خلاف ہنگامہ آرائی ـــــ جوارِ رسول میں ان کی دردناک شہادت ـــــ بزور طاقت سیدنا علیؓ کی خلافت کا قیام ـــــ عہد علوی میں مسلم کش خانہ جنگیاں ـــــ اور پھر مسجد کے دروازے کے پاس حضرت علیؓ پر قاتلانہ حملہ، وغیرہ وہ واقعات تھے جنہوں نے اسلام اور مسلمانوں کو شدید ترین دھچکا پہنچایا۔ ۲۴ھ سے لے کر ۴۰ھ ہجری تک کا وہ زمانہ جس میں مسلم قوم ان افسوسناک و کربناک حادثات سے دوچار رہی، سیدنا معاویہؓ صوبۂ شام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے گورنر تھے اور متعلقہ فرائض کی ادائیگی کے سلسلہ میں عموماً آپ وہیں رہے۔ لیکن یہ کیسے ممکن تھا کہ آپ جیسا صاحبِ فہم و فراست مدبر اور اسلام کا سچا سپاہی مدینہ و عراق میں ہونے والے افسوسناک حالات سے المناک نہ ہو اور پھران کے اسباب و عوامل کا کھوج لگا کر ان کے تدارک و دفعیہ کی کوشش نہ کرے۔

چنانچہ آپ مومنانہ بصیرت و فراست اور مدبرانہ صلاحیت و مہارت سے اس نتیجہ پر پہنچے کہ یہ سب کچھ ان عجمی عناصر کا کیا دھرا ہے، انہی نے اپنے انتقامی پروگرام پر عمل کرتے ہوئے حضرت عمرؓ جیسے عادل خلیفہ کو راہ سے ہٹایا، سیدنا عثمان غنیؓ کو بے دردی سے شہید کیا، اور سیدنا علیؓ کو آڑ بنا کر مسلمانوں میں تلوار چلوائی ـــــ وہی مفسد ٹولی حضرت حسینؓ کو اپنے ساتھ ملا کر ایک بار پھر مسلمانوں کے اجتماع اور امن و عافیت کو غارت کرنے پر آمادہ ہے ـــــ

امیر المؤمنین سیدنا معاویہؓ کو بخوبی معلوم تھا کہ ان مفسدین و منافقین نے حضرت حسینؓ کو اپنے مقصد کی تکمیل کے لئے اسی طرح تیار کر لیا ہے جس طرح انہوں نے ان کے والد محترم حضرت علیؓ پر تسلط حاصل کر لیا تھا۔ اس سلسلہ میں آپ نے حضرت حسینؓ کو خط و کتابت کے ذریعہ بہت کچھ سمجھایا بھی تھا جس کی تفصیل پچھلے صفحات میں گذر چکی ہے۔ لیکن ع

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

بنا بریں اب جبکہ حضرت حسینؓ بھی اختتام جلسہ پر یہاں موجود تھے، جو عمر میں ان سے بہت چھوٹے اور رشتہ میں ان کے نواسے ہوتے ہیں ـــــ تو آپ نے مناسب سمجھا کہ ان کو کوفیوں کے بھروسے پر انتشار انگیز اقدام سے باز رکھنے کی کوشش کریں۔ بالکل اسی طرح جیسا کہ ام المؤمنین سیدہ حفصہؓ نے اپنے بھائی حضرت عبداللہؓ کو باز رکھا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

توگویا اس ذیل میں آپ نے یہ جملہ فرما کر حضرت حسینؓ کے ذہن سے یہ بات نکالنا چاہی کہ خلافت جیسی اہم انتظامی ذمہ داری۔ ذاتی خصائص اور انفرادی استحقاق کا نتیجہ نہیں ہوا کرتی، اس کے لئے کوئی مکاروں کی خفیہ سازشوں کی نہیں، بلکہ سیاسی بصیرت و مہارت اور انتظامی صلاحیت اور تجربے کی ضرورت ہے۔ جیسے اسلامی ریاست کے ایک کونے سے لے کر دوسرے کونے تک قبول عام حاصل ہو۔ اور جس کی پشت پر نہ صرف اصحاب الرائے بلکہ رائے عامہ کی ایسی تائید و حمایت موجود ہو جس کا کسی بھی صورت میں استخفاف نہ ہو سکے ـــــ اور چونکہ یہ اجماعی تائید "عام الجماعت" کے بعد بھی اب پھر حاصل ہے۔ دمشق اور مدینہ منورہ کے ان اجلاس کے متفقہ فیصلے اس کا منہ بولتا ثبوت ہیں، اس لئے اس اجماع و اتفاق کے بعد بھی اگر کسی شخص کے دل میں کوئی تسلی طلب بات ہو تو وہ سامنے آکر بول لے ہم اس "اجماعی استحقاق" کے سلسلہ میں مزید اطمینان پیش کرنے کے لئے تیار ہیں۔

یہ ہے امیر المؤمنین سیدنا معاویہؓ کے فرمان کی حقیقت، جسے واقعات و حالات کے تسلسل میں رکھ کر دیکھنے کے بعد کسی قسم کی تشویش و تعویق کا امکان نہیں ـــــ اب اللہ ہی بہتر جاننے والا ہے کہ عجمی فتنہ انگیزیوں کو نظر انداز کرتے ہوئے سیدنا عبداللہؓ نے اسے اپنے متعلق تعریض کیوں گمان فرمالیا۔ رضی اللہ عنہ وعفا عنہ۔

اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز وہ جواب ہے جو آپ نے سوچا تھا۔ یعنی،

"آپ سے زیادہ حق اس کا ہے جس نے آپ سے اور آپ کے باپ سے اسلام کے لئے جنگ کی تھی۔"

جہاں تک حضرت معاویہؓ کے والد سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا تعلق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے، بلاشبہ وہ فتح مکہ سے کچھ پہلے تک، اسلام قبول کرنے سے قبل مخالف قوم کے سربراہ کی حیثیت سے مسلمانوں کے مقابل لڑنے کے لئے آئے، لیکن یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ سیدنا معاویہؓ اسلام اور مسلمانوں سے لڑی جانے والی کسی بھی جنگ میں شریک نہیں ہوئے اس لئے بہت ممکن ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ وفور جذبات میں جواب تیار کرتے وقت اس جانب غور نہ فرما سکے ہوں ——— یا پھر ہو سکتا ہے کہ بعد کے کسی راوی نے حضرت عبداللہؓ کے جوابی الفاظ بیان کرتے ہوئے سیدنا ابوسفیانؓ کے ساتھ ہی حضرت معاویہؓ کو بھی شامل کر دیا ہو، ورنہ سیدنا عبداللہ بن عمرؓ جیسے متقی، پرہیزگار، شیخ الصحابہ کی زبان سے دیدہ ودانستہ ایسی خلاف واقعہ اور غلط بات نہیں نکل سکتی تھی ——— واقعات وروایات نقل کرنے میں راوی سے اس طرح کی معمول چوک اور غلطی کے امکان کو نہ صرف یہ کہ نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، بلکہ حدیث، تاریخ اور سیرت کی کتابوں میں ایسی بے شمار مثالیں موجود ہیں جہاں راوی کے تصرف سے بات کچھ کی کچھ ہو کر رہ گئی ہے

ان مسائل میں ہے کچھ ژرف نگاہی درکار
یہ حقائق ہیں تماشائے لبِ بام نہیں

اجماعی بیعت

علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں :۔

فبایع لہ الناس فی سائر الاقالیم ——— (البدایہ والنہایہ ص۷۹ ج۸)

" تمام علاقوں کے لوگوں نے ان کی (ولی عہدی کی) بیعت کی "

یہی علامہ ابن کثیرؒ مزید رقمطراز ہیں :۔

فاستمت البیعۃ لیزید فی سائر البلاد، ذوفدت الوفود من سائر الاقالیم الی یزید۔ البدایہ والنہایہ ص۸۰ ج۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"تمام شہروں میں سیدنا یزیدؒ کی بیعت بلا اختلاف کی گئی۔ نیز ملک کے کونے کونے سے سیدنا یزیدؒ کے پاس (بیعت کرنے کے لئے) وفود آئے۔"

اسلامی تاریخ میں سیدنا یزیدؒ بن معاویہؓ ہی وہ اکیلے شخص ہیں جن کے لئے اس قدر مکمل اور ہمہ گیر استصواب عمل میں آیا جو اس سے پہلے کبھی کسی کے لئے نہیں ہوا۔ لاکھوں میل میں پھیلی ہوئی اسلامی مملکت میں بسنے والے صحابہ کرامؓ، تابعین عظامؒ اور دیگر تمام مسلمانوں نے، مدینہ منورہ کے اجتماع میں کئے گئے متفقہ فیصلے کے بعد بلا پس و پیش ان کے لئے ولی عہدی کی بیعت کی۔

کہا جاتا ہے کہ مندرجہ ذیل پانچ حضرات نے سیدنا یزیدؒ کے لئے ولی عہدی کی بیعت نہیں کی تھی:۔

۱ ــــــ سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما۔

۲ ــــــ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما۔

۳ ــــــ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما۔

۴ ــــــ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما۔

۵ ــــــ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما۔

لیکن ان حضرات کے عملی موقف کی روشنی میں دعویٰ سے کہا جا سکتا ہے کہ دیگر ہمعصر صحابہؓ و تابعینؒ کی طرح ان حضرات نے بھی ولی عہدی کی بیعت کی تھی۔ یہ ممکن ہے کہ ان میں سے بعض حضرات نے مشورہ دیتے ہوئے اختلاف رائے کا اظہار کیا ہو۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بعض حضرات کے دل میں اپنے متعلق کچھ استحقاقی خیالات بھی موجزن رہے ہوں۔ لیکن یہ کسی طرح بھی ثابت نہیں کیا جا سکتا کہ اکابر صحابہؓ کی موجودگی میں ہونے والے اجلاس کے اجتماعی فیصلے کے بعد ان میں سے کسی نے کسی قسم کا اختلاف کیا ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نے مدینہ منورہ میں ہونے والے پہلے مشاورتی اجلاس میں حضرت مروانؓ کے سامنے کوئی اعتراض کیا اور پھر اٹھ کر چلے گئے۔ لیکن اس کے بعد سیدنا معاویہؓ کی موجودگی میں ہونے والے اجتماع یا اس کے علاوہ کسی دوسرے موقعہ پر ان سے کوئی ایسی بات ثابت نہیں جسے ان کی ناراضگی وانکار پر دلیل قرار دیا جا سکتا ہو۔ یہ اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ وہ ۵۰ھ ہجری کے آخر میں ہونے والے اس اجماعی فیصلے سے متفق تھے، یہاں تک کہ ۵۳ھ ہجری میں ان کی وفات ہو گئی۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے دل میں ابتداءً اپنے متعلق کچھ خیال پیدا ہوا۔ لیکن ام المومنین سیدہ حفصہؓ کے سمجھانے پر آپ نے عمر بھر کے لئے اسے ذہن سے نکال دیا ـــــ صحیح بخاری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سیدنا یزیدؒ کی ولی عہدی پر صرف راضی ہی نہ تھے بلکہ ان کے متعلق یہاں تک فرمایا کرتے تھے

انا قد بایعنا ھذا الرجل علی بیع اللہ و رسولہ الخ۔۔۔

(بخاری جلد دوم ص ۱۰۵۳)

"ہم نے ان (یزید بن معاویہؓ) کے ہاتھ پر اللہ اور اس کے رسول کی بیعت کی ہے۔"

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا نام بھی بیعت نہ کرنے والوں میں خواہ مخواہ لے لیا گیا ہے۔ ورنہ تاریخ کے صفحات شاہد ہیں کہ آپ کو سیدنا یزیدؒ سے نہ کبھی کد تھی اور نہ آپ سے بیعتِ ولی عہدی کے سلسلہ میں کسی ناراضگی و اختلاف کا صدور ہوا، آپ نہ صرف خود سیدنا یزیدؒ کی بیعت پر قائم رہے بلکہ دوسروں کو بھی اس پر مضبوطی سے قائم رہنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے متعلق تاریخی روایات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ شروع میں ولی عہدی سے متعلق اختلافی رائے رکھتے تھے، اور آپ نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنی اختلافی رائے کا برملا اظہار بھی کیا۔ لیکن جب قومی مصالح اور مسلم اجتماعیت کو درپیش خطرات کو سامنے رکھ کر تمام اکابر امت نے ولیعہدی سے متعلق متفقہ فیصلہ کرلیا تو آپ نے بھی اسے تسلیم کرلیا، یہی وجہ ہے کہ آپ نے سیدنا یزیدؒ کی ولیعہدی کے متفقہ فیصلے سے لے کر حضرت معاویہؓ کے انتقال تک کسی مخالفانہ روش کا اظہار نہ فرمایا ـــــ البتہ حضرت معاویہؓ کی وفات کے بعد جب سیدنا یزیدؒ کی خلافت کے لئے تجدید بیعت ہونے لگی، تو اس وقت آپ نے بیعت نہ کی۔ بایں ہمہ یہ بھی ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت یزیدؒ کی وفات سے قبل آپ نے اپنے لئے کھل کر دعوت دی ہو یا اپنی خلافت کا اعلان کیا ہو۔

حضرت حسین بن علیؓ کو اگرچہ کوفی سبائیوں نے بہت کچھ نرم، گرم کرر کھا تھا، تاہم آپ نے بھی اس اجماعی فیصلے کو تسلیم کرتے ہوئے اپنے "تایازاد بہنوئی اور پھوپھیرے سالے" سیدنا یزیدؒ کے لئے ولی عہدی کی بیعت کی۔ جس کی ایک موقعہ پر سیدنا یزیدؒ نے آپ کو یاد دہانی کرائی تھی ـــــ نیز تاریخ سے یہ بھی ثابت ہے کہ حضرت معاویہؓ کی وفات تک آپ ہر سال دمشق تشریف لے جایا کرتے تھے۔

سیدنا معاویہؓ کی وفات کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی طرح آپ نے بھی خلافت کے لئے تجدید بیعت نہ کی اور کوفیوں کے چکر میں آکر سبائی چھاؤنی کوفہ روانہ ہوئے۔ راستہ میں کوفی منافقوں کی عیاری و مکاری کا پردہ چاک ہوا تو "حتی اضع یدی فی یدہ" کہہ کر سیدنا یزیدؒ کی بیعت میں شمولیت کا اعلان ہی نہیں فرمایا بلکہ کوفہ کی راہ چھوڑ کر دمشق کی جانب سفر شروع کر دیا تاکہ خلیفہ یزیدؒ کے پاس پہنچ کر عملاً تکمیلِ بیعت کرلیں ـــــ لیکن راستہ ہی میں کربلا کے مقام پر کوفی سازشیوں کے ہاتھوں آپ کی افسوسناک شہادت کا واقعہ پیش آگیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غرضیکہ جن پانچ حضرات کے نام ولی عہدی کی بیعت نہ کرنے کے سلسلہ میں لئے جاتے ہیں۔ ان سب نے بھی سیدنا یزیدؒ کے لئے ولی عہدی کی بیعت کی تھی۔ یہ کہنا قطعاً غلط اور بے اساس ہے کہ ان میں سے کسی نے بھی سیدنا یزیدؒ کی ولیعہدی کے اجماعی فیصلے کو قبول نہیں کیا تھا۔ یا اس اتفاق کے بعد انہوں نے ولی عہدی کے زمانہ میں کسی قسم کی رخنہ اندازی و انتشار پسندی کا مظاہرہ کیا تھا ـــــ البتہ سیدنا یزیدؒ کی "دس سالہ ولی عہدی" کے بعد سیدنا معاویہؓ کی وفات پر جب ان کے لئے خلافت کی بیعت ہونے لگی تو حضرت حسینؓ اور حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ نے اس سے پہلو تہی اختیار کی تھی، لیکن اس بیعت کا تعلق ولی عہدی سے نہیں بلکہ خلافت سے ہے، جس پر تفصیلی گفتگو آگے آرہی ہے۔ یہاں صرف یہ بتلانا ہے کہ سیدنا یزیدؒ کی ولی عہدی سے متعلق پوری اسلامی مملکت میں کوئی ایک قابل ذکر شخص بھی ایسا نہ تھا، جس نے ولی عہدی کی بیعت میں شمولیت نہ کی ہو۔

ولی عہدی کی بیعت مکمل ہونے پر امیر المومنین سیدنا معاویہؓ نے ان الفاظ میں دعا مانگی:۔

اللھم ان کنت عھدت لیزید لما رأیت من فضلہ فبلغہ ما املت واعنہ وان کنت انما حملنی حب الوالد لولدہ وانہ لیس لما صنعت بہ اھلاً فاقبضہ قبل ان یبلغ ذٰلک۔ (تاریخ الاسلام، للذھبی ج۲ ص ۲۶۷)

"اے اللہ! اگر میں نے یزیدؒ کو اس کے فضل و کمال کی وجہ سے اپنا ولی عہد بنایا ہے، تو اسے اس بلند مقام تک پہنچا جس کی میں نے اس کے لئے امید کی ہے۔ اور اس کی اعانت و امداد فرما۔ اور اگر اس بات پر مجھے اس محبت نے آمادہ کیا ہے جو ایک باپ کو اپنے بیٹے سے ہوتی ہے اور در حقیقت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ اس منصب کا اہل نہیں، تو اس کے اس منصب تک پہنچنے سے پہلے اسے موت دے دے۔"

علامہ حافظ ابن کثیرؒ نے سیدنا معاویہؓ کی دعا ان لفظوں میں نقل کی ہے:

اللھم ان کنت تعلم انی ولیتہ لانہ فیما اراہ اھل لذلک فاتمم لہ ما ولیتہ وان کنت ولیتہ لانی احبہ فلا تتمم لہ ما ولیتہ۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۸۰)

"اے اللہ! تو جانتا ہے کہ اگر میں نے یزیدؒ کو اس کی اہلیت و قابلیت کی وجہ سے ولی عہد بنایا ہے تو اس ولی عہدی کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا اور اگر میں نے صرف پدری محبت سے ایسا کیا ہے تو اسے پورا نہ ہونے دیجیو۔"

امیر المومنین سیدنا معاویہؓ کی یہ دعا اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ ولایت عہد کی تجویز و تحریک اور ولی عہدی کے لئے سیدنا یزیدؒ کی نامزدگی ذاتی اغراض و مفادات ـــــ اور محض پدرانہ شفقت و محبت کی بنیاد پر عمل میں نہیں آئی بلکہ سیدنا یزیدؒ کو اس اہم منصب کے لئے اہلیت و صلاحیت کا حامل جان کر کی گئی، تاکہ اسلامی خلافت اور مسلم شیرازہ بندی کو مستقبل میں درپیش ممکنہ خطرات و خدشات سے تحفظ حاصل ہو سکے ـــــ اس سلسلہ میں سیدنا معاویہؓ نے جس قدر احتیاط سے کام لیا وہ بلاشبہ آپ ہی کا حصہ ہے، جس کی مثال نہ سابقین میں ملتی ہے اور نہ ہی بعد والوں کی سیاسی و عملی زندگی میں اس کا کھوج لگایا جا سکتا ہے۔

سینکڑوں، ہزاروں صحابہؓ، اور لاکھوں، کروڑوں تابعین کے اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس بے مثال اجماعی فیصلے کے نتیجہ میں منعقد ہونے والی ولی عہدی کے باوجود اللہ رب العزت کے دربار میں دست بدعا ہو کر عرض کرنا کہ:

"یہ ولی عہدی اگر نیک نیتی سے کی گئی تو اسے کامیابی سے ہمکنار فرما،
ورنہ اس کی تکمیل سے پہلے ہی میرے بیٹے یزیدؒ کو موت دے دے"

صحابی رسول، کاتب قرآن، خلیفہ راشد، زبانِ نبوت سے ہادی و مہدی اور امین کا لقب پانے والے "امیر المومنین سیدنا معاویہؓ سلام اللہ علیہ کی اس پر خلوص دعا کے بعد بھی مسلمان کہلانے والے کسی شخص کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ آپ کی نیک نیتی و خلوص کے خلاف زبان و قلم کی باگیں کھولے؟
اگر آپ کی نیت میں ذرا بھی جھول ہوتا تو پھر یہ کیسے ممکن تھا کہ آپ سیدنا سعد بن ابی وقاصؓ جیسے مستجاب الدعوات صحابی رسولؐ کی آمین سے بے خوف ہو کر اپنے بیٹے یزیدؒ کے حق میں اس طرح دست بدعا ہوتے۔؟

عہد حاضر کے ایک سبائی "نے نواز" کا یہ کہنا قطعاً غلط اور مقام صحابیت سے ان کی جہالت کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ :-

"یزید کی ولی عہدی کے لئے ابتدائی تحریک کسی صحیح جذبے کی بنیاد پر نہیں ہوئی تھی، بلکہ ایک بزرگ نے اپنے ذاتی مفاد کے لئے دوسرے بزرگ کے ذاتی مفاد سے اپیل کر کے اس تجویز کو جنم دیا ———— الخ"

(خلافت و ملوکیت ص ۱۵۰)

درحقیقت اس طرح کی تبرائی باتیں، سبائی علمبرداروں کی اس بوکھلاہٹ کا کرشمہ ہیں جو سیدنا یزیدؒ کی ولی عہدی کے سلسلہ میں ہونے والے ناقابل انکار اجتماعات میں کیڑے نکالنے کی غرض سے ایجاد کئے گئے ہیں۔ چنانچہ کبھی کہا جاتا ہے کہ ایک دوسرے کے ذاتی مفادات سے اپیل کر کے اس تجویز کو جنم دیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گیا۔ کبھی کہا جاتا ہے کہ رشوتیں دے کر لوگوں کی رائے حاصل کی گئیں — کبھی کہا جاتا ہے لوگوں کو ڈرا دھمکا کر اور سروں پر تلوار رکھ کر بیعت لی گئی وغیرہ وغیرہ۔ ذرا غور فرمائیں — اگر مالی رشوتیں اور عہدوں میں ترقی دے کر رائے عامہ ہموار کی جا سکتی، یا طاقت اور دھونس کے ذریعہ گردن کو خوفزدہ کر کے بیعت پر آمادہ کیا جا سکتا تو اتنے بڑے بڑے اجتماعات کرنے اور سفر کی صعوبتیں برداشت کرنے کی کیا ضرورت تھی — اگر بات اتنی ہی تھی کہ کچھ لوگوں کو مال کی چمک دمک دکھا کر راضی کر لیا جائے اور کچھ کر سروں پر ننگی شمشیریں لٹکا کر کام نکال لیا جائے، یہ سب کچھ تو عرب بیٹھے کرایا جا سکتا تھا۔ اس کے لئے ایک ایک شخص کی رائے کے احترام میں اس احتیاط برتنے کی کیا ضرورت تھی، جس کی تفصیل گذشتہ اوراق میں بیت ہو چکی ہے۔ بنا بریں — وہ تمام حکایات و روایات قطعاً غلط اور بے بنیاد ہیں جن کے ذریعہ یہ ثابت کرنے کی کوششیں کی جاتی ہیں کہ ولی عہدی کے سلسلہ میں لوگوں نے خوش دلی سے آمادگی ظاہر نہ کی تھی، بلکہ خوف اور لالچ کے ہر ممکن — جائز و ناجائز — وسائل استعمال کر کے انہیں اپنے ایمان و ضمیر اور مرضی کے خلاف بیعت کرنے پر مجبور کیا گیا تھا، چنانچہ علامہ مسلم بن قتیبہ دینوری رحؒ کے نام کی آڑ لے کر تقیہ کی ناپاک چادر میں چھپے ہوئے سبائی مؤلف کی عبارت ملاحظہ ہو:۔

والقوم سکوت ولم یتکلموا شیئاً حذر القتل

(الامامۃ والسیاسۃ ج۱ ص ۱۹۰)

"ساری قوم چپ سادھے رہی۔ اور قتل کے ڈر سے کسی نے زبان تک نہ کھولی"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ ہے بدنما اور مکروہ منظر کشی بدر و حنین کے مجاہدوں، اُحد و خندق کے شہسواروں ، اور صلح حدیبیہ کے موقعہ پر " رضی اللہ عنہم " کی سند پانے والے ان خوش قسمت اور مقدس انسانوں کی جنہیں اسلام کی تاریخ میں صحابہ کرام کے محترم نام سے موسوم کیا جاتا ہے ۔ جن کے ایمان و یقین ۔ تقویٰ و طہارت اور رشد و صالحیت کی گواہی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس طرح دی ہے :-

۱ ـــ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ (پ۱۰ سورت انفال)

" جن لوگوں نے ایمان قبول کیا ، ہجرت کی اور اللہ کے راستہ میں جہاد کیا ، نیز وہ جنہوں نے ٹھکانا دیا اور مدد کی ۔ وہی سچے پکے مسلمان ہیں ان کے لئے بخشش اور عزت کی روزی ہے "

۲ ـــ لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ؗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (پ۱۰ سورہ توبہ)

" لیکن رسول اور ان پر ایمان لانے والے (صحابہؓ) نے اپنے مال و جان سے جہاد کیا ۔ انہیں کے لئے نیکیاں ہیں اور وہی فلاح پانے والے ہیں "

۳ ـــ ..... وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۝ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نِعْمَةً وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ (پ۲۶ سورت حجرات)

"لیکن اللہ نے تم میں ایمان کی محبت ڈال دی اور اسے تمہارے دلوں میں رچا دیا۔ نیز کفر و فسق اور نافرمانی سے نفرت تم میں پیدا کر دی، یہی لوگ اللہ کے فضل و کرم سے نیک چلن ہیں۔ اللہ سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔"

اگر ولی عہدی کی اس تجویز کو ذاتی مفادات سے اپیلیں کر کے جنم دیا گیا ہوتا یا اس میں شرعی، اخلاقی اور قانونی کسی بھی قسم کی برائی ہوتی ——— یا ولی عہدی کے لئے سیدنا یزید کی نامزدگی میں اللہ اور اس کے رسول برحق کی نافرمانی و بغاوت کا شائبہ بھی ہوتا۔ تو پھر اُولٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا، اُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ اور اُولٰئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ جیسے، ربانی اعزازات پانے والے وہ صحابہ کرامؓ کسی حال میں اس پر آمادہ و رضامند نہ ہوتے، جنہیں اللہ نے اپنے دین اور اپنے نبی کی نبوت و رسالت پر گواہ قرار دیا ہے:۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ۔ (پ۲ سورت بقرہ)

"اسی طرح ہم نے تم کو درمیانی روش امت بنایا ہے تاکہ تم باقی لوگوں پر گواہ رہو۔"

تاریخ میں محفوظ واقعات شاہد ہیں کہ اصحاب رسول صلوات اللہ و سلامہٗ علیہم موت سے کھیل جانے اور شدید ترین آزمائش و امتحان میں کود پڑنے اور نبرد آزما ہونے کے لئے تو تیار رہتے تھے، لیکن دین و ایمان اور ضمیر کے خلاف کسی بھی نافرمانی و مصلحت کوشی کو انہوں نے کبھی قبول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں کیا۔ خواہ اس عزیمت و استقامت کی راہ میں کتنی ہی کٹھن راہوں و دشوار گذار گھاٹیوں سے ہی کیوں نہ گذرنا پڑا ہو، اور کتنی ہی عظیم ترین قربانیاں کیوں نہ دینی پڑی ہوں ـــــ یہی تو وہ صاحب عزم و شجاعت اصحاب رسولؐ ہیں جن کے بارے میں قرآن مجید نے کھے طور پر اعلان کیا کہ وہ دینی معاملات میں کسی بھی ملامت و خوف کی پرواہ نہیں کرتے وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَۃَ لَائِمٍ ـــ سورت مائدہ" ــــــــ اس لئے بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ زیر بحث معاملہ میں اگر دینی قباحت ہوتی تو پھر حضرات صحابہ کرامؓ اور ان کی پیروی میں تابعین عظامؒ جان پر تو کھیل سکتے تھے، لیکن کسی خوف یا لالچ میں آکر غلط بات کے سامنے سر تسلیم خم کر کے مداہنت، ذہنی منافقت اور تقیہ بازی کا اظہار ہرگز نہ کرتے ــــ نیز مدبر اسلام سیدنا مغیرہ بن شعبہؓ اور کاتب قرآن سیدنا معاویہ بن ابی سفیانؓ جیسے اکابر امت کی مسلمہ صحابیت اور صحابیت کے لازمی اوصاف ثقاہت و عدالت اس کا بیّن ثبوت ہیں کہ ولی عہدی کی اس تجویز و تحریک میں نہ تو ذاتی اغراض و مفادات اور غیر شرعی رجحانات کا دخل تھا، اور نہ ہی اللہ و رسول کے احکام سے سرتابی و نافرمانی کا کوئی شائبہ۔ ایسا ہوتا تو نہ ان حضرات کی جانب سے تحریک کی جاتی اور نہ ہی اس کی تائید و حمایت میں صحابہؓ و تابعینؒ کا وہ فقید المثال "اجماعی فیصلہ" عمل میں آتا ـــــ جو ہزار پیچ و تاب اور تاویلات کے باوجود بھی ایک ناقابلِ انکار تاریخی حقیقت ہے۔

غیر صحابی خلفائے اسلام میں سیدنا یزیدؒ ہی وہ خوش نصیب شخص ہیں جن کے زمانۂ ولی عہدی ۵۶ھ بلکہ اس کے بعد ان کے عہدِ خلافت تک بڑی تعداد میں حضرات صحابہ کرامؓ موجود تھے۔ نیز یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ ان میں سے کسی نے بھی اس ولی عہدی کی مخالفت میں ووٹ نہیں دیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مشہور مصری مورخ علامہ محمد خضری بک لکھتے ہیں:۔

وقد کان فی ذلک العصر کثیر من الصحابۃ بالحجاز والشام والبصرۃ والکوفۃ ومصر الخ (اتمام الوفاء مطبوعہ مصر ص۱۲۴)

"اس وقت حجاز، شام، بصرہ، کوفہ اور مصر میں بکثرت صحابہ کرامؓ موجود تھے"

سیدنا یزیدؒ کی ولی عہدی اور عہد خلافت کے زمانہ میں اگرچہ بکثرت صحابہ کرامؓ بقید حیات تھے، تاہم جن حضرات کے اسمائے گرامی رجال وسیر کی کتابوں میں سن وفات کی صراحت کے ساتھ موجود ہیں، شیخ الاسلام، امام اہل سنت علامہ محمود احمد عباسی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں چھان بین کر کے یکجا کیا ہے فجزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

شیخ الاسلام علامہ عباسی مرحوم و مغفور رقام فرماتے ہیں:۔

"عہد رسالت، صدر اسلام کی جن محترم ہستیوں - ازواج مطہراتؓ وصحابہ کرامؓ کے اسمائے گرامی اور مختصر حالات ابتدائی صفحات میں درج ہیں باعتبار خصوصیات و شان امتیاز حسب ذیل ہیں:۔

۱- ازواج مطہرات (امہات المؤمنین)	=	۵
۲- اصحاب عشرہ مبشرہ	=	۲
۳- بدری صحابہ	=	۱۸
۴- اصحاب بیعت الرضوان	=	۱۴
۵- دیگر صحابہ	=	۲۳۳
	=	۲۷۲

ان میں سے تقریباً ایک تہائی یعنی (۸۳) تو امیر یزیدؒ کی ولی عہدی (۵۱ - ۶۰ھ) کے مختلف سنین میں رہ گزار عالم جاودانی ہوئے، باقی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱۸۹) ان کے عہد خلافت میں حیات رہے اور بعض اس کے بھی بعد تک۔"

(تحقیق مزید ص ۵۸)

مناسب ہوگا کہ ـــــ امہات المومنین رض، اصحاب عشرہ مبشرہ رض، اصحاب بدر، اصحاب بیعت رضوان اور دیگر صحابہ کرام رض کے کچھ اسمائے گرامی مع سنین وفات یہاں درج کر دیئے جائیں، تفصیلی معلومات کے لئے علامہ مرحوم کی کتاب "تحقیق مزید" کے ابتدائی ستر صفحات کا مطالعہ کیا جائے۔

امہات المومنین رض

ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا ـــــ سن وفات ۵۴ھ

ام المومنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا ـــــ " " ۵۶ھ

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ـــــ " " ۵۸ھ

ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا ـــــ " " ۵۹ھ

ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا ـــــ " " ۶۱ھ

اصحاب عشرہ مبشرہ رض

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سن وفات ۵۵ھ یا ۵۹ھ

سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ " " ۵۱ھ

اصحاب بدر رضی اللہ عنہم اجمعین

حضرت عتبان بن مالک انصاری رض ۵۱ھ

" حارثہ بن نعمان انصاری رض ۵۲ھ

" نعمان بن عمرو رض ۵۴ھ

" کعب بن عمرو انصاری رض ۵۵ھ

" عمرو بن امیہ الضمیری رض ۶۰ھ

حضرت ابو بردہ ہانی بن نیار رض ۵۲ھ

" ابو طلحہ زید بن سہل انصاری رض ۵۲ھ

" ارقم بن ارقم رض ۵۵ھ

" ابو اسید مالک بن ربیعہ انصاری ۶۰ھ

" جابر بن عتیک انصاری رض ۶۱ھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت ربیعہ بن کعب اسلمیؓ	سنہ ۶۳ھ	حضرت شداد بن اوس انصاریؓ	سنہ ۶۴ھ
〃 سائب بن خلاد انصاریؓ	سنہ ۷۱ھ	〃 جابر بن عبداللہ انصاریؓ	سنہ ۷۸ھ

اصحاب بیعت رضوان رضی اللہ عنہم اجمعین

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ ثقفی	سنہ ۵۱ھ	حضرت عائذ بن ثعلبہؓ	سنہ ۵۳ھ
〃 عبداللہ بن المغفلؓ	سنہ ۶۱ھ	〃 ثابت بن ضحاک انصاریؓ	سنہ ۶۴ھ
〃 فضالہ بن عبید انصاریؓ	سنہ ۶۹ھ	〃 عبداللہ بن ابی حدرد اسلمیؓ	سنہ ۷۰ھ
〃 عمرو بن اخطب انصاریؓ	سنہ ۷۱ھ	〃 عبداللہ بن عمرؓ	سنہ ۷۴ھ
〃 سلمہ بن عمرو انصاریؓ	سنہ ۷۴ھ	〃 ابو ثعلبہ بن جرہمؓ	سنہ ۷۵ھ
〃 علقمہ بن خالدؓ	سنہ ۸۷ھ		

دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین

حضرت حکم بن عمرو غفاریؓ	سنہ ۵۱ھ	حضرت ابو عیاش زید بن صامتؓ	سنہ ۵۱ھ
〃 جعفر بن ابی سفیان بن حارثؓ	سنہ ۵۱ھ	〃 ابوبکرہ ثقفیؓ	سنہ ۵۲ھ
〃 ابو موسیٰ اشعریؓ	سنہ ۵۳ھ	〃 صعصعہ بن ناجیہؓ	سنہ ۵۳
〃 عمران بن حصینؓ	سنہ ۵۳ھ	〃 سفیان بن عوف غامدیؓ	سنہ ۵۳ھ
〃 کعب بن عجرہ انصاریؓ	سنہ ۵۴ھ	〃 دحیہ بن خلیفہ کلبیؓ	سنہ ۵۴ھ
〃 حسان بن ثابت انصاریؓ	سنہ ۵۴ھ	〃 جریر بن عبداللہ البجلیؓ	سنہ ۵۴ھ
〃 حکیم بن حزام اسدیؓ	سنہ ۵۴ھ	〃 حویطب بن عمروؓ	سنہ ۵۴ھ
〃 ابو قتادہ انصاریؓ	سنہ ۵۴ھ	〃 ثوبان بن مجدرؓ	سنہ ۵۴ھ
〃 عبداللہ بن انیسؓ	سنہ ۵۴ھ	〃 سعید بن یربوعؓ	سنہ ۵۴ھ
〃 قثم بن عباس ہاشمیؓ	سنہ ۵۵ھ	〃 رویفع بن ثابت انصاریؓ	سنہ ۵۶ھ
〃 سائب بن ابی وداعہ سہمیؓ	سنہ ۵۷ھ	〃 سمرہ بن جندبؓ	سنہ ۵۸ھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت جبیر بن مطعم رض — سنہ ۵۹ھ
، ابو محذورہ القرشی رض — سنہ ۵۹ھ
، ابو ہریرہ رض — سنہ ۵۹ھ
، اوس بن حذیفہ ثقفی رض — سنہ ۵۹ھ
، حمزہ بن عمرو اسلمی رض — سنہ ۶۱ھ
، ابو یزید عقیل بن ابی طالب ہاشمی رض — سنہ ۶۰ھ
، عمرو بن حزم انصاری رض — سنہ ۶۲ھ
، عبداللہ بن زید انصاری رض — سنہ ۶۳ھ
، مسلم بن عقبہ بصری رض — سنہ ۶۳ھ
، جرہد بن خویلد مزنی رض — سنہ ۶۳ھ
، ضحاک بن قیس فہری رض — سنہ ۶۴ھ
، ربیعہ بن کعب اسلمی رض — سنہ ۶۴ھ
، ابو سعید بن المعلی رض — سنہ ۶۴ھ
، حارثہ بن بدر رض — سنہ ۶۴ھ
، نعمان بن بشیر انصاری رض — سنہ ۶۵ھ
، اسماء بن خارجہ رض — سنہ ۶۵ھ
، عبداللہ بن عباس رض — سنہ ۶۸ھ
، براء ابن عازب انصاری رض — سنہ ۶۸ھ
، زید بن ارقم انصاری رض — سنہ ۶۸ھ
، خویلد بن عمرو خزاعی رض — سنہ ۶۸ھ
، سفینہ رض مولیٰ رسول اللہ — سنہ ۷۰ھ

حضرت اسامہ بن زید کلبی رض — سنہ ۵۹ھ
، سعید بن العاص اموی رض — سنہ ۵۹ھ
، عبداللہ بن سعد عامری رض — سنہ ۵۹ھ
، سہل بن ابی حثمہ انصاری رض — سنہ ۵۹ھ
، ہلال بن الحرث رض — سنہ ۶۰ھ
، شیبہ بن عثمان رض — سنہ ۶۱ھ
، عبدالمطلب بن ربیعہ ہاشمی رض — سنہ ۶۲ھ
، عقبہ بن نافع فہری رض — سنہ ۶۳ھ
، ولید بن عقبہ اموی رض — سنہ ۶۳ھ
، جابر بن عبداللہ قبطی رض — سنہ ۶۳ھ
، مسور بن مخرمہ قرشی رض — سنہ ۶۴ھ
، ابو برزہ اسلمی رض — سنہ ۶۴ھ
، حارث بن نفیع انصاری رض — سنہ ۶۴ھ
، زمل بن عمرو العذری رض — سنہ ۶۴ھ
، مروان بن الحکم رض اموی — سنہ ۶۵ھ
، حارث بن عوف لیثی رض — سنہ ۶۶ھ
، عبداللہ بن عمرو سہمی رض — سنہ ۶۸ھ
، عدی بن حاتم الطائی رض — سنہ ۶۸ھ
، زید بن خالد الجہنی رض — سنہ ۶۸ھ
، جندب بن عبداللہ البجلی رض — سنہ ۶۹ھ
، سعید بن نمران ہمدانی رض — سنہ ۷۰ھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت ثعلبہ بن حکم لیثی رضؓ	سنہ ۷۰ھ	حضرت حارث بن عمرو مزنی رضؓ	سنہ ۷۰ھ
۔ عبداللہ بن سائب انصاری رضؓ	سنہ ۷۱ھ	۔ عبداللہ بن ابی حدرد سلمی رضؓ	سنہ ۷۱ھ
۔ جابر بن عبداللہ انصاری رضؓ	سنہ ۷۲ھ	۔ عبداللہ بن حازم اسلمی رضؓ	سنہ ۷۲ھ
۔ حارث بن سوید رضؓ	سنہ ۷۲ھ	۔ نافع بن خدیج حارثی رضؓ	سنہ ۷۳ھ
۔ اوس بن ضمعج حضرمی رضؓ	سنہ ۷۳ھ	۔ ابو سعید خدری رضؓ	سنہ ۷۴ھ
۔ جابر بن سمرہ رضؓ	سنہ ۷۴ھ	۔ زرارہ بن جزء کلابی رضؓ	سنہ ۷۴ھ
۔ اسود بن یزید رضؓ	سنہ ۷۴ھ	۔ عرباض بن ساریہ سلمی رضؓ	سنہ ۷۵ھ
۔ زہیر بن قیس رضؓ	سنہ ۷۶ھ	۔ سائب بن خباب مدنی رضؓ	سنہ ۷۷ھ
۔ سائب بن یزید کندی رضؓ	سنہ ۸۰ھ	۔ جبیر بن نفیر حضرمی رضؓ	سنہ ۸۰ھ
۔ عبداللہ بن حوالہ اردنی رضؓ	سنہ ۸۰ھ	۔ جنادہ بن امیہ الدوسی رضؓ	سنہ ۸۰ھ
۔ طارق بن شہاب انجلی رضؓ	سنہ ۸۳ھ	۔ اسود بن بلال رضؓ	سنہ ۸۴ھ
۔ عبداللہ بن جعفر طیار رضؓ	سنہ ۸۵ھ	۔ عبداللہ بن حارث زبیدی رضؓ	سنہ ۸۶ھ
۔ عبداللہ بن ثعلبہ رضؓ	سنہ ۸۹ھ	۔ سہل بن سعد ساعدی رضؓ	سنہ ۹۱ھ
۔ ابو سنان العبدی رضؓ	سنہ ۹۱ھ	۔ انس بن مالک انصاری رضؓ	سنہ ۹۳ھ
۔ سعد بن ایاس الشیبانی رضؓ	سنہ ۹۵ھ	۔ حارث بن اوس انصاری رضؓ	سنہ ۹۴ھ
۔ عبداللہ بن بسر المازنی رضؓ	سنہ ۹۶ھ	۔ محمود بن لبید انصاری رضؓ	سنہ ۹۶ھ
۔ محمود بن ربیع انصاری رضؓ	سنہ ۹۷ھ	۔ سہل بن حنیف انصاری رضؓ	سنہ ۱۰۰ھ
۔ معاویہ بن الحکم سلمی رضؓ	سنہ ۱۰۰ھ	۔ عامر بن واثلہ لیثی رضؓ	سنہ ۱۰۰ھ

حضرت ابو عنبہ الخولانی رضؓ ، سنہ ۱۰۸ھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِنتخابِ خلیفہ کا اِسلامی تصوّر

- منصبِ خلافت
- الراشدون
- فرقِ مراتب
- طریقِ انتخاب
- علمائے محققین کا فیصلہ
- باپ کے بعد بیٹا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انتخابِ خلیفہ کا اسلامی تصوّر

سربراہ کا تقرّر ـــــ ہر قوم کی ایک ایسی ناگزیر ضرورت ہے، جس کے بغیر قومی تشخص، اجتماعی نظم اور دشمنوں سے دفاع وغیرہ جیسے اہم معاملات ناممکن ہوتے ہیں۔ اقوامِ عالم نے اس قومی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے متعدد طریقے متعین کئے ہیں دوسری قوموں کے نظامِ حکمرانی چونکہ اس وقت زیرِ بحث نہیں۔ اس لئے ان سے صرفِ نظر کرتے ہوئے، یہاں صرف یہ جاننے پر اکتفا کیا جائے گا کہ آیا اسلام نے اپنے ماننے والوں کو سربراہ کے تقرر یا اقتدار کی منتقلی کے بارے میں کوئی راہنمائی کی ہے ـــــ؟

قرآن حکیم، سنتِ رسولؐ اور اسوۂ صحابہؓ سے معلوم ہوتا ہے اسلام نے اس سلسلہ میں کسی ایک طریقہ کو مختص قرار دے کر دوسرے تمام ممکنہ طریقوں کی ممانعت نہیں کی بلکہ یہ رخصت و سہولت دی ہے کہ بدلتے ہوئے حالات کے مطابق جو طریقہ مناسب ہو اختیار کر لیا جائے، البتہ اختیار کردہ طریقہ اور اس کے نتیجہ میں منتخب ہونے والے سربراہ کو جمہورِ امت کی تائید و حمایت حاصل ہونا لازمی ہے، تاکہ "اسلامی خلافت" کے وہ خصوصیات پورے طور پر بروئے عمل آ سکیں، جن کے بغیر کسی بھی حکومت کو اللہ اور اس کے رسول کی پسندیدہ ـــــ یا خلافت علی منہاج النبوت نہیں کہا جا سکتا۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہہ لیں کہ اسلام کو اس سے کوئی سروکار نہیں کہ منتخب ہونے والا شخص مسلمانوں کی کس ذات، پات یا رنگ و نسل سے تعلق رکھتا ہے اور ...

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

منصب تک رسائی کے لئے نامزدگی، شورائیت اور جمہوریت وغیرہ انتخابی طریقوں میں سے کونسا فارمولا اختیار کیا گیا۔ اسلام صرف یہ چاہتا ہے کہ حاکم مقرر کرنے اور نظم مملکت چلانے کے لئے چاہے جو بھی صورت اختیار کی جائے لیکن بہرطور مسلم اجتماعیت کو نقصان نہ پہنچنا چاہئے اور نہ ہی اللہ کے بتائے ہوئے اوصاف و خصوصیات کو پامال ہونے دینا چاہئے۔

چنانچہ ارشاد ربانی ہے:۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ (پ ۱۸ سورۃ نور)

"تم میں سے جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں، ان سے اللہ وعدہ کرتا ہے کہ انہیں زمین میں خلافت عطا کرے گا، جیسا کہ ان سے پہلوں کو دے چکا ہے اور جس دین کو ان کے لئے پسند کیا، اسے ان کے واسطے قوت دے گا۔ اور ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا (بشرطیکہ) وہ میری عبادت کرتے رہیں۔ میرے ساتھ کسی شے کو شریک نہ بنائیں، اور جو اس کے بعد بھی انکار کریں وہ ہی نافرمان ہیں"

نیز ارشاد باری ہے:۔

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نْكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝ (پ ۱۷ سورۃ حج)

" اگر ہم انہیں زمین میں حکومت دے دیں تو یہ لوگ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور نیکی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں۔ تمام کاموں کا انجام اللہ ہی کے قبضہ میں ہے۔"

مندرجہ بالا آیات کریمہ، اگرچہ زیر بحث موضوع سے متعلق خاصے مضامین پر مشتمل ہیں، ہم سردست ان میں سے چند وہ امور بیان کرنے پر اکتفا کریں گے، جنہیں اسلامی ریاست کے بنیادی خصائص کی حیثیت حاصل ہو۔

اول ـــ امت مسلمہ کے وہ افراد، اسلامی خلافت کی سربراہی و حکمرانی کے صحیح معنی میں مستحق ہوں گے جو ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ کے حامل ہوں

دوم ـــ اسلامی خلافت میں اللہ کے پسندیدہ دین کو تمکنت و شوکت حاصل ہوگی۔

سوم ـــ امن و سلامتی اور بے خوفی کا دور دورہ ہوگا۔

چہارم ـــ يَعْبُدُوْنَنِي ـــ اور اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ کے پیش نظر نہ صرف صلاۃِ پنجگانہ، بلکہ حقوق و عبادات الٰہی کے منظم و مسلسل پروگرام کو اولیت حاصل رہے گی۔

پنجم ـــ دولت کی اخذ و تقسیم کے اس عادلانہ اقتصادی نظام کو بڑی اہمیت حاصل ہوگی جسے ایتائے زکوٰۃ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

ششم ـــ امر بالمعروف و نہی عن المنکر جیسے اہم، ضروری اور اصلاحی پروگرام کو وسعت و ہمہ گیری حاصل ہوگی، تاکہ انسانی معاشرہ جرائم اور بداعمالیوں سے پاک ہوکر اپنے خالق و مالک جل شانہ کی خوشنودی کی جانب جادہ پیما رہ سکے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آیت کریمہ میں کیا گیا "وعدۂ استخلاف" اگرچہ شانِ نزول کے اعتبار سے حضرات خلفائے راشدین کی خلافت وحقانیت پر واضح اور ناقابل انکار دلیل ہے اور یقیناً آیات کریمہ میں بیان کردہ اوصاف کی حامل اصحابِ رسولؐ کی خلافت راشدہ اس کا اولین مصداق ہے، لیکن چونکہ قرآن مجید کی رہنمائی و ہدایت زمان ومکان اور اشخاص کی، حد بندیوں سے بالا، قیامت تک آنے والی نسل انسانی کے لئے عام ہے اس لئے احکام و افضل ربانی کی عمومیت کے پیش نظر ماننا ہوگا کہ جب اللہ تعالیٰ نے استخلاف فی الارض کو مسلمانوں کے کسی قبیلے وخاندان، رنگ ونسل، اور کسی طبقے وفرد کے ساتھ مخصوص نہیں فرمایا۔ بلکہ اس کے لیے صرف ایمان اور صالحیت کو کافی سمجھا تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ اس عموم کو خصوص میں تبدیل کر کے یہ کہا جائے کہ آیات میں بیان کردہ خلافت نبی صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کے بعد صرف چند برسوں تک چل کر ختم ہوگئی۔

جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:۔

كانت بنو اسرائيل تسوسهم الانبياء كلما هلك نبي خلفه نبي وانه لا نبي بعدي فسيكون خلفاء فيكثرون قالوا فما تأمرنا قال فوا ببيعة الاول فالاول اعطوهم حقهم فان الله سائلهم عما استرعاهم

(بخاری ج۱ ص ۴۹۱، مسلم ج۲ ص ۱۲۶)

بنی اسرائیل کی سیاست ان کے انبیاء کرام کے ہاتھ میں تھی، جب بھی کسی نبی کا انتقال ہوتا تو دوسرا نبی اس کی قائم مقامی کرتا، لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، البتہ خلفاء ہونگے اور بہت ہونگے، صحابہ کرامؓ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے دریافت کیا پھر ہمارے لئے کیا حکم ہے ؟ آپ نے فرمایا جو پہلے آتا جائے اس کی بیعت پوری کرو اور تم ان کے حقوق ادا کرتے رہو، اللہ تعالیٰ رعایا کے بارے میں ان سے خود باز پرس کرلے گا۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم کے اس "متفق علیہ" ارشاد گرامی سے ایک بات تو یہ معلوم ہوتی کہ اسلام میں انتخاب خلیفہ کے لئے کوئی مخصوص طریقہ کار نہیں ہے، اگر ایسا ہوتا تو پھر کوئی وجہ نہ تھی کہ مسلمانوں کی اجتماعی زندگی سے متعلق اس اہم اور ضروری معاملہ میں آپؐ واضح ہدایات ارشاد نہ فرماتے، یہ کیسے ممکن تھا کہ آپ روزمرہ کے چھوٹے چھوٹے معمولات کے بارے میں تو تفصیلی احکام جاری فرمائیں، لیکن جو معاملہ مسلم قوم کے لئے ریڑھ کی ہڈی سے بھی زیادہ اہمیت کا حامل ہو اس کے متعلق آپؐ نے اجمالی بیان تک کی ضرورت محسوس نہ فرمائی، وجہ اس کی یہی ہے کہ آپ کی نگاہ میں انتخاب خلیفہ کے لئے کسی مقرر طریقہ کی کوئی حیثیت نہیں تھی، اس لئے اسے اپنے دور کے لئے سربراہ کا چناؤ کرنے والے مسلمانوں پر چھوڑ کر صرف ان اوصاف وخصائص بیان کرنے پر اکتفا کیا گیا جو مسلمان سربراہ اور اسلامی خلافت کے لئے ضروری تھے۔ اور جن کے بغیر اسلامی خلافت کا تصور ہی بے معنی ہے ——— دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم کے بعد بہت خلفاء ہوں گے جنہیں کسی خاص تعداد تک محدود ومقید نہیں کیا جا سکتا، اور نہ ہی اصولی طور پر اسلامی خلافت کو مخصوص اشخاص اور کسی خاندان یا قبیلے کے ساتھ مختص قرار دیا جا سکتا ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو یقیناً آپؐ انتخابی دستور کی اس اہم شق کو صراحت کے ساتھ ضرور بیان فرماتے۔ اس لئے لامحالہ تسلیم کرنا ہوگا کہ جس طرح گزشتہ سطور میں پیش کردہ آیات کریمہ انتخاب خلیفہ کے سلسلہ میں رخصت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

و وسعت پر مشتمل ہیں، اسی عموم کو ارشاد نبوی میں بیان فرمایا گیا ہے۔ بنا بریں بلا خوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ قیامت تک نسل انسانی کی راہنمائی کرنے والا اسلام جس خلافت کا طالب ہو اسے عہدِ رسالت کے بعد زمان و مکان اور اشخاص کا ہرگز پابند نہیں کیا جا سکتا، البتہ یہ بات بالکل درست و ثابت ہے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ و اصحابہ وسلم نے اللہ کی دی ہوئی اطلاع کے مطابق پیشین گوئی کے انداز میں فرمایا کہ :-

لا یزال الاسلام عزیزاً الی اثنی عشر خلیفة کلھم من قریش ۔ (بخاری ج ۲ ص ۱۰۷۲، مسلم ج۲ ص ۱۱۹)

"اسلام ہمیشہ غالب و سربلند رہے گا، بارہ خلفاء تک جو سب قریش ہوں گے۔"

حضرت جابر بن سمرہ رضؓ سے مروی اس روایت میں سنن ابوداؤد جلد دوم ص ۵۸۸ کے مطابق یہ الفاظ مزید بیان ہوئے ہیں کلھم تجتمع علیہ الامة یعنی یہ تمام خلفاء وہ ہوں گے جن پر امت مجتمع ہوئی ہوگی۔

اس روایت سے بعض لوگوں نے یہ سمجھا کہ اسلامی خلافت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ و اصحابہ وسلم نے قریش کے لئے مختص قرار دیا ہے، اسی لئے ان حضرات کا کہنا ہے کہ خلیفہ کے لئے قریشی ہونا لازمی شرط ہے، غیر قریشی شخص کی خلافت درست نہیں ـــــ حالانکہ ذہن کو ہر قسم کی بے جا جانب داری اور پیشگی قائم کردہ تصورات سے خالی کر کے روایت کے الفاظ پر غور کیا جائے تو صاف طور پر معلوم ہوگا کہ اس ارشاد مبارک میں نبی صلی اللہ علیہ و اصحابہ وسلم نے اپنے بعد خلفاء کے لئے قریشی ہونا، لازمی شرط بطور بیان نہیں فرمایا۔ بلکہ یہ ایک پیشینگوئی ہے جس میں آپ نے یہ اطلاعِ ربانی مستقبل میں درپیش تکوینی معاملہ کی خبر دی ہے کہ میرے بعد ایسا ہوگا۔ اس بیان کو صحتِ خلافت کے لئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دستوری ضابطہ سمجھ لینا قطعاً صحیح نہیں ــــــ عہدِ رسالت کے بعد ہونے والے ان خلفاء کے دور میں اسلامی شوکت و سربلندی سے متعلق خوشخبری اور ان سب کی خلافت پر امتِ مسلمہ کے اجماع کی اطلاع اس بات کا ناقابلِ انکار ثبوت ہیں کہ یہ ایک پیشینگوئی ہے، انتخاب خلیفہ کے سلسلہ میں کسی حکم سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

حضرات خلفائے راشدینؓ ــــ حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان ذوالنورینؓ اور حضرت معاویہؓ، نیز دیگر خلفائے بنی امیہ کی خوش نصیبی کہ انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیشگوئی کا مصداق ہو کر دینِ اسلام کو سرسبز و سربلند رکھنے کی توفیق ملی ذالک الفضل من اللہ ونعمتہ۔

شارحین کرام نے زیرِ بحث حدیث میں واردشدہ بارہ خلفائے اسلام کی تفصیل بتلاتے ہوئے پانچویں خلیفہ کے طور پر سیدنا معاویہؓ اور چھٹے خلیفہ کی حیثیت سے سیدنا یزیدؒ بن معاویہؓ کو شمار کیا ہے۔

علامہ علی بن سلطان المعروف بملا علی قاری حنفیؒ تحریر فرماتے ہیں:-

والاثنی عشر هم الخلفاء الراشدون الاربعة ومعاویة وابنه یزید وعبدالملك بن مروان واولاده الاربعة وبینهم عمر بن عبدالعزیز۔ (شرح فقہ اکبر ص ۸۴ مجتبائی)

"ارشادِ نبوی میں ذکر کردہ بارہ خلفاء یہ ہیں ــــــ چار خلفائے راشدینؓ حضرت معاویہ، اور ان کے صاحبزادے امیر یزید، عبدالملک بن مروان اور ان کے چاروں لڑکے (ولید، سلیمان، ہشام، یزید) نیز انہی میں عمر بن عبدالعزیز بھی ہیں۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علامہ السید سلیمان ندوی مرحوم تحریر فرماتے ہیں کہ :-

" علمائے اہل سنت میں سے قاضی عیاضؒ اس حدیث کا یہ مطلب بتاتے ہیں کہ تمام خلفاء میں سے بارہ وہ شخص مراد ہیں جن سے اسلام کی خدمت بن آئی اور وہ متقی تھے ۔ حافظ ابن حجرؒ ابوداؤد کے الفاظ کی بنا پر خلفائے راشدین اور بنی امیہ میں سے ان ۱۲ خلفاء کو گنتے ہیں جن کی خلافت پر تمام امت کا اجماع رہا ۔ یعنی حضرت ابوبکرؓ ، حضرت عمرؓ ، حضرت عثمانؓ ، حضرت علیؓ ، امیر معاویہؓ ، یزید ، عبدالملک ، ولید ، سلیمان ، عمر بن عبدالعزیز ، یزید ثانی ، ہشام ۔" (سیرت النبیؐ جلد سوم ص ۶۰۴)

قرآن مجید کی واضح آیات اور پیش کردہ ان صحیح احادیث کے مقابلہ میں عموماً ایک روایت پیش کی جاتی ہے مناسب ہو کہ اس پر بھی غور کرتے چلیں ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت سفینہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا :-

الخلافۃ فی امتی ثلاثون سنۃ ثم ملک بعد ذلک

(ترمذی ج ۲ ص ۳۲۶)

" میری امت میں خلافت تیس برس رہے گی، اس کے بعد بادشاہت ہو گی ۔"

اس روایت کے پیش نظر کہا جاتا ہے کہ تیس ۳۰ سال کی مدت حضرات خلفائے ثلاثہ کی پچیس ۲۵ سالہ خلافت اور حضرت علیؓ کے ساڑھے چار سالہ پر فتن دور کے چھ ۶ مہینے بعد اس وقت پوری ہوتی ہے جب حضرت حسنؓ نے سیدنا معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت کر کے خلافت سے دستبرداری اختیار کی ۔ اس لئے سیدنا حسنؓ کے بعد ہونے والے حکمران خلیفہ نہیں بادشاہ ہوئے اور ان کی حکومت ، خلافت نہیں ملوکیت و بادشاہت تھی اور وہ بھی کٹکھنی (ملک عضوض) یعنی زبردستی اور دھینگا مشتی کی ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو حضرات اس روایت کو خلافت کی تیس۳۰ سالہ تحدید کے سلسلہ میں حرفِ آخر کے طور پر پیش کرتے ہیں، اللہ جانے، وہ کسی قطعی فیصلے اور یقینی نتیجہ تک پہنچنے سے پہلے مندرجہ ذیل اہم اور بنیادی باتوں پر غور وفکر سے کیوں آنکھیں چرا لیتے ہیں۔

اوّل ـــــ گذشتہ صفحات میں قرآن مجید کی صاف وصریح آیات سے معلوم ہو چکا ہے کہ خلافت کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے سن وسال اور اشخاص و قبائل کی کوئی تحدید وتخصیص نہیں فرمائی، بلکہ اسے ہر قسم کی قیود اور حد بندیوں سے بالا "اسلام کا اجتماعی نظام" قرار دیا ہے۔ اس لئے ہر وہ روایت جو اس قرآنی عموم کو پابندِ تحدید وتخصیص قرار دے وہ قرآن کریم کے مخالف ہونے کی وجہ سے قطعاً قابل قبول اور لائق توجہ نہیں۔

دوّم ـــــ حضرت جابر بن سمرۃؓ سے مروی "متفق علیہ" ارشاد نبویؐ پچھلے اوراق میں درج کیا گیا، جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم نے اپنے بعد بہت سے خلفاء کی پیشین گوئی فرمائی ہے ـــــ جن میں وہ بارہ۱۲ قریشی خلفاء بھی شامل ہیں جن کے ذریعہ اسلام کی سربلندی سے متعلق آپؐ نے اطلاع دی، اور جن میں علی الترتیب پانچویں اور چھٹے خلیفہ سیدنا معاویہؓ اور ان کے فرزند سیدنا یزیدؒ ہیں ـــــ اب علم وفہم اور حق وانصاف سے کام لے کر اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مضمونِ قرآن سے پوری طرح مطابقت رکھنے والی اس صحیح حدیث کے مقابلہ میں تیس۳۰ برس والی کمزور اور سقیم روایت کو کیسے قبول کیا جا سکتا ہے۔

سوم ـــــ کسی روایت کے صحیح اور غلط جانچنے کے لئے راویوں کے متعلق یہ معلوم کرنا از حد ضروری ہے کہ آیا وہ معتبر بھی ہیں یا نہیں ـــــ چنانچہ اسمائے رجال کی جانب مراجعت سے پتہ چلتا ہے کہ اس روایت میں کئی راوی ایسے ہیں جن کا ثقہ اور معتبر ہونا محدثین کرامؒ کے نزدیک مختلف فیہ اور معرض بحث ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مشہور و معروف مصری محقق، علامہ محب الدین الخطیب رح تحریر فرماتے ہیں کہ:

"حضرت سفینہ رض سے اس حدیث کا راوی سعید بن جبان ہے اس میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا اس میں کوئی حرج نہیں، بعض نے اسے ثقہ کہا، امام ابو حاتم نے کہا اس بوڑھے سے احتجاج نہ کیا جائے۔ اور اس کی سند میں حشرج بن نباتہ واسطی ہے۔ بعض نے اسے ثقہ کہا ہے اور نسائی نے کہا کمزور ہے اور عبداللہ بن احمد بن حنبل اس حدیث کو شوید بن سعید سے روایت کرتے ہیں ان کے متعلق حافظ ابن حجر تقریب میں کہتے ہیں "اس کی حدیث کمزور ہے"

(العواصم من القواصم عربی ص ۲۰۱ — اردو ص ۳۲۶)

زیر بحث روایت کے اسی سقم اور فنی کمزوری کی وجہ سے علماء کو اس کے صحیح تسلیم کرنے میں تامل رہا ہے۔

حجۃ الاسلام قاضی ابوبکر ابن العربی رح ارقام فرماتے ہیں:-

هذا الحديث لا يصح ——— العواصم من القواصم ص ۲۰۱

یہ حدیث صحیح نہیں ہے ——— العواصم اردو ص ۳۲۶

علامہ عبدالرحمن بن خلدون رح اندلسی لکھتے ہیں کہ:-

"حدیث الخلافۃ بعدی ثلاثون سنۃ کی طرف توجہ نہ کرنا چاہیئے کیونکہ اس کی صحت پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتی"

(تاریخ ابن خلدون اردو ج ا ص ۵۵۸)

غرضیکہ اس کمزور اور بودے روایتی سہارے کو بنیاد بنا کر کتاب و سنت کی واضح اور عام ہدایات کے مقابلہ میں پیش کرتے ہوئے یہ کہنا قطعاً درست نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و اصحابہ وسلم کے بعد خلافت صرف تیس برس قائم رہی اور اس کے بعد ملوکیت و جبر کی بادشاہت کا سلسلہ شروع ہو گیا ———

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تاریخ کے گہرے مطالعہ سے صاف پتہ چل جاتا ہے کہ یہ روایت صرف اس لئے وضع کی گئی ہے تاکہ حضرت علیؓ کا آزمائشی اور خانہ جنگیوں سے بھرا ہوا ساڑھے چار سالہ پُرفتن دور گذرنے کے بعد حضرت معاویہؓ اور آپ کے بعد دیگر خلفائے بنو امیہ کے کامیاب دورِ خلافت اور ان کے زرّیں کارناموں پر دھول اڑائی جاسکے۔ بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ وحی ربانی سے سرفراز ہو کر پیشینگوئی ارشاد فرماتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم نے خانہ جنگی و برادر کشی اور پریشانیوں سے بھرے ہوئے زمانہ کو تو "خلافت" جیسے مقدس عنوان میں داخل فرمایا ہو۔ لیکن سیدنا معاویہؓ اور سیدنا یزیدؒ وغیرہ خلفائے اسلام کے اس عہد کو تیس سال سے باہر ہونے کے جرم میں خلافت کے لفظ تک سے محروم قرار دیدیا ہو، جس میں اسلام اور مسلمانوں کو اس قدر سربلندی و شوکت حاصل رہی کہ ہزار جتن کے باوجود آج تک تاریخ کے سینے سے اسے کھرچا نہیں جاسکا۔

الراشدون

قرآن و سنت اور مقامِ صحابہؓ کی عظمت سے بے خبر لوگوں کو مسلسل پروپیگنڈے کے ذریعہ یہ باور کرانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ خلفائے راشدین صرف چار ہیں۔ انہیں چاروں حضرات سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان اور سیدنا علی رضی اللہ عنہم کی خلافت ہی خلافتِ راشدہ ہے ان کے بعد سیدنا معاویہؓ سمیت تمام خلفاء نہ "راشد" ہیں اور نہ ہی ان کی حکمرانی کو خلافت کا نام دیا جاسکتا ہے ـــــ حالانکہ قرآن مجید میں تمام صحابہ کرامؓ کو "الراشدون" فرمایا گیا ہے:-

أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ ○ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَنِعْمَةً

(پ ۲۶ سورت حجرات)

"یہی (صحابہ کرامؓ) اللہ کے فضل و کرم سے راشد یعنی نیک چلن ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدنا معاویہؓ بھی چونکہ جماعت صحابہ ہی کے ایک ممتاز فرد ہیں اس لئے لامحالہ ارشاد ربانی کے مطابق وہ "راشد" ہیں ــــ تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ آپؓ کے ذریعہ قائم شدہ نظامِ حکومت کو خلافت راشدہ کے علاوہ کسی دوسرے نام سے موسوم کیا جائے ــــ کیسی عجیب بات ہے کہ آفات و فتن اور دھندکار سے بھرا ہوا "علوی دور" تو خلافت راشدہ ہو اور امن و عافیت، سلامتی و اتحاد سے بھرپور حضرت معاویہؓ کے اس عہد مبارک کو ملوکیت اور کٹکھنی بادشاہت کا نام دے کر کیڑے نکالے جائیں، جس کے آغاز کو نہ صرف ہمعصر امت نے "عام الجماعت" کے عنوان سے تعبیر کیا ــــ بلکہ تاریخ اسلام اسے اسی ایمان افروز نام سے آج تک اپنے اوراق میں محفوظ کئے ہوئے ہے۔

لاَ رَیْبَ قرآن مجید کی مقدس ہدایات پر ایمان رکھنے والا کوئی شخص بھی کسی ایسی حکومت کو بُرے معنی میں بادشاہت یا ملوکیت کہنے کی جرأت و جسارت نہیں کرسکتا، جس کے قیام و سربراہی کے فرائض، اللہ کے ارشاد فرمودہ اوصاف کے مطابق، صحابئ رسولؐ انجام دے رہے ہوں یا جس میں انتظامی و اصلاحی معاملات اصحاب رسول صلوٰت اللہ علیہم کی نگرانی میں طے پاتے ہوں۔

فرقِ مراتب

اب تک کی گفتگو سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچی کہ قرآن و سنت کی رُو سے اسلامی خلافت اشخاص و اوقات میں محدود نہیں، "الراشدون" کا ربانی لقب پانے والے صحابہ کرامؓ اور ان کے بعد دیگر باصلاحیت و خوش قسمت افراد جنہیں گذشتہ صفحات میں درج کردہ آیات استخلاف و تمکین میں بیان کئے گئے اوصاف و خصائص کی حامل حکمرانی کا موقعہ ملا، بلاشبہ وہ سب ہی بشارت نبویؐ کے مصداق خلفائے اسلام تھے اور ان کا قائم کردہ اجتماعی نظام ہی درحقیقت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ اسلامی خلافت تھی جس میں نبی صادق صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کے ارشاد کے مطابق دینِ اسلام کو عظمت وشوکت اور سربلندی وسرفرازی حاصل ہی ——— لیکن اس سے یہ ہرگز نہ سمجھ لینا چاہیئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کے بعد ہونے والے تمام خلفاء اور ان کی خلافتیں مساویانہ حیثیت رکھتی ہیں ۔ حاشا وکلاّ ۔ ایسا ہرگز ہرگز نہیں ——— بلکہ احادیث نبویہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضؓ ، سیدنا عمر فاروق رضؓ اور سیدنا عثمان ذوالنورین رضؓ جس طرح تمام جماعتِ صحابہ میں منفرد اور سب سے بلند مقام رکھتے ہیں ، اسی طرح ان کی خلافت راشدہ کو بھی بعد کی تمام خلافتوں سے اعلیٰ وارفع مقام حاصل ہے ——— اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ سیدنا معاویہ رضؓ بھی خلیفہ راشد ہیں اور آپ نے اپنی خلافت راشدہ کے زمانے میں اسلام اور انسانیت کی بیش ازبیش خدمات انجام دیں ۔ نیز یہ بھی ایک ناقابلِ انکار تاریخی حقیقت ہے کہ آپ کے صاحبزادے سیدنا یزیدؒ صحابی نہیں ایک جلیل القدر تابعی تھے جن کے عہدِ خلافت میں کاروبارِ خلافت عملاً صحابہ کرام رضؓ کے ہاتھوں میں تھا ۔ بایں ہمہ ان ہردو "سیدین کریمین" کی خلافت کو خلفاءِ راشدین ثلاثہ رضؓ کے برابر اور ہم پلّہ قرار نہیں دیا جاسکتا ۔

مندرجہ ذیل احادیث مبارکہ سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حضرات خلفاءِ ثلاثہ یعنی حضرتِ صدیق اکبر ، حضرت فاروق اعظم اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم کو فضیلت وخلافت ہر دو اوصاف میں وہ بلند وممتاز درجہ حاصل ہے جہاں امت کا بڑے سے بڑا شخص بھی رسائی نہیں پاسکتا ۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں :-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كنا فى زمن النبى صلى الله عليه وسلم لا نعدل بابى بكرٍ احدًا ثم عمر ثم عثمان ثم نترك اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم لا نفاضل بينهم ۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۲۳، سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۶۳۲، مشکوٰۃ ص ۵۵۵)

"ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حضرت ابوبکر کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے تھے ۔ ان کے بعد حضرت عمر اور پھر حضرت عثمان کو ـــــ پھر ہم صحابہ کرام میں سے کسی کو کسی پر فضیلت نہ دیتے تھے"

سنن ابوداؤد ص ۶۳۲ ج ۲ کی ایک روایت کے مطابق حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے الفاظ یہ ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کی زندگی اور موجودگی میں یہ بات کہا کرتے تھے ـــــ نیز طبرانی بحوالہ فتح الباری کی روایت سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ :-

فیسمع رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا ينكر

(حاشیہ بخاری ج ۱ ص ۵۲۳)

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہماری یہ بات سن کر، انکار نہ فرماتے تھے"

سیدنا علیؓ کے صاحبزادے سیدنا محمدؒ بن علیؓ ـــــ جنہیں عموماً "ابن حنفیہ" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے ـــــ فرماتے ہیں کہ :-

قلتُ لابى اى الناس خيرٌ بعد النبى صلى الله عليه وسلم قال ابوبكر فقال قلت ثم من قال عمر وخشيتُ ان يقول عثمان قلتُ ثم انت قال ما انا الا رجلٌ من المسلمين ۔

(بخاری ج ۱ ص ۵۱۸ و ابوداؤد ج ۲ ص ۶۳۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"میں نے اپنے والد (حضرت علیؓ) سے معلوم کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام لوگوں سے افضل کون ہے تو آپ نے جواب دیا کہ حضرت ابو بکرؓ۔ میں نے پھر دریافت کیا کہ ان کے بعد کون؟ تو آپ نے کہا حضرت عمرؓ۔ مجھے خوف ہوا کہ اب کی مرتبہ آپ حضرت عثمانؓ کا نام لیں گے۔ اس لئے میں نے عرض کیا کہ پھر (حضرت ابو بکر و عمر کے بعد) آپ کا مرتبہ ہے — اس پر انہوں نے کہا کہ میں تو عام مسلمانوں میں سے ایک ہوں؟

سیدنا ابو بکرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام سے دریافت فرمایا کہ تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ اس پر ایک شخص نے کہا:

رأیت کأن میزانًا نزل من السماء فوزنت انت وابوبکر فرجحت انت، ووزن ابوبکر وعمر فرجح ابوبکر، ووزن عمر وعثمان فرجح عمر ثم رفع المیزان فاستاء لها رسول الله صلی الله علیه وسلم یعنی فساءه ذلك فقال خلافة نبوة ثم یؤتی الله الملك من یشاء

(مشکوٰۃ ص ۵۶۰، ابو داؤد ج ۲ ص ۲۸۷، ترمذی ج ۲ ص ۵۲)

"میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک ترازو آسمان سے اتری ہے، آپ اور ابو بکر تولے گئے تو آپ کا وزن زیادہ رہا۔ ابو بکر و عمر کو تولے گئے تو ابو بکر کا وزن زیادہ رہا اور عمر و عثمان تولے گئے تو عمر کا وزن زیادہ رہا۔ پھر ترازو اٹھا لی گئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت پر گرانی ہوئی۔ اور پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ "خلافت نبوت" ہے اس کے بعد اللہ جسے چاہے گا حکومت دے گا۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان فرماتے ہیں :-

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اُرِیَ اللیلۃ رجل صالح ان ابا بکر نیط برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونیط عمر بابی بکر ونیط عثمان بعمر۔ قال جابر فلما قمنا من عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلنا اما الرجل الصالح فرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اما تنوط بعضھم ببعض فھم ولاۃ ھذا الامر الذی بعث اللہ بہ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔

(ابوداؤد ج ۲ ص ۶۳۷ ومشکوٰۃ ص ۵۶۳)

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج رات ایک نیک شخص کو خواب میں دکھایا گیا کہ ابوبکرؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے لٹکائے گئے۔ عمرؓ ابوبکرؓ کے دامن سے اور عثمانؓ عمرؓ کے دامن سے ــــ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ جب ہم نبی کریم کے پاس سے اٹھے تو ہم نے آپس میں کہا کہ وہ نیک شخص جسے یہ خواب دکھایا گیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور رہا حضرات ابوبکر وعمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کا ایک دوسرے کے دامن سے لٹکنا تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرات اس دین کے حاکم وخلفاء ہوں گے جو اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دے کر بھیجا ہے ؟

حضرت سمرۃ بن جندبؓ فرماتے ہیں :-

ان رجلا قال یا رسول اللہ رأیت کأن دلوا دُلّی من السماء فجاء ابوبکر فاخذ بعراقیھا فشرب شربا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضعیفاً ثم جاء عمر فاخذ بعراقیها فشرب حتی تضلع ثم جاء عثمان فاخذ بعراقیها فشرب حتی تضلع ثم جاء علیؓ فاخذ بعراقیها فانتشطت وانتضح علیہ منھا شیء۔ (ابوداؤد ج۲ ص ۶۳۷)

"ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک ڈول آسمان سے لٹکایا گیا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ آئے اور انہوں نے اس کا حلقہ پکڑ کر ضعف و نرمی سے پانی پیا۔ پھر حضرت عمرؓ آئے، اور انہوں نے سیر ہو کر پیا۔ ان کے بعد حضرت عثمانؓ آئے انہوں نے بھی سیر ہو کر پیا۔ پھر حضرت علیؓ آئے اور انہوں نے اس کا حلقہ پکڑا تو وہ ڈول پھٹ گیا، اور اس میں سے کچھ چھینٹیں ان پر پڑیں۔"

حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ :-

"ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تنہا بیٹھے ہوتے تھے کہ میں پہونچا اور آپ کے پاس بیٹھ گیا، پھر حضرت ابوبکرؓ آئے اور وہ سلام کر کے بیٹھ گئے۔ پھر حضرت عمرؓ آئے پھر حضرت عثمانؓ آئے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سات کنکریاں پڑی ہوئی تھیں آپ نے ان کو اپنی ہتھیلی میں رکھا تو وہ تسبیح پڑھنے لگیں یہاں تک کہ میں نے ان کی تسبیح کی گنگناہٹ سنی جیسے شہد کی مکھیوں کی آواز۔ پھر آپ نے ان کو زمین پر رکھ دیا تو وہ خاموش ہو گئیں۔ پھر آپ نے ان کو اٹھا کر حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ میں رکھا تو وہ پھر تسبیح پڑھنے لگیں یہاں تک کہ میں نے ان کی تسبیح کی آواز سنی جیسے شہد کی مکھیوں کی آواز۔ پھر آپ نے ان کو زمین پر رکھ دیا تو وہ پھر خاموش ہو گئیں۔ پھر آپ نے ان کو لے کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں رکھا پھر وہ تسبیح پڑھنے لگیں یہاں تک کہ میں نے ان کی آواز سنی جیسے شہد کی مکھیوں کی آواز۔ پھر آپ نے ان کو زمین پر رکھ دیا تو وہ خاموش ہو گئیں پھر آپ نے ان کو لے کر حضرت عثمانؓ کے ہاتھ میں رکھ دیا تو پھر وہ تسبیح پڑھنے لگیں یہاں تک کہ میں نے ان کی تسبیح کی آواز سنی۔ پھر آپ نے ان کو زمین پر رکھ دیا تو وہ خاموش ہو گئیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ "خلافت نبوت" ہے۔"

امام اہل سنت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی مندرجہ بالا روایت بحوالہ بزار، طبرانی فی الاوسط اور سنن بیہقی نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ:

"یہ روایت ابن عساکر نے حضرت انسؓ سے نقل کی ہے اور اس میں اتنا مضمون زیادہ ہے کہ حضرت عثمانؓ کے بعد پھر اور جس قدر صحابی بیٹھے تھے سب کے ہاتھ میں یکے بعد دیگرے وہ کنکریاں آپ نے رکھیں مگر کسی کے ہاتھ میں انہوں نے تسبیح نہ پڑھی۔"

(سیرت خلفائے راشدین ص ۲۱۴)

مندرجہ بالا احادیث سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ حضرات خلفائے راشدین ثلاثہؓ کو پوری جماعت صحابہ میں افضلیت حاصل ہے۔ ہمعصر صحابہؓ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی ہی میں کسی بھی دوسرے شخص کو ان کا ہم پلہ نہیں سمجھتے تھے۔ نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمعصر صحابہؓ کے اس فیصلے سے آگاہ ہو کر نکیر نہ فرماتے ہوئے مہر تصدیق ثبت فرمائی ـــــــ دوسری بات ان روایات سے یہ ثابت ہوتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرات خلفائے ثلاثہؓ کی خلافت "خلافت راشدہ علیٰ منہاج النبوت" تھی جسے امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ "خلافت خاصہ" کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ یہی وہ تینوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خلافتیں ہیں جن میں تمکین فی الارض۔ امن وسلامتی اور دینی سربلندی واستحکام کی وہ تمام خصوصیات کامل طور پر پائی جاتی تھیں جنہیں ازروئے آیات واحادیث خلافت راشدہ کے لازمی شرائط کا درجہ حاصل ہے ـــــ نیز ان ارشادات نبویہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اعلیٰ درجہ کی یہ خلافت "راشدہ علیٰ منہاج النبوت" سیدنا حضرت عثمان ذوالنورینؓ کی مظلومانہ شہادت پر اختتام کو پہنچی۔ چنانچہ صحابی رسول حضرت ثمامہ بن عدیؓ کو جو عہد عثمانی میں یمن کے عامل وگورنر تھے، جب حضرت عثمان کی کربناک شہادت کی خبر ہوئی تو مسجد میں خطبہ دیتے ہوئے شدت غم سے رو پڑے، اور دیر تک روتے رہے۔ پھر کہا کہ :-

"آج امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے خلافتِ نبوت کا خاتمہ ہو گیا"

(الاستیعاب ج۱ ص ۷۹ وطبقات ابن سعد ج۳ ص ۲۰)

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں :-

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در احادیث بسیار تصریح وتلویح فرمودند کہ خلافت خاصہ بعد حضرت عثمانؓ منتظم نخواہد شد۔ (ازالۃ الخفاء ج۲ ص ۲۴۹)

" نبی کریم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم نے بہت سی احادیث میں صراحت و وضاحت سے فرمایا ہے کہ حضرت عثمانؓ کے بعد " خلافتِ خاصہ" منتظم نہ ہو سکے گی "

خلافت راشدہ کی اس اعلیٰ قسم یعنی " خلافت خاصہ " کے بعد شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی اصطلاح کے مطابق " خلافت عامہ " کا دور شروع ہوا۔ جس میں عہد علوی کی پُر فتن حکمرانی سے لے کر سیدنا معاویہؓ وسیدنا یزیدؒ کی پُر سکون خلافت کے بعد بہت سے خلفاء ہوئے ـــــ خلافت خاصہ کے اختتام پر قائم ہونے والی خلافتوں میں سیدنا معاویہؓ وسیدنا یزیدؒ کی دو خلافتیں ایسی ہیں جنہیں مسلمان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قوم کی متفقہ تائید و حمایت حاصل رہی، اسی لئے ان کے دوران امن و عافیت، انسانی ہمدردی و محبت، اسلامی خدمات اور تسخیر و فتوحات جیسی تمام نعمتیں پوری طرح موجود رہیں۔ پھر ان باتوں میں بتدریج کمی آتی چلی گئی۔ تا آنکہ بنو عباس نے عجمیوں کے ساتھ گٹھ جوڑ اور سازباز کر کے بنو امیہ کا تختہ الٹ دیا۔

عہد مرتضوی

چند صفحات پہلے قرآن مجید کی واضح ہدایت کی روشنی میں یہ بات بیان کی جا چکی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تمام صحابہ کرامؓ "راشد" ہیں —— چونکہ حضرت علیؓ کا صحابی ہونا محتاجِ تعارف نہیں، اس لئے لازماً تسلیم کرنا ہوگا کہ بلاشبہ ---- آپ حضرات خلفائے راشدین، سیدنا ابوبکرؓ، سیدنا عمرؓ، سیدنا عثمانؓ اور سیدنا معاویہؓ نیز دیگر تمام صحابہ کرام کی طرح اُولٰٓئِکَ ھُمُ الرّٰشِدُوْنَ میں شامل ہیں —— اس لئے اگر آپ کو حسبِ سابق پرامن حالات میں ہمعصر امت کی حمایت سے خلافت ملتی تو یقیناً آپ بھی "صحابی راشد" کی طرح اسلامی خلافت کی ذمہ داریوں سے بحسن و خوبی عہدہ برآ ہو سکتے تھے۔ لیکن یہ تاریخ کا المناک واقعہ ہے کہ سبائیوں اور عجمی منافقوں نے پہلے تو آپ کی خدمت میں رسائی حاصل کی اور پھر انہیں نے خلیفہ راشد سیدنا عثمانؓ کو قتل کر کے سیدنا علیؓ کی خلافت کا اعلان کر دیا۔ اور ایک سوچے سمجھے پروگرام کے مطابق خود ہی حکومت کے تمام سیاسی و انتظامی معاملات پر مسلط ہو گئے، جس کے نتیجہ میں حالات نے انتشار اور خانہ جنگی کا رخ اختیار کر لیا —— نوبت باینجا رسید کہ آخر دم تک آپ کی خلافت ہمعصر امت کی نگاہ میں نزاعی مسئلہ بنی رہی اور ایک لاکھ مسلمانوں کے خون کی ارزانی کے باوجود اسے قیام و استحکام نصیب نہ ہو سکا، بلکہ دائرہ حکومت آدھے سے بھی کم ہو کر رہ گیا —— اس طرح آپ کا آزمائشی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دور۔ سنن ابوداؤد کی اوپر نقل کردہ روایت کے ان الفاظ کی سچی تعبیر ثابت ہوا :-

ثم جاء علیؓ فاخذ بعراقیھا فانتشطت وانتضح

علیہ منہا شئی ء

"یعنی جب اس ڈول کو حضرت علیؓ نے پکڑا تو وہ پھٹ گیا۔ اور اس میں سے

کچھ چھینٹیں ان پر پڑیں"

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں :-

حضرت مرتضیٰ باوجود وفور اوصاف خلافت خاصہ در دے، متمکن نہ شد

در خلافت ودر اقطار ارض حکم او نافذ نگشت وہر روز دائرہ سلطنت

تنگ ترمی شد تا آنکہ در آخر ایام بجز کوفہ وما حول آن محل حکومت نماند۔

(ازالۃ الخفاء ج ۲ ص ۲۳۹)

"حضرت علیؓ خلافتِ خاصہ کے بہت سے اوصاف رکھنے کے باوجود خلافت

پر متمکن نہ ہو سکے اور نہ ہی زمین میں ان کا حکم نافذ ہو سکا۔ ہر روز ان کی حکومت

کا دائرہ تنگ تر ہوتا چلا گیا، یہاں تک کہ آخری دنوں میں ان کی حکومت

صرف کوفہ اور اس کے مضافات تک محدود ہو کر رہ گئی تھی"

مسئلۂ خلافت سے متعلق تفصیلی بحث ہماری کتاب "حضرت علی کی سیاسی

زندگی" میں دیکھی جا سکتی ہے۔ یہاں مختصر طور پر یہ بتلانا مقصود ہے کہ اسلام میں

سربراہِ مملکت کے لئے کسی مخصوص شخص کا ہونا ضروری نہیں۔ بلکہ ہر وہ مسلمان شخص

جسے ہمعصر جمہور کی بھرپور حمایت حاصل ہو اور وہ ان شرائط و خصوصیات کو پورا اور

نافذ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو جنہیں اللہ اور اس کے رسولؐ نے اس سلسلہ میں لازمی

قرار دیا ہے، وہ اسلامی خلافت کا سربراہ و خلیفہ ہو سکتا ہے۔ اور جس شخص میں

یہ خداداد صلاحیت جتنی زیادہ ہوگی، بلاشبہ انفرادی و شخصی فضائل و کمالات کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قطع نظر وہ منصبِ خلافت کا اتنا ہی اوروں کے مقابلے میں زیادہ مستحق ہوگا۔

طریقِ انتخاب

سربراہ، والی، حاکم اور خلیفہ کے انتخاب و تقرر سے متعلق اسلام نے کوئی ایسا لگا بندھا طریقہ بیان نہیں کیا، جس کے علاوہ باقی تمام طریقوں کو ممنوع قرار دیدیا گیا ہو۔ بلکہ منتخب ہونے والے خلیفہ میں چند شرائط کی پابندی کے ساتھ اس بات کی آزادی دی گئی ہے کہ مسلمان جس طرح چاہیں اپنی ضرورت و حالات کے مطابق کسی مناسب شخص کو اپنا والی مقرر کرلیں ——— البتہ سب سے اہم ترین چیز اہل اسلام کی اجتماعیت و شیرازہ بندی ہے جسے کسی حال میں نقصان نہ پہنچنا چاہئے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن و سنت اور عملِ صحابہؓ سے جس طریقِ انتخاب کی پسندیدگی کا ثبوت ملتا ہے وہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے موجودہ سربراہ پر ذمہ داری ہے کہ عام حالات میں وہ خود ہی اپنے بعد کے لئے جانشین مقرر کرجائے، تاکہ اندرونی یا بیرونی عوامل و محرکات کو مسلم اجتماعیت و اتحاد میں رخنہ اندازی کا موقعہ نہ مل سکے ——— نیز یاد رہے کہ اس جانشینی و نامزدگی کے لئے بھی کسی متعین شکل کو مختص نہیں کیا گیا، بلکہ اس میں حالات و ضروریات کی مطابقت سے کمی و بیشی اختیار کی جاسکتی ہے۔ "قرآن مجید اور نبی کریم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم سے لے کر خلفائے راشدینؓ کے طرزِ عمل تک اسی جانشینی والے طریقۂ انتخاب کی پسندیدگی و رجحان کا ثبوت ملتا ہے۔

مندرجہ ذیل حقائق پر بہ انصاف غور فرمائیں۔ انشاء اللہ ہمارے اس دعوے کی حقانیت آفتاب نیمروز کی مانند واضح ہوجائے گی۔

اوّل : سیدنا ابوبکر صدیقؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کے بچپن کے دوست، نبوت کے بعد آپ پر سب سے پہلے ایمان لانے والے۔ اسلام کی مخلصانہ خدمت میں تمام صحابہؓ میں ممتاز۔ ہجرت سے قبل اور بعد چھوٹے بڑے تمام معاملات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں آپ کے رفیق وندیم ، زندگی بھر آپ کے مخلص مشیر اور معتمد وزیر رہے ـــــ بنابرایں وفات سے بیشتر اپنی بیماری کے دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم نے انہیں اپنی جانشینی ونیابت میں صلاۃ پنجگانہ کی امامت پر مامور فرمایا۔ نیز ارشاد فرمایا کہ ابوبکرؓ کے ہوتے ہوئے قوم میں میری نیابت کا حق کسی دوسرے کو نہیں۔ بلکہ آپ نے چاہا کہ حضرت ابوبکرؓ کے لئے اپنے بعد خلافت کا پروانہ لکھ دیں تاکہ کسی بھی دوسرے شخص کے تنافس وانکار کا امکان نہ رہے۔ لیکن جب بذریعہ وحی آپ کو معلوم ہو گیا کہ میرے بعد ابوبکرؓ کی خلافت ہی مقدر ہو چکی ہے تو آپ نے تحریر کا ارادہ ملتوی فرما دیا۔ نیز آپ اپنے بعد لوگوں کو حضرت ابوبکرؓ کی جانب رجوع کی تلقین فرماتے تھے۔

سیدنا ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں :-

مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاشتد مرضہ فقال مروا ابابکر فلیصل بالناس ، قالت عائشۃ انہ رجل رقیق اذا قام مقامک لم یستطع ان یصلی بالناس قال مری ابابکر فلیصل بالناس ..... فصلی بالناس فی حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔

(بخاری ج ۱ ص ۹۳ ، مسلم ج ۱ ص ۱۷۰)

"جب نبی کریم صلی اللہ علیہ و صحابہ وسلم کی بیماری نے شدت اختیار کر لی تو آپ نے فرمایا کہ ابوبکر سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ سیدہ عائشہؓ نے عرض کیا کہ وہ نرم دل ہیں آپ کی جگہ کھڑے ہو کر لوگوں کو نماز نہ پڑھا سکیں گے۔ آپؐ نے فرمایا اے عائشہؓ! ابوبکرؓ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں .... چنانچہ حضرت ابوبکرؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زندگی میں نمازیں پڑھائیں"

اُم المؤمنین سیدہ عائشہؓ سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا :-

لا ینبغی لقوم فیھم ابوبکر ان یؤمھم غیرہ (ترمذی ج۲ ص ۲۰۸)

"جس قوم میں ابوبکرؓ موجود ہوں، اس کی امامت درست ان کے سوا کسی اور کو زیب نہیں دیتی"

سیدۃ نساء العالمین عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مرض وفات میں ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم نے مجھ سے فرمایا :-

ادعی لی ابا بکر و اخاک حتی اکتب کتابا فانی اخاف ان یتمنی متمن ویقول قائل انا اولی ، ویأبی اللہ والمؤمنون الا ابا بکر ۔ (مسلم ج۲ ص ۲۷۳ و بخاری ج۲ ص ۸۴۶، ۱۰۷۲ و مشکوۃ ص ۵۴۹)

"میری طرف سے اپنے والد ابوبکرؓ اور بھائی (عبدالرحمنؓ) کو بلوا بھیجو۔ تاکہ میں ایک تحریر لکھ دوں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں کوئی (خلافت کی) آرزو نہ کرنے اور کوئی یہ کہنے لگے کہ میں زیادہ حقدار ہوں (خیراب رہنے دو) اللہ اور ایمان والے ابوبکر کے علاوہ کسی سے راضی نہ ہوں گے"

حضرت جبیر بن مطعمؓ نقل فرماتے ہیں :-

اَتَتْ امرأۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فامرھا ان ترجع الیہ قالت ارأیت ان جئت ولم اجدک کانھا تقول الموت قال ان لم تجدنی فأتی ابا بکر

(بخاری ج۱ ص ۵۱۶ و مسلم ج۲ ص ۲۷۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"نبی کریم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کے پاس ایک عورت کسی کام سے آئی۔ آپ نے اسے پھر آنے کو فرمایا۔ وہ کہنے لگی کہ اگر میں آکر آپ کو نہ پاؤں یعنی آپ کا انتقال ہو چکا ہو۔ تو پھر؟ ـــ آپ نے جواب دیا کہ اس صورت میں تم ابوبکرؓ کے پاس آنا"۔

یہ اور اس طرح کے بے شمار براہین اس بات کا کھلا ثبوت ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کی نگاہ میں اجتماعیت کس قدر عزیز تھی اور آپ مسلم شیرازہ بندی کے خلاف امکانی خطرے کے معاملے میں کس قدر حساس تھے ـــ آپ جانتے تھے کہ اگر میرے بعد حصول خلافت کے لئے متعدد افراد سرگرم عمل ہو گئے تو اس کا آپ کی زندگی بھر کی محنت داؤ پر لگ جائے گی۔ اور یہ صورتِ حال آپ کے لئے بہر طور ناقابل برداشت تھی، اس لئے آپ نے ارادہ فرمایا کہ اپنی زندگی ہی میں حضرت ابوبکرؓ صدیق کو خلافت کے لئے تحریراً نامزد فرما جائیں، چنانچہ اسی مقصد کے لئے آپ نے حضرت ابوبکرؓ اور ان کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمٰنؓ کو بلوایا ـــ لیکن پھر آپ نے یہ ارادہ ملتوی فرما دیا، جس کی ایک وجہ تو یہ ہوئی کہ اللہ نے آپ کو وحی کے ذریعہ اطلاع دی کہ یأبی اللہ والمؤمنون الا ابا بکر یعنی اس سلسلہ میں پریشان خاطر نہ ہوں، آپ کا دلی منشا ہی پورا ہوگا، اس لئے اس آگاہی کے بعد کسی دستاویز و تحریر کی ضرورت باقی نہ رہی تھی۔

چنانچہ شارحِ مسلم علامہ نوویؒ تحریر فرماتے ہیں:۔

فی ھذا الحدیث دلالۃ ظاھرۃ لفضل ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ واخبار منہ صلی اللہ علیہ وسلم بما سیقع فی المستقبل بعد وفاتہ وان المسلمین یأبون عقد الخلافۃ لغیرہ۔ (نووی شرح مسلم ج ۲ ص ۲۷۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" اس حدیث میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی واضح فضیلت موجود ہے ۔ نیز یہ کہ آپ نے اپنی وفات کے بعد ہونے والے اس واقعہ کی بحکم الٰہی اطلاع دی کہ اہل اسلام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور کی خلافت پر راضی ہی نہ ہوں گے "

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور علامہ محمد بن عثمان ذہبی فرماتے ہیں :-

فھذا من اخبارہ بالکائن بعدہ ، ولھذا اعرض عن الکتابة لابی بکر لما علم ان اللہ یجمعھم علیہ وان المؤمنین یبایعونہ ولا یختلفون علیہ ـــــــ الخ المنتقی ص ۵۶۲

منہاج السنہ ج ۴ ص ۲۹۴

" یہ (یابی اللہ والمؤمنون الا ابابکر) مستقبل سے متعلق پیشین گوئی تھی ، اسی لئے آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لئے اس تحریر سے اعراض برتا ۔ کیونکہ آپ کو (بہ وحی الٰہی) معلوم ہو گیا تھا کہ اللہ ان کی خلافت پر سب کو مجتمع کرے گا ۔ نیز مسلمان بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی سے بیعت کریں گے اور ان سے اختلاف نہ کریں گے "

دوسری وجہ تحریر سے رک جانے کی یہ تھی کہ آپ کی تحریر اور واضح نامزدگی کے بعد چونکہ اس بات کا امکان تھا کہ اسی ایک طریقہ کو لازمی و دائمی نہ سمجھ لیا جائے ، تو گویا اس طرح خلافت کے معاملہ میں قرآن مجید کی دی ہوئی وسعت و عموم کے ایک ہی شکل میں شرعاً " محدود ہو جانے کا خطرہ تھا ، اس لئے آپ نے تحریراً نامزدگی کا ارادہ ترک فرماتے ہوئے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی افضلیت و اہمیت ذہن نشین کرانے اور وفات سے پیشتر اپنے مصلیٰ امامت پر فائز فرمانے پر اکتفا کیا ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بالکل اسی طرح جیسے آپ نے صلاۃ تراویح بجماعت کو فرضیت و مشقت کے خطرے سے صرف تین دن پڑھانے پر اکتفا فرمایا تھا۔

چنانچہ وفات نبویؐ کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ و اصحابہ وسلم کے اسی عملی فیصلے کو صحابہ کرامؓ نے سیدنا صدیق اکبرؓ کے لئے استحقاقِ خلافت کی دلیل قرار دیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ :-

"جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اس دنیا سے) اٹھا لئے گئے تو انصار نے (مہاجرین سے) کہا کہ ایک امیر ہم میں سے اور ایک امیر تم میں سے ہو۔ عمرؓ اُن کے پاس آئے اور کہا۔ اے گروہ انصار کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ انہوں نے کہا، بے شک (جانتے ہیں) عمرؓ نے کہا کہ پھر تم میں کوئی شخص ہے جس کا دل اس سے خوش ہو کہ وہ ابوبکرؓ کے آگے بڑھے؟ انہوں نے کہا اس سے ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں کہ ہم ابوبکرؓ کے آگے بڑھیں؟"

(طبقات ابن سعد اردو ج۳ ص ۳۲۷)

حضرت حسنؒ بیان فرماتے ہیں کہ :-

"حضرت علیؓ نے کہا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو ہم نے امرِ (خلافت) میں نظر کی۔ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں پایا کہ آپ نے ابوبکرؓ کو نماز میں آگے کر دیا۔ لہذا ہم اپنی دنیا کے لئے اس شخص سے راضی ہو گئے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دین کے لئے راضی ہوئے، ہم نے ابوبکرؓ کو آگے کر دیا (اور انہیں بالاتفاق خلیفہ بنا دیا)"

(طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۳۱)

حضرت علیؓ بن عبد مناف فرماتے ہیں :-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قدمك رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی امر دیننا فمن الذی یؤخرك فی دنیانا۔

(لمعات بحوالہ حاشیہ ترمذی ج۲ ص ۲۰۸)

"اے خلیفۂ رسول! آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم نے ہمارے دینی معاملات میں مقدم فرمایا ہے، پھر وہ کون ہے جو ہماری دنیا کے معاملہ (خلافت) سے آپ کو پیچھے کر سکے؟"

دوم: جانشینِ رسولؐ، سیدنا ابوبکر صدیقؓ کو انتقال سے پندرہ دن پہلے بخار کا عارضہ لاحق ہوا۔ جب ہر ممکن تدبیر کے باوجود طبیعت روبصحت نہ ہوئی۔ بلکہ ہر لحظہ مایوسانہ کیفیت قریب تر ہوتی چلی گئی تو آپ نے ضروری خیال فرمایا کہ وفات سے قبل ہی کسی مناسب شخص کو اپنے بعد مسلمانوں کی خلافت وحکمرانی کے لئے متعین ونامزد کر دیا جائے ——— تاکہ اس طرح ایک طرف نبی کریم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کی سنت مبارکہ پر بھی عمل ہو سکے، جو حضور علیہ السلام نے خود انہیں عملاً اپنا جانشین بنا کر اختیار فرمائی تھی۔ اور دوسری جانب خلافت تک رسائی حاصل کرنے والے متعدد امیدواروں کی طرف سے رسہ کشی اور مقابلہ آرائی کے نتیجہ میں اختلاف وانتشار کے امکان کا سدباب کیا جا سکے۔

بالآخر آپؓ نے مُرادِ رسولؐ، جناب سیدنا عمر، فاروق اعظمؓ کو اپنے بعد خلافت کی نامزدگی کے لئے منتخب کیا، اور پھر سیدنا عثمان ذوالنورینؓ کو بلا کر حضرت عمرؓ کی ولی عہدی وجانشینی کا حکمنامہ لکھوایا۔

مصری مؤرخ علامہ محمد خُضری بک لکھتے ہیں:۔

لما مرض ابوبکر واحس بدنو اجله رأی مصلحة المسلمین فی ان ینتخب خلیفتهم قبل موته وذلك ما

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يعتبر بولاية عهد كانوا يحسون دائما بأن كثيرين يرون أنفسهم أهلا للخلافة وهم أحق بها فاذا ترك الناس من غير عهد انتشر عقد نظامهم وكان يرى عمر بن الخطاب أجدر الناس بالخلافة ـــــ

(محاضرات تاریخ الامم الاسلامیہ ج ۱ ص ۱۹۶)

"جب حضرت ابوبکرؓ بیمار ہوئے اور زندگی سے مایوسی ہوئی، تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ مسلمانوں کی بہتری اسی میں ہے کہ اپنی وفات سے قبل ان کے لئے کسی خلیفہ کا تعین کر دیا جائے۔ انتخاب خلیفہ کے اسی طریقہ کو ولی عہدی سے تعبیر کیا جاتا ہے ــــ اس وقت کتنے ہی اشخاص اپنے آپ کو خلافت کا حق دار خیال کرتے تھے، اس لئے اگر یہ ولی عہدی کا فیصلہ نہ کیا جاتا تو مسلمانوں کا شیرازہ بکھر کر رہ جاتا حضرت ابوبکرؓ کی رائے میں حضرت عمرؓ خلافت جیسی اہم ذمہ داری کی صلاحیت اوروں سے زیادہ رکھتے تھے؟

علامہ حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:-

كانت وفاة الصديق رضي الله عنه في يوم الاثنين عشية، وقيل بعد المغرب ودفن من ليلته وذلك لثمان بقين من جمادى الآخرة سنة ثلاث عشرة بعد مرض خمسة عشر يوماً۔ وكان عمر بن الخطاب يصلي عنه فيها بالمسلمين۔ وفي أثناء هذا المرض عهد بالأمر من بعده الى عمر بن الخطاب وكان الذي كتب العهد عثمان بن عفان وقرئ على المسلمين فاقروا به وسمعوا له واطاعوا۔

(البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۱۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ ہجری ــــ پیر کے دن ــ رات بعد صلاۃ مغرب ــ پندرہ دن بیمار رہ کر سیدنا ابوبکرؓ کا انتقال ہوا، اور اسی رات تدفین ہوئی۔ ان کی بیماری کے ایام میں حضرت عمرؓ نائب کی حیثیت سے مسلمانوں کی امامت کرتے رہے ــ بیماری کے دوران حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ کو اپنے بعد معاملاتِ خلافت کے لئے نامزد کیا۔ نامزدگی کی تحریر حضرت عثمانؓ نے لکھی اور (انہیں نے حضرت ابوبکرؓ کی موجودگی میں) مسلمانوں کو سنائی، جسے لوگوں نے بلا پس و پیش تسلیم کر لیا۔"

شیعہ مؤرخ ابن جریر طبری لکھتے ہیں کہ:

"ابوبکرؓ نے عثمانؓ کو تخلیے میں بلایا اور اُن سے کہا لکھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ عہد نامہ ابوبکرؓ بن ابی قحافہ نے مسلمانوں کے نام لکھا ہے اما بعد ــ اس کے بعد ابوبکرؓ پر غشی طاری ہو گئی اور بےخبر ہو گئے اس لئے عثمانؓ نے یہ لکھ دیا، اما بعد میں تم پر عمر بن الخطاب کو خلیفہ مقرر کرتا ہوں، میں نے حتی المقدور تمہاری خیر خواہی میں کسر نہیں چھوڑی ہے، پھر ابوبکرؓ ہوش میں آ گئے، آپ نے عثمانؓ سے کہا سناؤ تم نے کیا لکھا ہے۔ عثمانؓ نے پڑھ کر سنایا، ابوبکرؓ نے تکبیر پڑھی اور کہا میں سمجھتا ہوں کہ شاید تمہیں یہ اندیشہ ہوا کہ اگر اس غشی میں میری روح پرواز کر گئی تو لوگوں میں اختلاف پیدا ہو جائے گا عثمانؓ نے کہا ہاں میں نے یہی خیال کیا تھا، ابوبکرؓ نے کہا اللہ تم کو اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر دے۔ اس کے بعد ابوبکرؓ نے اس مضمون کو ذیل تک برقرار رکھا۔" (تاریخ طبری اردو ج ۲ ص ۲۷۴)

علامہ محمد بن سعدؒ فرماتے ہیں:۔

"حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب ابوبکرؓ کی وفات کا وقت آیا تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے عمرؓ کو خلیفہ بنایا۔ ان کے پاس علیؓ اور طلحہؓ آئے اور دریافت کیا کہ آپ نے کس کو خلیفہ بنایا، انہوں نے کہا عمرؓ کو۔ دونوں نے کہا کہ پھر آپ اپنے رب کو کیا جواب دیں گے ؟ انہوں نے کہا کہ تم دونوں مجھے اللہ سے ڈراتے ہو، اس لئے کہ میں تم دونوں سے زیادہ اللہ کو اور عمرؓ کو جانتا ہوں۔ میں اللہ سے کہوں گا کہ میں نے ان پر اس شخص کو خلیفہ بنایا جو ان سب سے بہتر تھا؟

(طبقات ابن سعد اردو ج ۳ ص ۲۷)

ان تاریخی روایات سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ سیدنا عمرؓ کو خلافت کے لئے خلیفۃ الرسول، سیدنا ابوبکرؓ نے اپنی صوابدید اور ذمہ داری پر نامزد کیا تھا۔ نیز اس سلسلہ میں آپ نے چند اکابر صحابہؓ کو اپنے اس فیصلے سے مطلع بھی کر دیا تھا۔ تاہم باقی لوگوں سے قطعاً کوئی پیشگی استصواب نہیں کیا ـــــ البتہ یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ سیدنا ابوبکرؓ کی جانب سے اس نامزدگی کو کسی نے چیلنج نہیں کیا، بلکہ آپ کے اس بزرگانہ و مصلحانہ فیصلہ کی اصابت و درستگی پر پوری قوم نے اسدرجہ اعتماد کا اظہار کیا کہ سربمہر لفافہ میں لکھے ہوئے خلیفہ کے نام سے آگاہ نہ ہوتے ہوئے بھی بلا استثناء سب ہی نے بیعت کی ـــــ ولی عہدی و نامزدگی کے ذریعہ خلیفہ کی تقرری کے جواز اور دیگر انتخابی فارمولوں کے مقابلہ میں۔۔ زیادہ پسندیدہ و افضل ہونے پر قرنِ اول کے اولین دور کا یہ اجماعی فیصلہ ایک ناقابلِ شکست دلیل ہے، جس سے تاریخ کے دیانتدارانہ مطالعہ کے دوران آنکھیں بند کر کے گذر جانا ناممکن ہے۔

اب رہا طبقات ابن سعد کی روایت میں نقل شدہ مکالمہ ــــ تو اس کا تعلق نامزدگی کے جواز یا عدم جواز سے ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ سیدنا عمرؓ کی طبیعت میں پائی جانے والی اس سختی و درشتی سے متعلق ہے جو آپ کی زندگی میں ایک نمایاں وصف کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حیثیت رکھتی تھی اور جس کا ظہور ان کی جانب سے عہدِ نبوی و صدیقی میں ہو تا رہا تھا ـــــ یہی وجہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کے اطمینان بخش جواب کے بعد حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ یا کسی بھی شخص کی جانب سے کسی بے اطمینانی کا اظہار نہیں کیا گیا۔

علامہ ابن جریر طبری لکھتے ہیں :-

"ابوبکرؓ نے اپنے مرض الموت کے زمانے میں عمرؓ کو اپنے بعد خلیفہ مقرر کر دیا تھا، کہتے ہیں کہ جب آپ نے اس کا ارادہ کیا تھا اس وقت عبد الرحمٰن بن عوف کو بلایا اور ان سے کہا بتلاؤ عمرؓ کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے عبد الرحمٰن نے کہا اے خلیفۂ رسول وہ اوروں کی بہ نسبت آپ کی رائے سے بھی افضل ہیں مگر ان کے مزاج میں ذرا شدت ہے۔ ابوبکرؓ نے کہا یہ شدت اس وجہ سے تھی کہ وہ مجھے نرم دیکھتے تھے جب حکومت خود ان کو تفویض ہو گی تو اس قسم کی اکثر باتیں چھوڑ دیں گے۔ اے ابو محمد، میں نے ان کو بغور دیکھا ہے کہ جس وقت میں کسی شخص پر کسی معاملے میں خفگی ناک ہوتا تو عمرؓ مجھ کو اس پر راضی ہونے کا مشورہ دیتے تھے اور جب میں کسی پر نرم ہوتا تو وہ مجھ کو اس پر سختی کرنے کا مشورہ دیتے۔ اے ابو محمد! یہ باتیں جو میں نے تم سے کہی ہیں تم ان کا کسی اور سے ذکر نہ کرنا۔ عبد الرحمٰن نے کہا بہت اچھا۔"

(تاریخ طبری ج ۲ ص ۲۷۳)

سوم :- خلیفۂ محترم، سیدنا عمر فاروق اعظمؓ۔ ابولؤلؤ فیروز نامی مشہور مجوسی سفاک کے قاتلانہ حملے سے نمازِ فجر پڑھاتے ہوئے زخمی ہوئے ـــــ زخم اتنے خطرناک تھے کہ شمعِ حیات مدھم پڑتی چلی گئی ـــــ اسی دوران آپ سے درخواست کی گئی کہ زندگی ہی میں کسی شخص کو اپنا جانشین مقرر کر جائیں، تاکہ مسلم اجتماعیت کو کسی قسم کا خطرہ درپیش نہ ہو۔ نیز اسلامی خلافت کا وہ تسلسل بھی برقرار رہ سکے جو سیدنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابوبکرؓ نے آپ کو اپنا جانشین نامزد کر کے قائم رکھا تھا ——— آگے بڑھنے سے پہلے اس سلسلہ کی بعض روایات ملاحظہ فرماتے چلیں۔

حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ فرماتے ہیں:۔

قیل لعمر الا تستخلف قال ان استخلف فقد استخلف من ھو خیر منی ابوبکر وان اترک فقد ترک من ھو خیر منی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(بخاری ج ۲ ص ۱۰۷۲، مسلم ج ۲ ص ۱۲۰)

"حضرت عمرؓ سے کہا گیا کہ آپ بعد کے لئے خلیفہ مقرر کر دیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ اگر میں خلیفہ نامزد کر دوں تو بے شک مجھ سے پہلے بہتر یعنی حضرت ابوبکرؓ نے اپنے بعد (مجھے) نامزد کیا۔ اور اگر یونہی چھوڑ جاؤں تو مجھ سے بہت بہتر یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی (صراحت کے ساتھ نامزدگی کو) چھوڑے رکھا تھا؟

قدیم مورخ علامہ محمد بن سعدؒ ——— اور مشہور شیعہ مؤرخ طبری لکھتے ہیں کہ سیدنا عمرؓ نے فرمایا:۔

"تم یہ بات ذہن نشین کر لو کہ اگر کسی کو خلیفہ نامزد کر دوں تو مجھ سے بہتر شخصیت (ابوبکر) نے بھی خلیفہ نامزد کیا تھا اور اگر میں کسی کو بھی نامزد نہ کروں تو مجھ سے بہتر شخصیت (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) نے کسی کو خلیفہ نامزد نہیں کیا تھا؟ (تاریخ طبری اردو ج ۲ ص ۲۸۹

طبقات ابن سعد اردو ج ۲ ص ۱۴۶)

ان ہی ابن جریر طبری کا بیان ہے کہ:۔

"جب حضرت عمرؓ بن الخطاب زخمی ہوئے تو آپ سے کہا گیا۔ اے امیر المومنین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ کسی کو اپنا جانشین مقرر کریں۔ آپ نے فرمایا۔ میں کس کو خلیفہ مقرر کردوں اگر حضرت ابو عبیدہ زندہ ہوتے تو میں انہیں خلیفہ مقرر کرتا۔ اگر میرا پروردگار قیامت کے دن مجھ سے بازپرس کرتا تو میں جواب دیتا۔ میں نے تیرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا ہے کہ ابو عبیدہ اس امت کے امین ہیں۔

اگر ابو حذیفہ کے آزاد کردہ غلام سالم زندہ ہوتے تو میں انہیں بھی خلیفہ مقرر کرسکتا تھا۔ اگر میرا رب ان کے بارے میں سوال کرتا تو میں عرض کرتا۔ میں نے تیرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے۔ سالم اللہ تعالٰی سے بہت محبت کرتے ہیں۔

ایک شخص نے کہا۔ میں آپ کے سامنے عبداللہ بن عمر کا نام پیش کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا خدا تمہیں غارت کرے، خدا کی قسم اللہ کے سامنے کبھی میں نے اس قسم کی آرزو نہیں کی تم پر افسوس ہے کہ میں کیسے اس شخص کو خلیفہ بنا سکتا ہوں جو اپنی بیوی کو (صحیح اور شرعی) طریقہ سے طلاق دینے سے عاجز رہا ہو۔" (تاریخ طبری ج ۳ ص ۲۸۸ وطبقات ابن سعد مختصراً ص ۱۴۳/۱ ج ۳ و ص ۲۰۱ ج ۳)

مندرجہ بالا روایات سے معلوم ہوا کہ اس دور میں صحابہ کرام اور تابعین عظام ولی عہدی و نامزدگی کے طریقہ کو نہ صرف جائز بلکہ مستحسن و افضل اور اجتماعی افادیت کے پیش نظر بہتر سمجھتے تھے ــــــ اسی لئے انہوں نے حضرت فاروق اعظمؓ کو اس کا مشورہ دیا۔ نیز حضرت عمرؓ نے بھی ان کے مشورے کو خلاف شرع یا نامناسب قرار دیکر رد نہیں فرمایا بلکہ اصولاً آپ نے ان کی تائید فرماتے ہوئے دو شخصوں کے نام لے کر کہا کہ اگر امین الامت ابو عبیدہؓ بن جراح اور حضرت سالمؓ زندہ ہوتے تو ان میں سے کسی ایک کو خلیفہ نامزد کرتا ــــــ تاہم بعض ناگزیر اور پیچیدہ وجوہات کے پیش نظر آپ نے مناسب خیال فرمایا کہ نامزدگی کے لئے کسی ایک شخص کے تعین کی بجائے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان سب حضرات کو نامزدگی کے دائرے میں شامل کرلیا جائے جو معاملاتِ خلافت میں دلچسپی لیتے رہے ہوں یا جن کے ساتھ ذہنی وابستگی رکھنے والے افراد کی طرف سے اپنے امیدوار کے حق میں انتخابی بھاگ دوڑ (کنویسنگ) کا امکان ہو۔ چنانچہ آپ نے چھ معزز صحابہؓ پر مشتمل انتخابی کونسل نامزد فرمائی اور انہیں اس بات کا پابند قرار دیا کہ انتخابی کونسل کے یہ نامزد ممبران ان کے انتقال کے بعد تین دن کے اندر باہم مشورہ کرکے اپنے میں سے کسی ایک کو خلیفہ چن لیں:۔

قال ما اجد احق بهذا الامر من هولاء النفر او الرهط الذين توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو عنهم راض فسمى عليا وعثمان والزبير وطلحة وسعدا وعبد الرحمن بن عوف (بخاری ج ۱ ص ۵۲۴)

"حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میرے نزدیک خلافت کے لئے سب سے زیادہ مستحق وہی لوگ ہیں جن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے انتقال کے وقت تک خوش رہے، پھر اس سلسلہ میں آپ نے ان حضرات کے نام لئے، حضرات علی، عثمان، زبیر، طلحہ، سعد، اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم"

بالآخر حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد ان کے نامزد ان ہی حضرات نے نہ صرف انتخابی کونسل کی کثرتِ رائے سے سیدنا عثمان ذوالنورینؓ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی —— بلکہ ازروئے احتیاط مدینہ منورہ میں موجود تمام لوگوں کو بھی استصواب رائے میں شریک کیا گیا۔

فلما صلى الناس الصبح واجتمع اولئك الرهط عند المنبر فارسل الى من كان حاضرا من المهاجرين والانصار وارسل الى امراء الاجناد ...... فلما اجتمعوا تشهد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبد الرحمٰن ثم قال اما بعد یا علی انی قد نظرت فی امر الناس فلم ارھم یعدلون بعثمان فلا تجعلن علی نفسک سبیلاً فقال ابایعک علی سنۃ اللہ و رسولہ والخلیفتین من بعدہ فبایعہ عبد الرحمٰن و بایعہ الناس والمھاجرون والانصار و اُمراء الاجناد والمسلمون۔

(بخاری ج ۲ ص ۱۰۷۰)

"جب لوگ صلوٰۃ صبح ادا کر چکے تو انتخابی کمیٹی کے ممبران منبر کے قریب جمع ہوتے۔ حضرت عبد الرحمٰن نے مہاجرین و انصار اور امرائے لشکر وغیرہ تمام لوگوں کو بلوایا، جب سب اکٹھا ہو گئے تو حضرت عبد الرحمٰن نے حمد و ثنا کے بعد کہا، اے علی! میں نے لوگوں کی رائے پر غور کیا وہ عثمانؓ کے علاوہ کسی کی تائید نہیں کرتے، اس لئے تم کوئی مخالفانہ رویہ اختیار نہ کرنا۔ اس کے بعد انہوں نے حضرت عثمانؓ سے کہا کہ میں تمہارے ہاتھ پر اللہ، اس کے رسول اور ان کے بعد دونوں خلفاء کے طریقے کی بیعت کرتا ہوں۔ پس مہاجرین و انصار امرائے لشکر اور تمام مسلمانوں نے حضرت عثمانؓ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کر لی۔"

خلاصہ یہ کہ چھ افراد پر مشتمل انتخابی پینل کی نامزدگی اور پھر اسی کی نتیجہ میں سیدنا عثمان ذوالنورین کا خلافت کے لئے چناؤ، ایک طرح کی ولی عہدی اور جانشینی ہی ہے ــــ البتہ جانشینی کے اس طریقہ میں آپ نے قدرے توسیع فرمائی جس کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و اصحابہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکرؓ اور حضرت ابوبکرؓ کے بعد خود آپ کا تقرر عمل میں آیا تھا۔ بایں طور کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و اصحابہ وسلم نے تو بعض ناگزیر اسباب کی وجہ سے حضرت ابوبکرؓ کا نام لے کر خلیفہ مقرر نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمایا، بلکہ عملاً انہیں نائب مقرر کرنے پر اکتفا کیا جسے بعض صحابہؓ نے حضور علیہ السلام کی طرف سے حضرت ابوبکرؓ کے حق میں عملی فیصلہ قرار دے کر انہیں جانشین رسولؐ تسلیم کر لیا ـــــ اور حضرت ابوبکرؓ نے تو صاف طور پر آپ کو نامزد خلیفہ کی حیثیت سے اپنی زندگی ہی میں متعین فرما دیا تھا ـــــ لیکن حضرت عمرؓ نے بدلتے ہوئے سیاسی حالات اور بعض حضرات کی جانب سے خلافت کے لئے غیر معمولی دلچسپی و سرگرمی دیکھ کر ضروری سمجھا کہ ان حالات میں کسی متعین فرد کا نام لئے بغیر محض اشارات اور عملی ترجیحات کو کافی سمجھ لینا۔ یا کسی ایک شخص کو نام لے کر خلیفہ مقرر کر جانا۔ ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں کے کسی طبقے کو برضا و رغبت تسلیم نہ ہو، اس لئے کہ اب نہ کسی شخص کو حضرت ابوبکرؓ جیسی بلا استثناء افضلیت حاصل ہے جس کی کسی کو انکار و انحراف کی مجال نہ ہو۔ اور نہ ہی حضرت عمرؓ جیسی کوئی عبقری شخصیت موجود ہے جس کے رعب و جلال کے آگے کسی قسم کے نامناسب خیال و اقدام کو راہ پانے اور پنپنے کا موقعہ ہی نہ مل سکے۔ چنانچہ اسی خیال کے پیش نظر آپ نے ولی عہدی و جانشینی کے نبوی و صدیقی تسلسل کو باقی رکھتے ہوئے، اس میں اتنا اضافہ ضروری سمجھا کہ نامزدگی کو کسی ایک فرد کے ساتھ مخصوص و محدود کرنے کی بجائے ان تمام حضرات کو "نامزد کونسل" میں شریک کر لیا تاکہ باہم صلاح، مشورے سے وہ جس کو بھی مقرر کریں گے اسے رائے عامہ کی مکمل حمایت و تائید حاصل رہے گی۔ صحیح مسلم و بخاری کی اوپر نقل کردہ روایت میں آپ نے اسی جانب اشارہ فرمایا ہے۔

چہارم :۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ و اصحابہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ صدیق کو عملاً اپنا جانشین مقرر فرمایا ـــ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ کو اپنے بعد خلافت کے لئے نامزد کیا ـــ اور حضرت عمرؓ نے چھ افراد کی انتخابی کونسل نامزد کی جس کے نتیجے میں انکے نامزد "رکن کونسل" حضرت عثمان ذوالنورینؓ کا انتخاب عمل میں آیا ـــــ ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیشتر تین نمونوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ اگر سیدنا عثمان ذوالنورینؓ کی خلافت میں آخر تک حالات معمول کے مطابق پرسکون رہتے تو آپ بھی جانشینی و نامزدگی کے اسی پسندیدہ و مختار طریقہ کو روبعمل لاتے جواب سے پہلے حضور علیہ الصلاۃ والسلام اور حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے پسند و اختیار فرمایا تھا۔

لیکن افسوس کہ آپ کی خلافت کے آخری دنوں میں سبائی افتراق انگیزی اور بعض قابل احترام بزرگوں کا سہارا لے کر عجمی منافقین کی اسلام دشمن اور انتقامی شورشوں نے نہ صرف اسلامی ریاست کے طول و عرض بلکہ مسلمانوں کے روحانی و سیاسی مرکز کا امن و سکون غارت کر کے رکھ دیا۔ اور ایسے پرفتن حالات پیدا کر دیئے کہ سیدنا عثمان ذوالنورینؓ اسلامی خلافت کے مستقبل سے متعلق قبل از وقت کوئی بندوبست نہ کر سکے۔

سیدنا حضرت مروان بن الحکم رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:۔

اصاب عثمان بن عفان رعاف شدید سنة الرعاف حتى حبسه عن الحج واوصى فدخل عليه رجل من قريش فقال استخلف فقال وقالوا قال نعم قال ومن فسكت، فدخل عليه رجل اخر احسبه الحارث فقال استخلف فقال عثمان وقالوا فقال نعم، قال ومن هو قال فسكت، قال فلعلهم قالوا الزبير قال نعم قال اما والذى نفسى بيده انه لخيرهم ما علمت وان كان لاحبهم الى رسول الله صلى الله عليه وسلم

(بخاری جلد اول ص ۵۲۷)

"جس سال نکسیر کی وبا پھیلی تو حضرت عثمانؓ پر بھی نکسیر کا سخت حملہ ہوا۔ یہاں تک کہ اس سال آپ حج کو نہ جا سکے اور وصیت بھی کر دی تھی۔ اسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوران ایک قریشی شخص نے آکر عرض کیا، کہ آپ اپنا جانشین مقرر کردیں۔ آپ نے پوچھا کہ کیا سب لوگ یہی کہہ رہے ہیں؟ انھوں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے پوچھا کس کو؟ اس پر وہ شخص خاموش ہوگیا۔ اتنے میں ایک اور صاحب تشریف لائے (غالباً ان کا نام حارث تھا) انھوں نے بھی یہی عرض کیا کہ آپ کسی کو جانشین بنا دیں۔ آپ نے دریافت کیا سب کا یہی کہنا ہے؟ عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا کس کو؟ تو وہ بھی چپ ہوگیا —— پھر آپ نے فرمایا شاید لوگ اس سلسلہ میں حضرت زبیرؓ کا نام لے رہے ہیں۔ انھوں نے کہا جی ہاں۔ اس پر حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے میری دانست میں وہ ان سب سے بہترین شخص ہیں اور وہ صحابہ کرامؓ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ہی محبوب تھے"

شارح صحیح بخاری، علامہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ روایت نقل فرماتے ہیں:

ان عثمان کتب العھد بعدہ لعبد الرحمٰن بن عوف واستکتم ذلک حمران کاتبہ فوشٰی ذلک حمران الی عبد الرحمٰن فعاتب عثمان علی ذلک فغضب عثمان علی حمران فنفاہ من المدینہ الی البصرۃ ومات عبد الرحمٰن بعد ستۃ اشھر۔ (فتح الباری۔ بحوالہ حاشیہ بخاری ج ۱ ص ۵۲۷)

"سیدنا عثمانؓ نے اپنے بعد عبد الرحمٰن بن عوفؓ کی خلافت کے لئے وصیت نامہ لکھوایا اور اپنے کاتب حمران کو اسے ظاہر نہ کرنے کی تاکید فرمائی —— حمران نے حضرت عبد الرحمٰنؓ کو اس سے باخبر کر دیا، جس پر حضرت عثمانؓ ناراض ہوئے، اور غصہ میں اسے مدینہ منورہ سے بصرہ کی طرف شہر بدر کر دیا —— اس واقعہ کے چھ ماہ بعد حضرت عبد الرحمٰنؓ کا انتقال ہو گیا"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان روایات سے مندرجہ ذیل تین باتیں معلوم ہوئیں۔ اوّل یہ کہ ایک خلیفہ کا اپنی حیات ہی میں کسی مناسب شخص کو اپنے بعد کے لئے جانشین نامزد کرنا، صرف جائز نہیں بلکہ اس زمانہ خیر القرون میں مستحسن، مقبول اور پسندیدہ طریقہ بھی تھا جب ہی تو ہمعصر امت نے حضرت عثمانؓ کو جانشین نامزد کرنے کا مشورہ دیا ــــــ دوم یہ کہ نکسیر کے شدید حملے کے دوران حضرت عثمانؓ جیسے مقدس خلیفہ راشد نے سیدنا عبدالرحمن بن عوفؓ کی نامزدگی سے متعلق وصیت نامہ لکھوا کر جانشینی کے اسی پسندیدہ و مختار طریقہ کو قائم رکھنا چاہا تھا جو نبوی، صدیقی اور فاروقی عملی تسلسل کی ایک کڑی تھی۔ لیکن افسوس اس واقعہ کے چھ ماہ بعد حضرت عبدالرحمنؓ کی وفات ہو گئی، ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ حضرت عثمانؓ کے نامزد خلیفہ کی حیثیت سے خلافت کی ذمہ داریاں سنبھالتے ــــــ سوم یہ کہ سیدنا عثمانؓ کے عہد خلافت میں لوگوں کا عموماً یہ خیال تھا کہ آپ کے بعد سیدنا زبیر بن العوامؓ خلافت جیسی اہم ذمہ داری کے لئے سب سے زیادہ مناسب ہیں۔ اسی لئے متعدد حضرات نے رائے عامہ کی نمائندگی کرتے ہوئے حضرت عثمانؓ کو ان کے احساسات سے مطلع کیا ــــ اور سیدنا عثمانؓ نے اس پر کسی نکیر کا اظہار نہیں فرمایا بلکہ حضرت زبیرؓ کی تعریف و توصیف کرتے ہوئے ان کے استحقاق کی توثیق فرمائی ــــــ ان حالات میں بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اگر حالات معمول پر رہتے اور شورشی تحریک کی سنگینی مسلم قوم کی اجتماعیت کے بارے میں پرسکون سوچ کی راہ میں رکاوٹ نہ بنتی تو یقیناً سیدنا عبدالرحمنؓ بن عوف کی وفات کے بعد، سیدنا عثمانؓ حسب سابق رسول کریم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی اور برادر نسبتی سیدنا زبیر بن عوامؓ کو آئندہ کے لئے خلیفہ نامزد فرماتے۔ لیکن ؎

پیش آتا ہے وہی جو کچھ کہ پیشانی میں ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

پنجم :- عجمی منافقین اور ان کی انگیخت پر کوفہ، بصرہ اور مصر کے شرپسند بلوائیوں نے خلیفہ سوم، دامادِ رسول، سیدنا عثمان ذوالنورین رضؓ کو شہید کر کے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے مطابق حضرت علی رضؓ کی خلافت کا اعلان کر دیا اور پھر زبردستی لوگوں کو بیعتِ خلافت کے لئے مجبور کیا گیا ــــ اعلانِ خلافت کی یہ صورت ناپسندیدہ شرانگیزی کے نتیجہ میں ہنگامی طور پر پیش آئی اس لئے کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ اگر لوگوں کو اپنی مرضی سے خلیفہ منتخب کرنے کا موقعہ ملتا تو وہ کس شخص کو پسند کرتے ؟ البتہ صحیح بخاری کے حوالے سے اوپر درج کردہ روایت کے مطابق معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عثمان رضؓ کے بعد خلافت کے لئے لوگوں کی نگاہیں عموماً سیدنا زبیر رضؓ کی جانب تھیں۔ بہرحال یہ جو کچھ بھی ہوا اسے ضابطے کی کارروائی قرار نہیں دیا جا سکتا، یہی وجہ ہے کہ اسے معاصر امت میں آخر تک قبولِ عام حاصل نہ ہو سکا ــــ یہاں تک کہ جب حضرت علی رضؓ، عبدالرحمٰن بن ملجم کے قاتلانہ حملے سے شدید زخمی ہوتے تو آپ نے اپنے صاحبزادے سیدنا حسن رحؒ کو اپنی جگہ مصلائے امامت پر متعین کیا۔ نیز جب لوگوں نے حضرت حسن رحؒ کو ان کے بعد خلیفہ بنا لینے کے بارے میں معلوم کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ :-

"نہ میں تمہیں اس کا حکم دیتا ہوں اور نہ اس سے روکتا ہوں تم لوگ زیادہ مناسب سمجھتے ہو۔" (تاریخ طبری ج ۴ ص ۵۰۲)

اس سے پتہ چلا کہ حضرت علی رضؓ کے نزدیک قبل از وقت جانشین کے تقرر میں کوئی قباحت نہ تھی، جبھی آپ نے کھلے لفظوں اس کی تردید نہیں فرمائی۔ البتہ انہیں اپنی پارٹی پر مسلسل تجربات کی روشنی میں کسی بھلائی کی توقع نہ تھی۔ انہیں مکمل طور پر یقین ہو چکا تھا کہ جس قوم کی بنیاد پر حاصل شدہ "برائے نام" خلافت کے دوران وہ ان کی اطاعت و اعتماد حاصل کر سکنے میں کامیاب نہ ہو سکے، ان پر آئندہ کے لئے بھی قطعاً بھروسہ نہیں کیا جا سکتا، اس لئے آپ نے واضح طریق پر حضرت حسن رحؒ کو خلافت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے لئے نامزد کرنے سے گریز کرتے ہوئے صرف صلاۃ پنجگانہ کی امامت پر مامور فرمانے پر اکتفا کیا ___ چونکہ اس وقت خلیفہ کی طرف سے کسی شخص کا "بلا تحریر امامت" پر مقرر ہونا، اس کی جانشینی کے استحقاق کی علامت سمجھی جاتی تھی اس سے کہا جا سکتا ہے کہ اگر سیدنا علیؓ کو اپنی پارٹی اور حالات کی سازگاری پر اطمینان ہوتا تو یقیناً آپ حضرت عثمانؓ کی شہادت سے پیدا ہونے والے خلاء کے بعد جانشینی کے سابقہ تسلسل ہی کو برقرار رکھتے، جیسا کہ بعض شیعہ محققین کا کہنا ہے کہ حضرت علیؓ نے وصیت بدایات کے ذریعہ اپنے بڑے صاحبزادے حضرت حسنؓ کو اہل کوفہ پر نامزد خلیفہ مقرر فرمایا تھا۔ چنانچہ شیعہ مجتہد و محقق ملّا باقر مجلسی ایرانی لکھتے ہیں کہ :-

"وقتِ وصیت جناب امیرؑ نے تمام فرزندان و اہل بیت اور بزرگان و مردانِ شیعہ کو جمع فرمایا۔ اور امام حسنؑ کو اپنا خلیفہ مقرر فرمایا"

(جلاء العیون جلد اول ص ۲۶۹ ، ۳۰۳)

الحاصل ___ سیدنا حضرت علیؓ نے جانشینی و خلافت کے لئے اپنے بیٹے سیدنا حسنؑ کا تقرر کر کے نامزدگی کے سلسلہ کی اس شق کو واضح کر دیا کہ جس طرح مسلمان خلیفہ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے بعد کے لئے کسی بھی مناسب و باصلاحیت شخص کو خلیفہ نامزد کر دے، بالکل اسی طرح اس کو یہ بھی حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنے بیٹے کو خلیفہ نامزد کر دے ___ یاد رہے کہ حضرت علیؓ ہی وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مسلمانوں کی تاریخ میں پہلی مرتبہ باپ کے بعد بیٹے کی نامزدگی و تقرر کو اختیار فرمایا۔

ششم :- حضرت علیؓ کے انتقال کے بعد اہل کوفہ نے حضرت حسنؓ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کر لی۔ لیکن آپ والد ماجد کی آزمائشی خلافت کے آغاز سے لے کر خانہ جنگیوں سے بھرے ساڑھے چار سالہ دور کے اختتام تک رونما ہونے والے حادثات اور ان کے اسباب و عواقب پر غور و فکر سے اس نتیجہ پر پہنچے کہ والد صاحب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی حکومت میں انتظامی وسیاسی معاملات پر عجمی منافقوں اور سبائیوں کے تسلط سے پیدا شدہ بگڑے ہوئے حالات میں کوفہ کی محدود حکمرانی سے عہدہ برآ ہونا بھی دشوار ہے بالخصوص جبکہ اپنے والد سے ورثہ میں ملنے والی عسکری قوت انتشار و پراگندگی کا شکار ہے۔ علامہ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:-

ولما رأى الحسن بن علي تفرق جيشه عليه مقتهم وكتب عند ذلك الى معاوية بن ابي سفيان — الخ (البداية والنهاية ص ۱۴/ج ۸)

جب حضرت حسنؓ نے محسوس کیا کہ ان کا لشکر ان سے علیحدگی اور خفگی پر آمادہ ہے۔ اس وقت آپ نے حضرت معاویہؓ بن ابی سفیانؓ کو صلح کے لئے لکھا۔

ان حالات میں سیدنا حسنؓ نے اپنی طبیعت میں پائی جانے والی صلح و اتحاد کی دیرینہ خواہش کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ضروری سمجھا کہ مزید تاخیر کئے بغیر عالم اسلام کے عظیم مدبر و منتظم سیدنا معاویہؓ کو پوری اسلامی ریاست کا متفق علیہ خلیفہ ہو جانا چاہیے۔ تاکہ ان کی خداداد صلاحیتوں کے ذریعہ بگڑے ہوتے سابقہ حالات کو مزید خراب و ابتر ہونے سے بچایا جا سکے — بالآخر سیدنا حسنؓ نے جلد ہی اپنے زیر فرمان علاقوں کی نامزد حکمرانی سے دستبردار ہو کر کاتب قرآن سیدنا معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت خلافت کر لی۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہہ لیں کہ سیدنا حسنؓ نے اپنے والد حضرت علیؓ سے ملنے والی امانت سیدنا معاویہؓ کو اس کا اہل اور امین سمجھ کر ان کے حوالہ کر کے جانشینی و نامزدگی کے تسلسل کو باقی رکھا۔

مفتم:- سیدنا حسنؓ کی طرف سے اس سپردگی کے بعد سیدنا معاویہؓ کی خلافت پر لاکھوں مربع میل میں پھیلی ہوئی مسلم قوم کا وہ عظیم اجماع منعقد ہو گیا جس کی نظیر پیش کرنے سے اقوام عالم کی تاریخ عاجز ہے، برسوں کی خانہ جنگی و اختلاف کے بعد اس اتفاق و اتحاد کے سال کو تاریخ میں "عام الجماعت" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے یعنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اتحاد واتفاق کا سال ـــــــ اس طرح سیدنا معاویہؓ ہی وہ منفرد شخصیت کے مالک ہیں جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے مسلم اجتماعیت کی ڈگمگاتی اور ڈوبتی ہوئی کشتی کو ایک بار پھر بسوئے منزل جادہ پیما کیا اور ایک دو سال نہیں، بیس[۲۰] برس سے متجاوز عرصہ پر حاوی عہد میں بھرپور خدمت کا موقعہ عنایت فرمایا۔

بالآخر جب سیدنا معاویہؓ بڑھاپے کی عمر کو پہنچے تو آپ نے صحابیٔ رسولؐ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کی تحریک اور اسلامی ریاست سے مکمل استصوابِ رائے کے بعد اپنے صاحبزادے حضرت یزیدؒ کو اپنے بعد خلافت کے لئے ولیعہد مقرر کر کے جانشینی کے اسی تسلسل کو اختیار فرمایا جو حضرت حسنؓ کے ہنگامی تقرر کے علاوہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم سے لے کر اب تک معمول چلا آرہا تھا۔

حاصل یہ کہ اگرچہ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو خلیفہ کے چناؤ سے متعلق کسی خاص طریقہ کا حکماً پابند نہیں کیا۔ تاہم نبی کریم صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم اور آپ کے بعد خلفائے راشدینؓ کے اختیار کردہ طرزِ عمل سے ثابت ہوا کہ انتخابِ خلیفہ کے لئے جانشینی ونامزدگی والا طریقہ ہی پسندیدہ ہے۔ اور نئے سربراہ کے چناؤ کے سلسلہ میں رونما ہونے والے ہر ممکن انتشار و فساد سے بچنے کے لئے یہی طریقہ زیادہ مفید ہے ـــــ جناب سیدنا معاویہؓ نے اس پر عمل کر کے نہ صرف یہ کہ اُس پسندیدہ تسلسل ہی کو باقی رکھ کر "وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ" کی عملی تعبیر پیش فرمائی۔ بلکہ مسلمان قوم کو ایک تباہ کن انتقام سے محفوظ کر دیا جسے عملی جامہ پہنانے کے لئے عجمی منافقین، سیدنا معاویہؓ کی موت کے منتظر تھے، کہ کب ان کی آنکھیں بند ہوں اور ہم کارروائی شروع کریں ـــــ

کس قدر عجیب بات ہے کہ سیدنا معاویہؓ کی "کتاب فضائل" سے اسی اہم اور مقدس فضیلت کو صرف نظر انداز ہی نہیں کر دیا جاتا۔ بلکہ برخود غلط قسم کے لوگ جائز و ناجائز کے خود ساختہ معیار پر جانچ کر اسے ایک سیاہ کارنامہ بنا کر پیش کرتے ہوئے بھی شرم و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غیرت محسوس نہیں کرتے ـــــــ سیدنا یزیدؒ کی ولی عہدی کے پس منظر، اسباب و محرکات اور اس سلسلہ کی تاریخی تفصیلات اپنے مقام پر گذشتہ اوراق میں بیان ہو چکی اس لئے یہاں ان کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

علمائے محققین کا فیصلہ

اگرچہ طریقِ انتخاب میں ولی عہدی کا جواز اور پسندیدگی نبی اکرم صلی اللہ علیہ و اصحابہ وسلم اور خلفائے راشدین رضؓ کے طرزِ عمل سے ثابت ہو جانے ـــــ نیز اس تاکیدی ارشاد نبویؐ:

نعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین عضوا علیھا بالنواجذ (مستدرک ج ۱ ص ۹۶)

"تم پر لازم ہے کہ تم میری سنت کو اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو معمول بناؤ اور اسے مضبوطی سے اختیار کرو"

کے بعد مزید کسی ثبوت کی ضرورت نہیں۔ لیکن مزید اطمینان اور اتمام حجت کی غرض سے بعض علمائے محققین کے بیانات بھی پیش ہیں۔

علامہ ابن حزم اندلسیؒ فرماتے ہیں کہ:۔

"سب سے اول و افضل و صحیح تر یہ ہے کہ مرنے والا امام اپنے بعد جس کو امام منتخب کرے اسے ولی عہد بنا دے خواہ یہ فعل اپنے زمانہ صحت میں کرے یا زمانہ مرض میں، یا موت کے وقت۔ کیونکہ ان میں سے کسی صورت کے ممنوع ہونے پر نہ تو کوئی نص ہے نہ اجماع۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کے ساتھ کیا اور جیسا ابوبکرؓ نے عمرؓ کے ساتھ کیا۔ اور جیسا سلیمانؒ بن عبدالملکؒ نے عمرؒ بن عبدالعزیزؒ کے ساتھ کیا۔ ہم اس وجہ کو پسند کرتے ہیں اور اس کے ۔ سوا کو مکروہ سمجھتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس لئے کہ اس میں امامت کا اتصال اور امر اسلام و اہل اسلام کا انتظام ہے (یعنی ان کے امور کی لڑی ٹوٹنے نہیں پاتی، سلسلہ ملا رہتا ہے) اس اختلاف اور شور و شغب کا ازالہ بھی ہے جس کا اندیشہ دوسری صورت میں کیا جا سکتا ہے جبکہ مسلمانوں کو بغیر کسی امیر کے چھوڑ دیا جائے، اس میں پراگندگی و سرکشی و طمع کا انسداد بھی ہے۔"

(الملل والنحل مطبوعہ حیدر آباد دکن ج ۳ ص ۱۶۲، ۱۶۳)

علامہ ابوالحسن الماوردی رح تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"کیا امامت سابق امام کے کسی شخص کو امام مقرر کرنے سے انعقاد پذیر ہوتی ہے؟ اس کے جائز ہونے پر تمام امت کا اجماع ہے، ان حسب ذیل دو وجہوں کی بنا پر تمام مسلمانوں کا اس پر عمل درآمد ہے، اور وہ اسے ناجائز نہیں سمجھتے۔

ایک وجہ یہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین مقرر کر دیا۔ اور محض حضرت ابوبکر رض کے فرمان کی بنا پر تمام مسلمانوں نے حضرت عمر رض کی امامت کو تسلیم کر لیا ــــــ دوسرے یہ کہ حضرت عمر رض نے امامت کو اہل شوریٰ کے سپرد کر دیا اور اہل شوریٰ نے جو اس وقت کے تمام مسلمانوں میں سربرآوردہ تھے اس تجویز کی صحت کی بنا پر اس میں شرکت قبول کر لی ــــــ الخ

(الاحکام السلطانیہ ص ۱۹، ۲۰)

علامہ عبدالرحمن بن خلدون رح ارقام فرماتے ہیں:-

"شریعت میں اجماع امت سے اس عمل (یعنی ولی عہدی) کا جواز ثابت ہے، کیونکہ حضرت ابوبکر رض نے صحابہ رض کے مجمع میں حضرت عمر رض کو اپنا جانشین و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ولی عہد مقرر فرمایا، جس کو تمام صحابہ نے جائز رکھا اور حضرت عمرؓ کی اطاعت وپیروی اپنے لئے لازم قرار دی۔ اسی طرح حضرت عمرؓ نے قبل وفات ولی عہدی کے مسئلے کو عشرہ مبشرہ میں سے چھ بقیہ صحابہ کی صوابدید پر چھوڑا اور ان کو اختیار دیا کہ وہ مسلمانوں کے لئے کوئی بھی امام چھانٹ لیں۔۔ ۔۔۔۔۔ اب جس مجمع میں یہ مسئلہ انتخاب طے پایا اس میں وہ سب صحابہ موجود تھے جو شیخین سے بیعت کر چکے تھے۔ کسی نے اس مسئلہ ولی عہدی و جانشینی پر اعتراض نہیں کیا بلکہ خاموش رہے اس سے صاف پتہ چلا کہ وہ باتفاق رائے اس طریق جانشینی کے جواز کے قائل تھے اور اس کی مشروعیت کو پہلے ہی سے جانتے تھے اور یہ بات معلوم ہو ہی گئی کہ اجماع شرعی مسائل کے لئے حجت مانا گیا ہے۔ اب اگر امام اپنے باپ یا بیٹے کو اپنا ولیعہد مقرر کر دے تو ہم اس پر بدگمانی نہیں کر سکتے۔ کیونکہ جب وہ اپنی زندگی میں سارے امور و معاملات میں قابل اعتماد مانا گیا ہے تو وہ اپنی زندگی کے بعد کے معاملات میں جو فیصلے دے گیا ہے اس میں بھی ہم کو اس پر بدگمانی نہیں کرنی چاہئے! اور اس پر اتہام نہیں لگانا چاہیئے ۔۔۔۔۔۔۔ خصوصاً جبکہ کسی مصلحت کا تقاضا بھی اس کے ساتھ شامل ہو یا کسی فتنہ و فساد کا بچاؤ مدنظر ہو تو ایسے وقت تو بدظنی کو سرے سے گنجائش نہیں ہوتی۔ جیساکہ حضرت معاویہؓ نے اپنے بیٹے یزیدؒ کو اپنا جانشین بنایا تو ان کے اس فعل پر بنی امیہ کے ۔۔ ۔ ارباب حل وعقد کا اتفاق ان کے لئے کافی حجت تھا اور اسی اتحاد و اتفاق کی مصلحت کو سامنے رکھ کر انہوں نے اور لوگوں کو چھوڑ کر یزیدؒ کو اپنی جانشینی کے لئے چھانٹا۔ یہ حقیقت ہے کہ بنی امیہ اس وقت یزیدؒ کے سوا اور کسی کی ولی عہدی کے لئے رضامند ہونے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والے نہیں تھے اور وہ قریش اور دیگر تمام مسلمانوں کی عصبیت (یعنی قوت و حمایت) اپنی پشت پناہی میں رکھتے تھے۔ خود بھی باا ثر تھے اور باشوکت لہٰذا انہیں حالات کے پیش نظر حضرت معاویہؓ نے اور بہتر لوگوں کو چھوڑ کر یزید کا انتخاب کیا اور فاضل و بہتر کو نظر انداز کر کے مفضول و کمتر کو مسند سلطنت پر لائے صرف اس لالچ سے کہ لوگوں کا اتحاد و اتفاق اور ان کی رائے میں یکجہتی کہیں ہاتھ سے نہ جاتی رہے۔ جس کے بقاء کو شارع علیہ السلام نے بہت ہی اہمیت دی ہے۔ ورنہ اس کے علاوہ حضرت معاویہؓ کے بارے میں اور کیا کہا جا سکتا ہے کیونکہ ان کی مسلمہ عدالت و صحبت نبوی کو دیکھتے ہوئے زبان ان کے بارے میں بدگمانی کا خیال ظاہر کرنے سے گنگ ہے۔ مزید برآں اکابر صحابہ کی موجودگی اور ان کا اس بارے میں سکوت اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ حضرت معاویہؓ ہر بدظنی سے پاک ہیں اور ان کو الزام نہیں دیا جا سکتا۔ نہ تو صحابہ ہی کی وہ شخصیتیں تھیں کہ وہ حق کے اظہار سے خاموش رہتے، نہ حضرت معاویہؓ اس مزاج کے تھے کہ وہ عزت و شان مملکت کی خاطر حق کو اختیار کرنے سے باز رہتے ان بزرگوں کی عدالت ایسی غلط کاریوں سے بہت بلند و بالا تر ہے۔"

(مقدمہ ابن خلدون اردو مطبوعہ کراچی ص ۲۰۴، ۲۱۱،
" " عربی " مصر ۲۱۰، ۲۱۱)

علماء متقدمین کے ان بیانات سے ثابت ہوا کہ سنت نبوی و سنت خلفائے راشدین کے پیش نظر ولی عہدی کے طریقہ پر سربراہ کا تقرر نہ صرف جائز بلکہ افضل و بہتر بھی یہی ہے کہ خلیفہ اپنی زندگی میں کسی مناسب و لائق شخص کو جانشینی کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیے نامزد کر جائے، تاکہ اس سلسلہ میں قوم کسی انتشار میں مبتلا نہ ہو ـــــ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و اصحابہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ اسی طور پر مقرر ہوئے تو امت میں مکمل اتحاد و اتفاق قائم رہا۔ اس کے برخلاف جب حضرت عثمان ذوالنورینؓ مجبور کن حالات کی وجہ سے کسی کو نامزد نہ کر پائے تو یہی انتخاب خلیفہ کا معاملہ تھا جس نے مسلمان قوم کو عہد علوی کی ہولناک خانہ جنگیوں سے دوچار کر دیا۔ بایں حالات امیر المؤمنین سیدنا معاویہؓ نے ارباب حل وعقد ہی نہیں پوری ہمعصر امت سے استصواب کے بعد اپنے صاحبزادہ سیدنا یزیدؒ کو اپنے بعد خلیفہ نامزد کر کے نہایت ہی صائب فیصلہ فرمایا ـــــ اس وقت کے سیاسی پس منظر اور پر پیچ و نازک صورت حال پر گہری بصیرت سے کام لے کر اس ناگزیر فیصلے کی اہمیت و ضرورت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ ذرا غور تو فرمائیں کہ ایک طرف اسلام دشمن عناصر بعض مقدس بزرگوں کو آڑ بنا کر اپنا انتقامی پروگرام بنا چکے تھے اور اس کے اثرات اب بھی باقی تھے جنہیں نظر انداز کرنا خانہ جنگی کو دعوت دینے کے مترادف ہوتا۔ ـــــ دوسری جانب ایک سرے سے دوسرے سرے تک قوم کی مکمل حمایت خاندانِ بنو امیہ کو حاصل تھی جس سے آنکھیں بند کر کے کیا جانے والا فیصلہ قوم کی اتنی بڑی حمایت سے محروم رہتا جس کے بغیر اجتماعی معاملات کو قطعاً استحکام حاصل نہیں ہو سکتا ـــــ ان حالات میں سیدنا معاویہؓ نے اسلام اور مسلمانوں کی خیر خواہی کی خاطر وہی فیصلہ کیا جس کی آپ جیسے مدبر اور منتظم سے بجا طور پر توقع کی جا سکتی تھی۔

علامہ ابن خلدون فرماتے ہیں کہ :-

"اگر حضرت معاویہؓ عصبیت یعنی قومی حمایت و تائید کے تقاضے کے خلاف یزیدؒ کے علاوہ کسی اور کو مسندِ امامت پر لاتے تو اس کی امامت قبول کرتی نہ تا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ ختم ہو جاتی اور قوم اختلاف کا جو شکار ہو تی وہ بھی ظاہر ہے۔" (مقدمہ ابن خلدون ص ۲۴۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باپ کے بعد بیٹا

بعض لوگ سیدنا یزید رحؒ کی ولی عہدی کو بنیاد بنا کر سیدنا معاویہ رضؓ پر اعتراض کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو ولی عہد بنا کر ایک ناجائز فعل کا ارتکاب ہی نہیں کیا بلکہ اسلامی خلافت کو موروثی بادشاہت میں بدل ڈالا۔ حالانکہ خلیفہ راشد سیدنا عمر رضؓ سے جب ان کے صاحبزادے سیدنا عبداللہ رضؓ کی جانشینی کے متعلق کہا گیا تو انہوں نے اسے سختی کے ساتھ رد فرما دیا تھا۔

ولایتِ عہد اور انتخابِ خلیفہ کا اسلامی تصور سے متعلق پیش کردہ تفصیلی گذارشات کے بعد اگرچہ اس اعتراض کی کوئی علمی حیثیت نہیں رہ جاتی —— تاہم گذشتہ تفصیلات کی جانب مراجعت کی درخواست کے ساتھ مزید عرض ہے کہ یہ اعتراض بوجوہ غلط اور قطعاً بے بنیاد ہے

اوّلاً —— کسی معاملہ کو ناجائز اور خلافِ شرع قرار دینے کے لئے قرآن وسنت کی واضح ہدایات کی ضرورت ہوتی ہے۔ جبکہ باپ کے بعد بیٹے کی ولی عہدی کے ناجائز ہونے پر قرآن مجید کی ایک آیت کریمہ یا حدیثِ صحیح بھی پیش نہیں کی جا سکتی —— اتنا ہی نہیں بلکہ قرآن مجید سے تو باپ کے بعد بیٹے کی جانشینی کا جواز معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام کے بعد ان کے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت کو کسی قسم کی تنقید کے بغیر سراہا گیا ہے۔ اگر باپ کے بعد بیٹے کا جانشین ہونا ناجائز اور اللہ کے نزدیک ناپسندیدہ ہوتا، تو پھر کیسے ممکن تھا کہ حضرت سلیمانؑ اپنے والد ماجد کے جانشین ہوں —— یاد رہے کہ حضرت داؤد اور ان کے صاحبزادے حضرت سلیمان علیہما السلام، یکے بعد دیگرے ہونے والے حکمران ہی نہیں۔ انبیائے کرام علیہم السلام کے اس زمرہ میں بھی شامل ہیں جن کے اعمال و افعال کو پسندیدہ دین کی حیثیت حاصل ہے۔ اس لئے ماننا ہوگا کہ والد کے بعد جانشینی کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نتیجہ میں حاصل ہونے والی حکمرانی و خلافت کو قرآن مجید میں بلا نکیر نقل فرما کر اللہ تعالیٰ نے سندِ جواز ہی عنایت نہیں فرمائی، بلکہ سورت نور میں "کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ" ارشاد فرماتے ہوتے اسی طریقِ انتخاب کو مسلمانوں کے لئے پسند بھی فرمایا ہے۔

ثانیاً ـــــ اگر باپ کے بعد بیٹے کی جانشینی واقعی قابلِ اعتراض ہے تو مسلمانوں کی تاریخ میں سب سے پہلی جانشینی کے متعلق کیا رائے قائم کی جائے گی جس کے ذریعہ حضرت علیؓ کے بعد ان کے بیٹے حضرت حسنؓ کوفہ کے حکمران مقرر ہوتے تھے ـــــ اس معاملہ میں شرعاً گنجائش نہ ہوتی تو حضرت علیؓ اسے ہرگز برداشت و اختیار نہ فرماتے۔ حیرت ہے۔ کہ جو چیز سیدنا علیؓ کے حق میں قابلِ اعتراض نہ ہو، وہ سیدنا معاویہؓ کے لئے کیونکر موجبِ الزام قرار دی جا سکتی ہے؟

ثالثاً ـــــ اپنے لئے کسی سربراہ و خلیفہ کا تقرر ہمعصر قوم کی ایک ناگزیر ضرورت ہے جس کا بعد والوں سے براہ راست کوئی تعلق نہیں ہوا کرتا، وہ اپنے حالات و ضروریات کے مطابق جس طرح چاہیں اور جسے چاہیں اپنا حاکم مقرر کریں، بایں ہمہ کس قدر عجیب بات ہے کہ جس طریقِ انتخاب کو پوری قوم کی تائید و حمایت اور استصواب حاصل ہے اور جس کی صحت و پسندیدگی پر معاصر صحابہؓ و تابعین سب ہی نے بالاتفاق مہرِ تصدیق ثبت کی۔ وہ بعد والوں کے لئے کیوں بے چینی کا باعث ہے۔ جب اس وقت کی مسلمان قوم نے اپنی اجتماعیت کے لئے باپ کے بعد بیٹے کی جانشینی میں کوئی شرعی قباحت محسوس نہ کی اور سیدنا یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہما کی ولی عہدی و خلافت کو بدل و جان قبول کیا تو اب صدیوں بعد اس اجتماعی فیصلے میں کیڑے ڈالنے اور عیب چینی کرنے کا کسی کو کیا حق پہنچتا ہے؟ ـــــ یہاں یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیئے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی غیر فطری ڈھنگ کشتی کے ذریعہ روافض حضرات خلفائے راشدین یعنی سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہم کی ثابت شدہ خلافت راشدہ کو چیلنج کر کے لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ کا ایمان بخش نظارہ پیش کرتے چلے آرہے ہیں ـــــ حالانکہ یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ کسی بھی ثابت شدہ تاریخی واقعہ کو علمی موشگافیوں اور منطقی نکتہ آفرینیوں سے نہ تو رد کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی کسی واقعاتی و تکوینی فیصلے کا استخفاف و انکار ممکن ہے۔ ؎

یہ حقائق ہیں تماشائے لبِ بام نہیں

رابعاً ـــــ رہا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا اپنے صاحبزادے کی جانشینی کے مشورے کو سختی سے مسترد کر دینا۔ تو وہ اس لئے ہرگز نہ تھا کہ آپ بیٹے کی جانشینی کو ناجائز خیال فرماتے تھے۔ اگر ایسا ہوتا تو آپ صاف طور پر یہ اعلان فرما دیتے کہ باپ کے بعد بیٹے کی جانشینی شرعاً درست نہیں، اس لئے میں اپنے بیٹے کو نامزد کر کے ناجائز فعل کا ارتکاب نہیں کر سکتا۔ حالانکہ آپ نے ایسا نہیں فرمایا، اس لئے حضرت فاروق اعظم رضؓ کے اس ارشاد و عمل کی بنیادی وجہ وہی ہے جس کی نشاندہی آپ نے خود ہی فرما دی تھی کہ:

"میں کیسے اس شخص کو خلیفہ بنا سکتا ہوں جو اپنی بیوی کو صحیح طریقہ سے طلاق دینے سے عاجز رہا ہو"

(تاریخ طبری ج ۳ ص ۳۸۸
طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۳۴۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خلافت

وفات سیدنا معاویہؓ

بیعت خلافت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وفات سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ

موت ایک ایسی اٹل اور یقینی حقیقت ہے، جس سے کائنات کا کوئی فرد مستثنیٰ نہیں — دنیا میں بڑے سے بڑے انسان پیدا ہوئے، بنے، بڑھے اور طبعی عمر گزار کر راہ گذارِ عالمِ آخرت ہوئے۔ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اللہ کے مقرر کردہ ضابطہ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ سے مستثنیٰ قرار نہ دیئے گئے تو پھر کون ہو سکتا ہے جسے اس دنیائے فانی میں بقاء و دوام کا حامل کہا جا سکتا ہو — چنانچہ امیر المومنین، خلیفہ راشد، سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما عمر کی اٹھتر منزلیں طے کر چکے تھے کہ بیمار ہوئے، بحالی صحت کے لئے ہر ممکن تدابیر اختیار کی گئیں لیکن افاقے کی صورت نہ بن سکی۔

بالآخر چند روزہ مختصر علالت کے بعد ۲۲ رجب ۶۰ ہجری کی شب جمعرات آپ کا انتقال ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْن۔

علامہ حافظ ابن کثیر رح ارقام فرماتے ہیں:-

انہ توفی بدمشق ...... لیلۃ الخمیس لثمان بقین من رجب سنۃ ستین۔ (البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۴۳)

"ماہ رجب ۶۰ھ کی آٹھ راتیں باقی تھیں کہ سیدنا معاویہ رض کا دمشق میں انتقال ہو گیا"

شیعہ مورخ علامہ ابن جریر طبری لکھتے ہیں کہ:-

"رجب ۶۰ھ کی بائیسویں کو پنجشنبہ کے دن دمشق میں حضرت معاویہ رض

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی وفات ہوئی ۔" (تاریخ طبری اردو ج ۵ ص ۱۶۳)

ابن کثیرؒ کا بیان ہے کہ امیرالمومنین سیدنا معاویہؓ نے انتقال سے پہلے اپنے صاحبزادے سیدنا یزیدؒ کو ان الفاظ میں وصیت فرمائی :۔

" اے یزید ! ہمیشہ اللہ سے ڈرتے رہنا ۔ خلافت کا یہ معاملہ تمہارے سپرد ہوا ہے ۔ اور اب تم ان تمام معاملات پر بااختیار ہو جن پر میں تھا ۔ اگر تم نے معاملات خلافت خوش اسلوبی سے انجام دیئے تو یہ بات میرے لئے فخر و سعادت کا باعث ہوگی ۔ اور اگر ایسا نہ ہوا تو اس سے مجھے دکھ ہوگا ۔ لوگوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنا ۔ ان کی طرف سے تمہارے لئے تکلیف دہ اور تمہاری تنقیص آمیز باتیں سرزد ہوں تو ان سے چشم پوشی اختیار کرنا ، اس طرز عمل کے نتیجے میں تمہیں چین ملے گا ، اور تمہارے حق میں رعایا کی اصلاح ہوگی ۔ غیظ و غضب اور جھگڑے کی باتوں سے بچتے رہنا ، ورنہ تمہیں اور تمہاری رعایا دونوں کو نقصان پہنچے گا ۔ خبردار نیک اور بزرگ لوگوں کا ہمیشہ خیال رکھنا ، ان کے ساتھ توہین اور تکبر سے پیش نہ آنا ۔ البتہ اتنی نرمی بھی نہ برتنا کہ لوگ اسے کمزوری و بے چارگی پر محمول کرنے لگیں ، دربار میں انہیں مقرب ہونے دینا ۔ انہیں اپنے سے قریب رکھنا ، تاکہ وہ تمہارا حق پہچان لیں ۔ نہ ان کی توہین کرنا اور نہ ان کے حقوق میں کمی کرنا ورنہ وہ تمہاری توہین و حق تلفی پر آمادہ ہو جائیں گے ، اور تمہاری راہ میں رکاوٹ بنیں گے ۔ جب کسی کام کا ارادہ کرو تو نیک ، متقی لوگوں میں سے عمر رسیدہ تجربہ کار لوگوں کو بلا کر مشورہ کرنا ، اور ان کی طے شدہ راتے سے مخالفت نہ کرنا ۔ اپنی ہی رائے پر ضد نہ کرنا ، کیونکہ اکیلے شخص کی رائے کافی نہیں ہوا کرتی ۔ جس بات کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تم جانتے ہو اگر اس بارے میں کوئی مشورہ دے تو اس کی تصدیق کرنا لیکن ان معاملات کو اپنی عورتوں اور خادموں سے پوشیدہ رکھنا۔

ہر وقت مستعد رہنا۔ اپنے لشکروں کی حفاظت رکھنا۔ نیز اپنے آپ کی اصلاح کرتے رہنا، اس سے تمہارے حق میں لوگوں کی خود اصلاح ہوتی رہے گی۔ اپنے متعلق لوگوں کو انگلیاں اٹھانے کا ہرگز موقعہ نہ دینا، کیونکہ عام لوگ عیب جوئی میں بہت جلد باز ہوتے ہیں۔ نماز میں ہمیشہ حاضر رہنا۔ اگر تم نے میری ان وصیتوں پر عمل کیا تو لوگ تمہارا حق پہچانیں گے، تمہاری حکومت عظیم تر ہو جائے گی، اور لوگوں کی نظروں میں تمہارا وقار بڑھ جائے گا۔

یاد رکھو! کہ اہل مکہ اور اہل مدینہ کے عزو شرف کو آنچ نہ آنے دینا، کیونکہ وہی تمہاری اصل اور برادری کے لوگ ہیں۔ اہل شام کی توقیر و عزت کی بھی حفاظت کرنا، کیونکہ وہ تمہارے فرماں بردار ہیں۔ تمام علاقوں کے باشندوں کی طرف فرامین و تحریرات بھیجتے رہنا، جن میں ان کے ساتھ نیک سلوک کا عہد کیا گیا ہو، اس طرح وہ تم سے پُرامید رہیں گے۔ مختلف بلاد و امصار سے آنے والے وفود کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، کیونکہ وہ اپنے پیچھے رہے ہوتے لوگوں کے نمائندوں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ بدگوؤں اور چغلخوروں کی باتوں پر ہرگز دھیان نہ دینا، میری رائے میں وہ بدترین مُشیر ہوتے ہیں۔"

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۲۹ و ۲۳۰)

اس کے بعد آپ نے گھر والوں اور خاندان کے دیگر افراد کو تقویٰ و نیکی پر قائم رہنے کی تلقین فرمائی ــــ نیز تجہیز و تکفین کے بارے میں آپ نے کہا:۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان یکفن فی ثوب رسول اللہ (ص) الذی کساہ ایاہ و کان مدخراً عندہ لھذا الیوم وان یجعل ما عندہ من شعرہ و قلامۃ اظفارہ فی فمہ و انفہ و عینیہ و اذنیہ. (البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۴۳)

"نہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عطا کردہ کرتے میں کفنایا جائے۔ نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ تراشے ہوئے بال، اور ناخن ان کے منہ، ناک اور آنکھوں، کانوں میں رکھ دیئے جائیں جو انہوں نے اسی روز کے لئے محفوظ رکھے تھے۔"

ابن جریر طبری کے الفاظ یہ ہیں کہ :-

"رسول اللہ صلعم نے مجھے ایک قمیص پہننے کو دیا تھا، میں نے اسے رکھ چھوڑا ہے اور ایک دن حضرت نے ناخن تراشے تھے میں نے کترن اٹھالی اور ایک شیشہ میں اسے رکھ دیا ہے جب میں مر جاؤں تو وہ قمیص، مجھے پہنا دینا اور اس کترن کو ریزہ ریزہ کر کے رگڑ کے میری آنکھوں میں، میرے منہ میں چھڑک دینا۔ امید ہے کہ اس کی برکت سے خدا مجھے سے رحم کرے گا۔" (تاریخ طبری ج ۵ ص ۱۶۴)

سیدنا معاویہؓ کے انتقال کے بعد ان کی وصیت کے مطابق تجہیز و تکفین ہوئی اور آپ کے صاحبزادے سیدنا یزیدؒ نے جنازہ کی نماز پڑھائی اور اس جلیل القدر صحابی، عرب کے عظیم مدبر و منتظم، خلیفۂ راشد سیدنا معاویہؓ کو سرزمینِ دمشق میں سپردِ خاک کر دیا گیا جن کی بدولت اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے برسوں سے بکھرے ہوئے شیرازے کو اتحاد و محبت کی دولت سے سرفراز فرما کر لسوئے منزل جادہ پیما کیا تھا ؎

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الٰہی پھر وہی شوکت ملے دین پیمبرؐ کو
الٰہی پھر کوئی ابن ابی سفیانؓ پیدا کر

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ امیر یزیدؒ والد کے انتقال کے وقت دمشق سے باہر کہیں گئے ہوئے تھے سیدنا معاویہؓ نے دمشق کے گورنر سیدنا ضحاک بن قیس الفہریؓ کو ان کے لئے وصیت نامہ لکھوایا تھا۔ اور انہوں نے ہی سیدنا معاویہؓ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

یوں تو ابتدائے شعور ہی سے حضرت یزیدؒ کو فوجی تربیت، جہاد، شرکت اور حج کی امارت، وغیرہ شخصی و قومی ضرورت کے پیشِ نظر دمشق سے باہر آنا، جانا رہا ہی کرتا تھا، جس کی تفصیلات پچھلے اوراق میں آچکی ہیں۔ لیکن ۵۶ھ ہجری کے اواخر میں آپ اجماعی ولی عہدی کے بعد تو مستقبل کی اہم ترین ذمہ داریوں سے کما حقہٗ واقفیت اور عملی تجربات وغیرہ کے لئے دار الخلافہ سے باہر، دوسرے علاقوں میں پہلے سے زیادہ جانا ہوتا ہوگا۔ اس لئے عین ممکن ہے کہ ایسی ہی کسی ضرورت کی وجہ سے سیدنا معاویہؓ کی وفات پر دمشق میں نہ رہے ہوں۔ اور والد کی بیماری یا وفات کی اطلاع ملتے ہی آگئے ہوں۔ یہ کوئی اعتراض یا اچنبے کی بات بھی نہیں۔ سربراہانِ مملکت اور قومی و ملکی انتظام کے حامل افسران کو اس طرح کے حالات سے عموماً سابقہ رہتا ہے۔ اسے ہوشمند دنیا میں کسی بھی زاویے سے عیب شمار نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ مشہور شیعہ مورخ ابومخنف نے مقتل حسین ص۳ پر بتایا کہ امیر یزیدؒ اس وقت حمص پر والی مقرر تھے ــــــ لیکن معلوم ایسا ہوتا ہے کہ عجمی روایات ساز خناصرتے، اس قسم کے روایاتی افسانے اس لئے وضع کئے ہیں کہ انہیں آنجناب ہمعصر صحابہؓ و تابعینؒ کے متفقہ نامزد ولی عہد و خلیفہ سیدنا یزیدؒ ہی نہیں بلکہ عالم اسلام میں اتحاد و محبت کے پیکر سیدنا معاویہؓ کو بھی سب و شتم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور تبرا کا نشانہ بنایا جا سکے ___ بنا بریں ان تبرائی روایات کی کوئی حیثیت نہیں، بلکہ ان کے بالمقابل واقعاتی تسلسل اور ہمعصر امت کی عملی شہادت سے ہم آہنگی رکھنے والی وہ صحیح روایات ہی لائق تسلیم ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر المومنین سیدنا معاویہ کی وفات کے موقعہ پر سیدنا یزید رح دمشق میں موجود تھے اور انہوں نے ہی اپنے والد ماجد کی نماز جنازہ پڑھائی۔

چنانچہ قدیم مورخ محمد بن اسحاق اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ:-

صلی علیہ ابنہ یزید ___ (البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۴۳)

"یعنی سیدنا معاویہؓ پر ان کے بیٹے امیر یزیدؒ نے نماز پڑھائی"

امیر المومنین معاویہؓ کی وفات پر یوں تو تمام مسلمانوں کو رنج تھا لیکن سیدنا یزیدؒ مشفق والد کی ابدی جدائی سے سرتاپا غم واندوہ تھے۔ ان کے اتراں چہرے اور غم میں ڈوبی ہوئی مدہم آواز سے حزن و ملال کے آثار نمایاں تھے۔ تدفین سے فراغت پاکر جامع دمشق میں مجمع عام کے سامنے سیدنا یزیدؒ نے خطبہ دیا۔ امیر المومنین، اور خلیفۃ المسلمین ہونے کی حیثیت سے یہ آپ کا سب سے پہلا خطبہ ہے، اس موقعہ پر آپ نے کہا:-

الحمد للہ الذی ما شاء منع من شاء اعطی ومن شاء منع ومن شاء خفض ومن شاء رفع ان معاویۃ بن ابی سفیان کان حبلاً من حبال اللہ مدہ ما شاء ان یمدہ ثم قطعہ حین شاء ان یقطعہ فکان دون من قبلہ وخیراً ممن یأتی بعدہ ولا ازکیہ وقد صار الی ربہ فان یعف عنہ فبرحمتہ وان یعذبہ فبذنبہ وقد ولیت بعدہ الامر ولست اعتذر من جھل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ولا آسی عن طلب علم، وعلیٰ رسلکم، اذا کرہ اللہ شیئاً غیّرہٗ واذا اراد شیئاً یسّرہٗ۔ (العقد الفرید ج۲ ص ۳۷۸)

"تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے جس کو چاہتا ہے دیتا اور جس سے چاہے روک لیتا ہے۔ وہ جس کو چاہے ذلیل کرے اور جسے چاہے سربلند کرے۔ جناب معاویہؓ بن ابی سفیانؓ اللہ کی رسیوں میں سے ایک رسی تھے، اللہ نے جب تک چاہا اسے دراز کئے رکھا اور جب ارادہ کیا قطع کردیا ـــــ آپؓ اپنے پہلوں سے کمتر اور آئندہ آنے والوں سے بہتر تھے، میں اللہ کی جناب میں ان کا تزکیہ نہیں کر رہا ہوں، وہ تو اپنے رب کے پاس چلے گئے، وہ انہیں معاف کرے تو یہ اسکی رحمت ہے اور اگر گرفت کرے تو کوتاہیوں کا بدلہ۔ ان کے بعد مجھے معاملات خلافت کا ذمہ دار بنایا گیا ہے، میں جہل کا عذر نہیں کرتا اور طلب علم سے مایوس نہیں۔ آپ لوگ سنبھل کر رہیں۔ اللہ جب کسی چیز کو برا محسوس کرتا ہے تو اسے بدل دیتا ہے، اور جس چیز کو پسند رکھتا ہے اسے آسان بنا دیتا ہے۔"

علامہ ابن کثیرؒ دمشقی نے بھی معمولی سے لفظی فرق کے ساتھ اس خطبہ کو نقل کیا ہے ـــــ امیر المؤمنین سیدنا یزیدؒ کے اس فصیح، بلیغ اور موقعہ ومحل کی مناسبت سے برجستہ دیئے ہوئے ایمان افروز خطبے کا حاضرین پر بے حد اثر ہوا ـــــ خطاب کے بعد لوگوں نے تحسین وآفرین اور نئے خلیفہ حضرت یزیدؒ کی پسندیدگی وہر دل عزیزی کا اس والہانہ انداز میں اظہار کیا:۔

فافترق الناس عنہ وھم لا یفضلون علیہ احداً

(البدایہ والنہایہ ج۸ ص ۱۴۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"لوگ حضرت بشر کے پاس سے گئے تو ان کا حال یہ تھا کہ وہ سیدنا یزید پر کسی بھی دوسرے شخص کو ترجیح و فضیلت نہ دیتے تھے"۔

اسلامی ریاست کے وفاقی دارالخلافت میں نہ صرف دمشق کے باشندوں بلکہ سیدنا معاویہؓ کی تجہیز و تکفین کے سلسلہ میں دور و نزدیک سے آئے ہوئے صحابہؓ و تابعینؒ کا یہ اجتماع اور پھر شرکائے اجلاس کی طرف سے اعتماد کا یہ مظاہرہ دس سال پہلے مدینہ منورہ میں ہونے والے اجماعی فیصلہ کی توثیق تھی، تو گویا اس طرح مرکزی دارالحکومت میں وفاقی اصحاب شوریٰ۔ دوسرے علاقوں کے نمائندے نیز اہل شام کی رائے عامہ نے مرحوم خلیفہ سیدنا معاویہؓ کے بعد ان کے فرزند قائد جہاد قسطنطنیہ سیدنا یزیدؒ کی بیعت خلافت پر اپنی پسندیدگی کا اعلان کر دیا۔ بایں طور کہ وہ اسلامی خلافت کی سربراہی کے لئے آپ کے مقابلے میں کسی بھی دوسرے شخص کو ترجیح دینے پر تیار نہیں تھے۔

بیعت خلافت :

سیدنا مغیرہ بن شعبہؓ کی تحریک، اور اسلامی ریاست کے گوشے گوشے سے استصواب رائے نیز ۵۶ھ ہجری کے اواخر مدینۃ الرسولؐ میں منعقدہ اجلاس کے متفقہ فیصلے کے تحت سیدنا یزیدؒ کو سیدنا معاویہؓ کے بعد خلافت کے لئے ولی عہد نامزد کیا گیا ——— ان کو میں میں پھیلی ہوئی اسلامی ریاست کے طول و عرض میں اس کو بہ طیب خاطر قبول کرتے ہوئے پوری "ملت اسلامیہ" نے امیر یزید کے لئے ولیعہدی کی بیعت کی ——— اس وقت سے لے کر رجب ۶۰ھ ہجری سیدنا معاویہؓ کے انتقال تک آپ ملکی و ملی خدمات انجام دیتے رہے۔ ولی عہدی کے بعد بھی آپ نے تین سال متواتر خلیفۃ المسلمین کے نائب کی حیثیت سے امارت حج کے فرائض انجام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیئے۔ سیدنا معاویہؓ کی وفات تک شام کے مشہور صوبے "حمص" پر گورنر کے عہدے سے متعلق قومی خدمات کا اعتراف تو ابو مخنف جیسے متعصب رافضی کی زبانی پچھلے اوراق میں بھی نقل ہو چکا ہے۔

غرضیکہ دس سالہ ولی عہدی کے بعد ۲۲ رجب سنہ ۶۰ ہجری والد ماجد کے انتقال پر اگرچہ بیعت ولی عہدی کے تحت ہی آپؒ منصب خلافت پر فائز ہوتے۔ تاہم اس زمانے کے مروجہ انتظامی دستور کے مطابق نئے سرے سے پوری ریاست میں آپ کی بیعت خلافت ہوئی، جس کا آغاز وفاقی دار الخلافہ یعنی شام کے مرکزی شہر دمشق کے اس عام اجتماع سے ہوا، جس میں آپ نے امیر المؤمنین کی حیثیت سے اوپر نقل کردہ پہلا خطاب فرمایا ـــــ اس کے بعد ہر ہر علاقے میں وہاں کے گورنروں کے ہاتھ پر سیدنا یزیدؒ کے لئے خلافت کی بیعت کی گئی۔

چنانچہ حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں :-

هو يزيد بن معاوية بن ابى سفيان ... امير المؤمنين ابو خالد الاموى ..... بويع له بالخلافة فى حياة ابيه ان يكون ولى العهد من بعده، ثم اكد ذلك بعد موت ابيه .... فاستمر متوليا الى ان توفى فى الرابع عشر من ربيع الاول سنة اربع وستين. (البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۲۶)

"امیر المؤمنین، ابو خالد، یزید بن معاویہ بن ابی سفیان اموی رضی اللہ عنہم کے لئے والد کی زندگی میں ولی عہدی کی بیعت ہوئی۔ پھر والد کے انتقال کے بعد (بیعت خلافت کے ذریعہ) اس کی توثیق عمل میں آئی۔ سیدنا یزیدؒ اپنی وفات یعنی ۱۴ ربیع الاول سنہ ۶۴ ہجری تک مسلسل خلیفہ رہے۔"

اسلامی ریاست کے چھوٹے بڑے تمام شہروں کی طرح مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں سیدنا یزیدؒ کی بیعتِ خلافت کی گئی۔ اکابر صحابہ و تابعین نے خود شریکِ بیعت ہونے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنے اپنے حلقۂ اثر لوگوں کو بھی بیعت و اطاعت اختیار کرنے کی ترغیب دلا کر خلیفہ یزیدؒ کی صالحیت اور قائدانہ صلاحیت کا قولاً و فعلاً برملا اظہار کیا۔ اس سلسلہ میں مؤرخین نے بطورِ خاص بیان کیا ہے کہ جب سیدنا معاویہؓ کے انتقال کی خبر مکہ معظمہ میں حبر الامت، ترجمان القرآن سیدنا عبداللہ بن عباسؓ کو پہنچی تو آپ اس وقت احباب کے ساتھ کھانے کے لئے بیٹھے تھے ــــ خبرِ وفات سنتے ہی آپ نے دسترخوان اٹھوا دیا اور دیر تک مرحوم خلیفہ کے لئے دعا کرتے رہے۔ اور ان کے محاسن و کمالات کا تذکرہ کرتے رہے اور پھر آپ نے فرمایا:۔

وانّ ابنهٗ یزید لمن صالحی اهله فالزموا مجالسکم واعطوا طاعتکم وبیعتکم ...... فمضٰی فبایع۔

[الانساب والاشراف، بلاذری ج ۴ ص ۴
الامامۃ والسیاسۃ ج ۱ ص ۲۰۲]

" بلاشبہ سیدنا معاویہؓ کے فرزند امیر یزیدؒ اپنے خاندان کے نیک لوگوں میں سے ہیں۔ تم اپنی جگہ بیٹھے رہنا۔ اطاعت کرنا اور بیعت میں داخل ہونا۔ پھر آپؓ (گورنر مکہ سیدنا خالدؒ بن عاص) کے پاس تشریف لے گئے اور بیعت فرمائی۔

شیخ الصحابہ، سیدنا عبداللہ بن عمرؓ نے مدینہ منورہ میں وہاں کے گورنر سیدنا ولیدؒ بن عتبہ کے ہاتھ پر بیعت فرمائی:۔

فلما جاءت البیعۃ من الامصار بایع ابن عمر مع الناس

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۳۸)

"جب دیگر شہروں سے بیعت کی اطلاع موصول ہوئی تو سیدنا عبداللہ بن عمرؓ نے بھی اہلِ مدینہ کے ساتھ بیعت کی"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علامہ طبری کا بیان ہے کہ :۔

"جب تمام شہروں کی بیعت کا حال ان کو معلوم ہوا تو ولید بن عتبہ کے پاس آکر انہوں نے بھی بیعت کرلی اور ابن عباس نے بھی "

(تاریخ طبری مدد ج ۵ ص ۱۸۱)

سیدنا عبداللہ بن عمرؓ اور سیدنا عبداللہ بن عباسؓ کے اس عملی موقف سے اس روایت کی واضح طور پر تردید ہو جاتی ہے جس کے ذریعہ منافقینِ عجم نے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ پوری مسلم قوم کی اجتماعیت کے علی الرغم چار، پانچ اشخاص نے امیر یزیدؒ کی ولیعہدی کی بیعت سے بچنے کے باوجود بیعت خلافت سے علیحدگی اختیار کئے رکھی جن میں ان ہر دو حضرات کے علاوہ سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ، سیدنا عبداللہ بن زبیرؓ اور سیدنا حسین بن علیؓ کے اسمائے گرامی بتلائے جاتے ہیں ______ اسی سلسلے میں عجمی ٹکسال کی فراہم کردہ ایک روایت کے بھروسے پر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان حضرات کی جانب سے خطرے کے پیشِ نظر سیدنا معاویہؓ نے انتقال سے قبل ہی اپنے جانشین امیر یزیدؒ کو وصیت کرتے ہوئے ان میں سے ہر ایک کے متعلق الگ الگ ہدایات بھی دے دی تھیں۔ چنانچہ اس روایت کے اولین درآمد کنندہ، متعصب شیعہ مورخ ابو مخنف نے سیدنا معاویہؓ کی طرف منسوب وصیت نامے کا متعلقہ حصہ ان الفاظ میں نقل کیا ہے :۔

"تمہارے خلاف مجھے صرف چار آدمیوں سے خطرہ ہے۔ وہ تم سے بیعت نہیں کریں گے اور تمہارے مقابلے پر کھڑے ہو جائیں گے ان میں پہلے تو ہیں عبدالرحمٰن بن ابی بکر۔ لیکن وہ دنیادار آدمی ہیں لہٰذا تم انہیں دنیا ہی میں منہمک رکھنا۔ اور وہ جو چاہیں انہیں کرنے دینا۔ اس طرح وہ نہ تمہارے حق میں رہیں گے اور نہ تمہارے خلاف۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرے شخص ہیں عبداللہ بن عمرؓ۔ وہ قرآن و محراب کے رسیا ہیں۔ دنیا سے انہیں تعلق نہیں اور آخرت کی طرف ان کی توجہ ہے میرا گمان نہیں کہ حکومت کے بارے میں وہ تم سے جھگڑا کریں یا اس کے حصول کے طلب گار ہوں۔

تیسرے شخص ہیں عبداللہ بن زبیرؓ۔ وہ تم سے چال تو چلیں گے لومڑی کی سی، مگر گھٹنے ٹیک کر مقابلے پر آئیں گے شیر کی طرح اگر وہ تم سے لڑیں تو تم بھی ان سے لڑو اور اگر وہ صلح رکھیں تو صلح رکھو بلکہ وہ اگر تمہیں کوئی مشورہ دیں تو اسے قبول کر لینا۔

چوتھے شخص ہیں حسین بن علی۔ لوگ انہیں دعوت دیتے رہیں گے تا آنکہ تمہارے مقابلے پر لا کھڑا کریں۔ اب اگر تم فتح پالو تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ان کی قرابت کا لحاظ رکھنا۔ بیٹا یاد رکھو کہ ان کے باپ تمہارے باپ سے، ان کے نانا تمہارے نانا سے۔ ان کی ماں تمہاری ماں سے بہتر ہیں۔" (مقتل حسین، اردو ص ۵۱)

یہی وہ روایت ہے جسے ابو مخنف جیسے دروغ گو اور کٹر سبائی نے سب سے پہلے گھڑ کر اپنی کتاب کی زینت بنایا اور پھر بعد کے مؤرخین نے بے سوچے سمجھے اسی کے اعتماد پر نقل راچہ عقل کا مقدس فریضہ انجام دیتے ہوئے یہ نہ سوچا کہ ؎

اے چشم اشکبار ذرا دیکھنے تو دے
ہوتا ہے جو خراب کہیں میرا گھر نہ ہو

اگرچہ سیدنا معاویہؓ کے حالات زندگی، حکومت و خلافت کے سلسلے میں ان کے مدبرانہ طرز عمل، مسلم اجتماعیت سے متعلق ان کی پرخلوص خدمات اور مستقبل میں اسلامی خلافت کو انتشار و خانہ جنگی کی ہر ممکن ہلاکت خیزی سے بچانے کے لئے مشفقانہ تجویز و اقدامات سے آگاہی رکھنے والا ہر شخص معمولی سے غور و فکر کے بعد اس وضع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وضعی روایت کی رکاکت کا اندازہ لگا کر اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ اس وصیت نامے اور من گھڑت روایت کے مقابلہ میں صحابیٔ رسولؐ، کاتبِ قرآن، عظیم خلیفہ راشد... امیر المؤمنین سیدنا معاویہؓ کے نقوشِ زندگی سے مطابقت رکھنے والی وہ وصیت درست اور قابل قبول ہے جسے ہم پچھلے اوراق میں وفات سیدنا معاویہؓ کے زیر عنوان درج کر آئے ہیں۔ تاہم ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس روایت سے متعلق بعض امور کی نشاندہی کر دی جائے تاکہ اس کی وضعیت مزید نکھر کر سامنے آ جائے ــــــــ یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ اس سبائی ڈھول نے ہمارے زمانے کے بڑے بڑے صاحبانِ فضل کے مقدس چہروں کو خاک آلود اور دلوں کو مسموم کر رکھا ہے۔

اوّل :۔ اس روایت میں امیر المؤمنین سیدنا یزیدؒ کے لئے خلافت کی بیعت نہ کرنے والوں میں سیدنا عبداللہ بن عمرؓ اور اس سلسلہ کی بعض دوسری روایات میں سیدنا عبداللہ بن عباسؓ کو بھی شامل کیا گیا ہے حالانکہ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ ان ہر دو حضرات نے نہ صرف یہ کہ خود بیعت میں شمولیت اختیار فرمائی اور زندگی بھر اس پر قائم رہے بلکہ اپنے زیر اثر لوگوں کو بھی ترغیب و تاکید فرماتے رہے، جیسا کہ پیچھے نقل کردہ تاریخی حوالہ جات میں بصراحت بیان ہوا ہے۔ بنا بریں یہ روایت قطعی من گھڑت اور بے بنیاد ہے۔

دوم :۔ اس روایت کی رو سے سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ بھی سیدنا یزیدؒ کی بیعت خلافت سے کنارہ کش رہے۔ جبکہ یہ ایک ناقابل انکار تاریخی مسلّمہ ہے کہ سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ اس وقت دنیا میں موجود ہی نہ تھے، بلکہ وہ.... امیر المؤمنین سیدنا معاویہؓ کی وفات، رجب ۶۰ھ، سے پہلے فوت ہو چکے تھے۔ اس سلسلے کے بعض تاریخی ثبوت ملاحظہ ہوں۔

مشہور مؤرخ علامہ ابن قتیبہؒ ارقام فرماتے ہیں :۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مات فجاءة سنة ثلاث وخمسين بجبل بقرب مكة

(المعارف ص ۲٦)

"سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ ۵۳ھ میں مکہ کے قریب ایک پہاڑ پر اچانک انتقال ہو گیا۔"

امام ابو عبداللہ محمد نیشاپوریؒ لکھتے ہیں:۔

مات عبدالرحمن بن ابی بکر فجاءة وكنيته ابو عبدالله ومات سنة ثلاث وخمسين۔ (مستدرک ج ۳ ص ۴۷۵)

"سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ اچانک فوت ہوئے، سن وفات ۵۳ھ تھا۔"

علامہ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں:۔

توفی عبدالرحمن بحبشی وهو اثنی عشر ميلا من مكة فحمل الى مكة فدفن بها وقال ابن سعد وغير واحد كان ذالك سنة ثلاث وخمسين۔ (تہذیب التہذیب ج ٦ ص ۱۴۷)

"حضرت عبدالرحمٰنؓ کی وفات حبشی نامی مقام پر ہوئی جو مکہ مکرمہ سے بارہ میل کے فاصلے پر ہے۔ ان کی میت کو مکہ لا کر دفن کیا گیا۔ مؤرخ محمد بن سعدؒ اور بہت سے مؤرخین کا بیان ہے کہ ان کا سن انتقال ۵۳ھ ہے۔"

علامہ حافظ ابن کثیر دمشقیؒ لکھتے ہیں:۔

ان عبدالرحمن توفی سنة ثلاث وخمسين قاله الواقدی وكاتبه محمد بن سعد وابو عبيد وغير واحد۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۸۹)

"بلاشبہ سیدنا عبدالرحمٰنؓ ۵۳ھ میں فوت ہوئے، مؤرخ واقدی ان کے کاتب محمد بن سعد اور ابو عبید نیز بہت سے مورخین کا یہی بیان ہے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مورخین کے مذکورہ بیانات سے معلوم ہوا کہ سیدنا عبدالرحمن بن ابی بکر رضی ۵۳ھ ہجری یعنی سیدنا معاویہ رضی کی وفات سے تقریباً سات سال پہلے انتقال کر گئے تھے ۔

بعض روایات میں حضرت عبدالرحمن رضی کی وفات سے متعلق بعض دوسری سنوں کا ذکر بھی کیا جاتا ہے ، لیکن یہ بات متفق علیہ اور طے شدہ ہے کہ وہ امیرالمومنین یزید رح کی خلافت کے وقت زندہ نہیں تھے بلکہ اس سے کئی برس قبل فوت ہو چکے تھے ۔ چنانچہ علامہ ابن کثیر رح ۵۸ھ میں حضرت عبدالرحمن رضی کی وفات کا قول نقل کرتے ہوئے نتیجہ نکالتے ہیں :۔

کان قد توفی قبل موت معاویۃ بسنتین کما قدمنا ۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۱۵)

جیسا کہ ہم نے پہلے بھی بیان کیا ہے کہ حضرت عبدالرحمن رضی کا انتقال حضرت معاویہ رضی کی وفات سے دو سال پہلے ہو چکا تھا ۔

حاصل یہ کہ سیدنا عبدالرحمن رضی کا سنِ وفات ۵۳ھ ہو یا ۵۸ھ مان لیا جائے ۔ یہ بات بہرحال تسلیم کرنا ہی ہو گی کہ وہ وفاتِ سیدنا معاویہ رضی اور خلافت سیدنا یزید رح سے برسوں پہلے انتقال کر چکے تھے ۔ عجیب بات ہے کہ وصیت نامے والی اس داستان میں موت کے بعد بھی انہیں موجود شمار کیا گیا ہے ــــ شاید کند ذہن راوی ابو مخنف لوط بن یحییٰ ازدی کوفی کو " دروغ گو را حافظہ نباشد " کے مطابق یہ کہانی گھڑتے وقت سیدنا عبدالرحمن رضی کا سنِ وفات یاد نہ رہا ہو یا پھر عین ممکن ہے کہ اس سبائی ٹیچے نے اس ضمن میں خلیفۃ الرسول سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کا انتخاب کر کے اپنے مذہب کے کسی تقاضے پر عمل کیا ہو ۔ اگر آپ رافضی مورخ کی، اس روایت کے الفاظ پر غور فرمائیں تو صاف محسوس ہو گا کہ سیدنا عبدالرحمن بن ابی بکر رضی جیسے مجاہد اور پاکباز صحابی کو دنیادار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عورتوں کا رسیا اور خواہشات کا دیوانہ کہہ کر جس نے عجمی مذہب کا بنیادی فریضہ "تلاوت تبرا" ادا کیا ہے۔ مقتل حسین کے نقل کردہ اردو الفاظ کے ساتھ مورخ ابن کثیرؒ کے ان الفاظ پر بھی غور فرمائیں جو انہوں نے اسی ابومخنف سے بحوالہ طبری نقل کیے ہیں:-

لیست له همة الا فی النساء والنجو البدایہ والنہایہ ص ۱۱۵ ج ۸

ان عربی الفاظ کے ترجمہ کے لئے تاریخ طبری اردو کی مطبوعہ عبارت ملاحظہ ہو:

"اسے عورتوں اور لہو ولعب کے سوا کسی بات کا خیال نہیں"

(تاریخ طبری اردو ج ۵ ص ۱۶۱)

اس سفید جھوٹ ــــــ نیز اصحاب رسولؐ پر سب وشتم اور کھلے تبرے پر مشتمل ہوتے ہوئے اس روایت کے فرضی اور من گھڑت ہونے میں کسی قسم کا شک ہی باقی نہیں رہ جاتا۔

خلاصۂ کلام یہ کہ امیرالمؤمنین سیدنا معاویہؓ کی وفات کے بعد پوری ملت اسلامیہ نے برضا ورغبت امیرالمؤمنین سیدنا یزیدؒ کے لیے خلافت کی بیعت کی۔ دکھوں مربع میل پر پھیلی ہوئی مسلم ریاست کے اس اجماع کے مقابلہ میں جن پانچ قابل احترام بزرگوں کے نام لئے جاتے ہیں ان میں سے صرف دو یعنی سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما اور سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ہیں جن کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ انہوں نے سیدنا یزیدؒ کی بیعت خلافت میں شمولیت اختیار نہیں کی ــــــ لیکن کروڑوں افراد پر مشتمل مسلم قوم کے اجماعی فیصلے کے سامنے ان دو محترم شخصیتوں کے انکار وانحراف کی شرعی، اخلاقی اور قانونی حیثیت کیا ہے، کسی بھی زاویہ نگاہ سے بحصر امت کے اس عدیم المثال اجماع کا استخفاف ممکن القبول ہو سکتا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زیر بحث گفتگو کا یہ پہلو اس بات کا متقاضی ہے کہ خود ساختہ عقیدہ و عقیدت کی پیدا کردہ حساسیت اور اشخاص پرستی کے غیر اسلامی جذبے سے قطع نظر کرتے ہوئے پوری دیانت اور حقیقت پسندی سے غور کیا جائے۔ چنانچہ آئندہ صفحات میں معاصر صحابہ و تابعین کے برعکس یکے بعد دیگرے سیدنا حسینؓ اور سیدنا عبداللہ بن زبیرؓ کے اقدام و خروج، اس کے اسباب اور پیدا شدہ عواقب و نتائج تفصیل کے ساتھ بیان ہوں گے۔

اللّٰھم الھمنا اشد امورنا۔ واعذنا من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا۔

ابوالحسین محمد عظیم الدین صدیقی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتابیات

۱۔ القرآن

۲۔ صحیح بخاری

۳۔ صحیح مسلم

۴۔ سنن ابوداود

۵۔ جامع ترمذی

۶۔ مشکوٰۃ المصابیح

۷۔ مستدرک حاکم

۸۔ کنزالعمال

۹۔ عمدۃ القاری شرح بخاری

۱۰۔ فتح الباری شرح بخاری

۱۱۔ نووی شرح مسلم

۱۲۔ تہذیب التہذیب

۱۳۔ قسطلانی شرح بخاری

۱۴۔ موضوعات کبیر

۱۵۔ شرح فقہ اکبر

۱۶۔ لمعات

۱۷۔ البدایہ والنہایہ۔ ابن کثیر

۱۸۔ تاریخ ابن خلدون (اردو)

۱۹۔ مقدمہ ابن خلدون (عربی)

۲۰۔ مقدمہ ابن خلدون (اردو)

۲۱۔ تاریخ الامم والملوک۔ طبری

۲۲۔ تاریخ طبری (اردو)

۲۳۔ طبقات ابن سعد

۲۴۔ تاریخ ابن اثیر

۲۵۔ انساب الاشراف۔ بلاذری

۲۶۔ الاصابہ۔ ابن حجر

۲۷۔ اسد الغابہ۔ ابن اثیر

۲۸۔ الاخبار الطوال۔ ابو حنیفہ دینوری

۲۹۔ الامامہ والسیاسہ ابن قتیبہ

۳۰۔ الملل والنحل ابن حزم

۳۱۔ المعارف ابن قتیبہ

۳۲۔ منہاج السنہ ابن تیمیہ

۳۳۔ یزید بن معاویہ " "

۳۴۔ المنتقی امام ذہبی

۳۵۔ العواصم من القواصم ابن عربی

۳۶۔ تعلیقات العواصم۔ الخطیب

۳۷۔ تاریخ الاسلام امام ذہبی

۳۸۔ شرح ابن ابی الحدید

۳۹۔ تاریخ التواریخ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مجاز عدالت: AC+SDM بن قاسم (شرقی کراچی)

کیس نمبر: 269/62 P.P.C 259A U/S

حکومت مقابل محمد عظیم الدین صدیقی

فیصلہ

ایک کتاب بعنوان "حیات سیدنا یزید" ملزم (عظیم الدین صدیقی) نے 1979ء کے دوران میں لکھی تھی۔ حکومت پاکستان کی داخلہ امور کی وزارت کو معلوم ہوا کہ شیعہ کنونشن منعقد 18-19 دسمبر 1981ء جو دیپالپور میں منعقد ہوا تھا' اس کتاب پر سخت تنقید اور پر زور احتجاج کیا گیا۔ کنونشن کی تقاریر کے دوران مفتی جعفر حسین نے یہ مطالبہ کیا کہ اس کتاب کو لکھنے کی پاداش میں اس کتاب کے مصنف کو ذوالحجہ کے مہینے کے اختتام سے پہلے سزا دی جائے۔ چنانچہ سندھ حکومت کے ہوم ڈیپارٹمنٹ نے ملزم کے خلاف (F.I.R) ابتدائی مقدمہ درج کیا اور ملزم کے بلا ضمانت وارنٹ گرفتاری جاری ہوئے۔ ملزم کو 27 اکتوبر 1982ء کو سیکشن 295-A P.P.C کے تحت گرفتار کر لیا گیا۔ چونکہ ملزم پر الزام ثابت نہیں ہوا' اس لئے استغاثہ کو اس بارے میں ثبوت پیش کرنے کا حکم دیا گیا۔

استغاثہ نے تین شہادتیں پیش کیں۔ایک مفتی جعفر حسین اور دو پولیس آفیسرز' لیکن استغاثہ کوئی شہادت پیش کرنے میں ناکام رہا۔ اگرچہ استغاثہ کو بار بار گواہ پیش کرنے کا موقع فراہم کیا گیا جبکہ دونوں پولیس آفیسرز کراچی میں تعینات تھے۔ اس معاملے کے التواء کے دوران حکومت سندھ کے ہوم ڈیپارٹمنٹ نے ایک زائد شہادت پیش کرنے کی درخواست کی جو منظور کر لی گئی۔

استغاثہ کی شہادت pwi ملزم کو پھنسانے میں ناکام رہی۔اس کے علاوہ استغاثہ وکی اور شہادت اس مقدمے میں ساڑھے چار سال تک پیش نہ کر سکا۔

ملزم کی طرف سے اس کی ڈیفنس کونسل نے 6 دسمبر 1993ء کو ایک درخواست دی جس کی نقل استغاثہ کو مہیا کر دی گئی۔ ملزم کی طرف سے ڈیفنس کونسل نے موقف اختیار کیا کہ استغاثہ کے شہادت کی بیان کی کوئی نقل جو دفعہ اور دفعہ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تحت قلمبند کیے گئے تھے ملزم کو مہیا نہیں کی گئیں نیز یہ کہ کتاب کی کسی ایسی عبارت یا جملے کی نشاندہی نہیں کی گئی جو قابل اعتراض تصور ہو سکے۔

استغاثہ کو اپنی شہادت پیش کرنے کے لئے کافی وقت دیا گیا مگر نہ کوئی شہادت پیش کی گئی اور نہ ہی جرح کی گئی۔ اضافی شہادت P.WI ملزم کو ملوث نہ کر سکی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ استغاثہ کی طرف سے ملزم پر کوئی کیس نہیں بنتا اور نہ ہی اس بارے میں استغاثہ دلچسپی رکھتا ہے بلکہ وہ اس معاملے کو طول دینا چاہتا ہے۔

ان حالات کی روشنی میں میں حکم دیتا ہوں کہ ملزم کے خلاف سیکشن 249-A کے تحت جو درخواست دی گئی ہے' واگزار کرتے ہوئے ملزم محمد عظیم الدین صدیقی کو بری کر دیا جائے اور ضمانت کی پابندی کو کالعدم قرار دیتا ہوں۔

یہ فیصلہ عدالت نے آج مورخہ 8 ستمبر 1986 کو اپنے دستخط اور مہر کے ساتھ جاری کیا۔

دستخط و مہر

محمد عثمان پنہوار

اسسٹنٹ کمشنر اور سینئر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ

بن قاسم کراچی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

produce any other witness in the above matter during the last 4½ years.

An application under Section 249 Cr.P.C. was moved by the Defence Counsel on 6-12-1983 copy whereof was supplied to the prosecution. The learned Counsel for the accused argued that copy of the statement of prosecution witnesses recorded under Section 161 and/or 164 Cr.P.C. was not supplied to the accused and no portion and/or sentence contained in the said book has been pointed out so far which is considdred to be objectionable.

The prosecution has been given ample time to produce the witnesses cited in this matter but none of the witnesses has been produced and examined. Statement of Additional witnesses i.e. P.W.1 did not implicate the accused. It shown that either the prosecution has no case against the accused or that it has no interest to proce against him and wants to prolong the proceeding and linger on the matter. In the light of the facts and circumstances of this case I allow the application moved under Section 249-A Cr.P.C. acquit the accused Abdul Hassan Mohammad Azimuddin Siddiqui and discharge the surety bail bonds.

Given under the hand and the seal of this court, this 8th day of September, 1985.

Sd/- MohammadUsman Panhwar,
A.C. & S.D.M. Bin Qasim,
Karachi.

CERTIFIED TRUE COPY

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

IN THE COURT OF A.C. & S.D.M. BIN QASIM EAST KARACHI.

CASE NO.269/82

U/S 295-A P.P.C 22

State Vs. Mohammad Azimuddin Siddiqui.

CANCELLED

J U D G E M E N T

A book entitle "Hayat-e-Syedna Yazid (A)" was written by the accused some time in 1979. It was learnt by the Ministry of Interior, Government of Pakistan, Islamabad, that during Shia Convention held at Dipalpur on the 18th and 19th September, 1981, this book was severely criticised and Mufti Jaffar Hussain reportedly had book should be punished before the close of the month of Zilhaj therefore this case was initiated by the Home Deptt. Govt. of Sind, against the accused. Non-bailable warrants areissued and the accused was arrested on 27-10-1982 under Section 295-A PPC. The charge was framed by this Court on 5-3-1983 against the accused. As the accused did not plead guilty, the prosecution was ordered to adduce evidence in this matter.

The prosecution cited three witnesses, one Mufti Jaffer Hussain and two Police officers but the prosecution failed to produce any witness though process had been repeatedly issued and even both the Police officers were posted at Karachi. During the pendency of this case an application for/ examining an additional witness from Home Deptt. Govt. of Sind, which was allowed and one Section Officer Muhammad Ali Shah was examined by the prosecution as P.W.1 His statement was recorded as Ex.2.

The deposition of P.W.1 did not implicate the accused person, beside the prosecution has failed to

......2.....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "